اعاذہ رحمانی

ردّ
وساوس کادیانی

نمبر اول

(جسمین چند مکائد واکاذیب کادیانی بطور نمونہ دکھائے گئے ہین)

کادیانی کے رسائل فتح۔ توضیح۔ اور اسکے ازالہ کا اثر بد کادیانی پر پڑا۔ اور وہ مہجور ومطرود خواص وعوام اہل اسلام ہو گیا (جسکا بیان با برہان فتوی علمائے پنجاب وہندوستان مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۳ مین ہو چکا ہے) تو اس نے اس اثر کو مٹانے اور اپنے رہے سہے معتقدون ومریدون کا دل ٹھہرانے کے لئے تین رسالے اور لکھے۔ جنمین سے ایک رسالہ "وساوس کادیانی" ہے۔ جسکا نام اُسنے برطبق مصرع مشہور برعکس نہند نام زنگی کافور ؞ وافع الوساوس رکھا ہے۔

اس رسالہ مین اس سے وہی عذر بدتر از گناہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جو پہلے تین رسائل کو یکی بعد دیگرے شائع کرنیسے ظاہر ہوا تھا۔ کہ رسالہ فتح مین تھوڑا سا کفر ظاہر کیا۔ پھر اسکے عذر مین رسالہ توضیح لکھا۔ تو اسمین کفر کا دڑبا کھولدیا۔ پھر اسکے معذرت مین ازالہ لکھا۔ تو اسمین کفر کا ایک دریا بہا کر شور مچادیا۔ اَب اسکے معذرت مین رسالہ وساوس لکھا ہے۔ تو اَب کفر کا طوفان برپا کر دیا۔ اور اس قدر کفر کا زہر اگلا۔ اور اسکو اسلام بنانے کے لئے کذب ومغالطہ ومکائد ووساوس سے اس وسعت اور دلیری سے کام لیا ہے کہ اسمین اپنے دجّال اور کذاب ہونے کی ثبوت دینے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔

ہر ایک رسالہ سابق کی اشاعت مین اُسنے اس دام تزویر کا التزام کر رکھا تھا۔ کہ وہ پہلے خاصگران ہی بعض دام افتادگان کادیانی کی (جو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ہین اور کادیانی کے مطبخ کا دار و مدار وہی لوگ ہین) نظر سے گذرے اور انکے خیالون اور دماغون مین جگہ پکڑ لی۔ اور اُنسے کافی فلوس کھینچکر لے آوے۔ پہر کسی منصف ناظر ومناظر وہمگیر نمیز (ممتحن) کی نظر سے گذرے۔ مگر خدا کے اس وعدہ اور خبر کے مطابق

> ان اللہ لا یھدی کید الخائنین۔
> (یوسف)
> وما کید الکافرین الا فی ضلال۔
> (مؤمن)

کہ خدا تعالےٰ خیانت کرنے والون کے مکرون کو رہت نہین لاتا۔ اور کافرون کے مکر اکارت جاتے ہین۔ وہ رسائل بعض احباب کے مدینہ سے (جو بظاہر کادیانی کے دوست ہین) قبل از اشاعت عام ہماری نظر سے گذر گئے۔ اور انکے جوابات قلم بند ہو گئے۔

اس رسالہ "وساوس" مین اُس نے اس التزام کے لئے اسقدر اہتمام کیا۔ کہ مطبع دیا ضہند (جسمین وہ رسالہ چھپتا ہے) امرتسر سے قادیان مین منگوا لیا۔ اور کمال احتیاط سے رسالہ کو خاص خاص لوگون مین شائع کیا۔ مگر پھر بھی یہہ رسالہ خدا تعالی کی مدد و توفیق سے اور بعض رجال الغیب دوستون کی توجہ سے ہماری نظر سے گذر گیا۔ ہم اسپر خدا تعالےٰ کا پھر اپنے دوستون کا شکریہ ادا کرتے ہین اور اس نمبر اعاذہ مین اس رسالہ کے چند اکاذیب ومکائد ومغالطات و وساوس بطور نمونہ بیان کر کے اپنے مسلمان ناظرین کو خدا کی حفظ و اعاذہ مین سپرد کر کے کادیانی کے دام سے بچانے کی کوشش کرتے ہین۔

نمبر اول کادیانی کا دہوکہ و وسوسہ

اس رسالہ کا خطبہ (دیباچہ) اُس نے ۲۹ صفحہ مین لکھا ہے اور منجملہ اسکے ۲۳ صفحہ کی عربی عبارت لکھی ہے۔ جس سے اُس نے اپنے جہلا اور ناواقف اتباع کو یہ دھوکہ

دیا۔ اور مکر کیا ہے۔ کہ وہ اسکو بڑا عربی دان عالم سمجھین یا یہ خیال کرین۔ کہ وہ باوجودیکہ ظاہری علوم مین دخل نہین رکھتا۔ بلکہ ہیچمدان* اُمّی ہے پھر اسنے اتنی لمبی عبارت عربی مین لکھ ڈالی۔ جو بجز تائید غیبی والہام الٰہی ناممکن ہے۔

اس کے اس مکرومنتر کا بعض لوگون پر اثر بھی پڑ گیا ہے۔ کوئی تو اسکو بڑا عالم سمجھنے لگا ہے۔ کوئی الہامی خیال کر بیٹھا ہے۔ بعض لوگ یہ کھنے لگ گئے ہین۔ کہ اگر فلان مولوی صاحب اس خطبہ کا ترجمہ ہندی زبان مین کردین تو ہم کادیانی کا اتباع چھوڑ کر ان کے پیر دھو جاوین گے۔

ان لوگون کا اعاذہ اور اس دھوکہ کا ازالہ

صرف ان لوگون کی اس شرط پر تو ہم اس عبارت پر کچھ لکھنا فضول سمجھتے ہین۔ ہان اگر کادیانی اور اسکے دستور ہمین حکیم نورالدین اور دستور یسار منشی محمد احسن بکار یہ لکھدین۔ کہ اگر کسی مجلس علماء مین یا غائبانہ بضمن رسالہ ہمنے اس عبارت کا ترجمہ کرکے بشہادت قواعد عربیت صرف ونحو وادب وغیرہ اسکا غلط اور مکروہ ہونا ثابت کردیا۔ تو کادیانی صاحب اپنے دعویٰ الہام سے دست بردار ہو جائینگے۔ اور وہ دونو صاحب اسکو ظاہری و باطنی علوم سے معرّی سمجھکر اس سے کنارہ کش ہو جائینگے تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ یہ ثابت کرین گے۔ کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہین۔ کادیانی عربی ہے۔ جسکے غلط کریہ اور غیر مانوس اور بشع الفاظ سے جی متلاتا ہے۔

---

* ۔ دیکھو صفحہ ۳۵ "وساوس" کادیانی جسمین اوس نے بعینہا یہ الفاظ لکھے ہین۔ اور یہ جتایا ہے۔ کہ اُمّی ہوکر مین نے ایسا خطبہ لکھا ہے۔ تو یہ بجُز الہام کیا ہو سکتا ہے۔؟

نمبر دوم۔ کذب ومغالطہ کادیانی

کادیانی نے اس عبارت عربی خطبہ مین اور مقدمہ کتاب مین یہ دعوی کیا ہے۔ کہ اُسنے خدا کی جناب مین یہ بیباکانہ وگستاخانہ دعا کی ہے۔ کہ اے خدا تو میرے وجود کے ہر ایک ذرہ مین گھس آ۔ اور مجھے اپنی طرف اوٹھا۔ تو اُس نے مجھے آسمانون پر اوٹھا لیا۔ اور عرش کے اوپر سے میرا حمد بجالایا۔ اور میری دعا کو قبول کیا۔ اور فتوحات وتائیدات غیبی کا وعدہ دیکر بے غم کر دیا۔ اور یہ کہا۔ کہ مین تیرے مددگارون کا مددگار ہون۔ تیری اہانت کرنے والو نکا۔ اہانت کنندہ۔ تو میری بارگاہ مین معزز ہے۔ اور تو میری مراد ہے۔ یعنے مین تیرا مرید ہون وغیرہ وغیرہ۔

اِس کے اس ہذیون کا۔ اُن سادہ لوح وناقہم مسلمانون پر اثر پڑ گیا ہے۔ جنکا یہ مقولہ[1] ہے۔ کہ ہر یک کلمہ گو نماز پڑھنے والے قبلہ کا استقبال کرنے والے کے حقمین (گو وہ اس اقوال وافعال مین منافق ہو۔ اور آیات منقولہ[⁂] حاشیہ کا مصداق ہو) حسن ظنی بکار ہے۔ اور وہ اسکے اس قسم کی دعاوی سنکر اسکو ولی جاننے اور ماننے لگ گئے ہین۔

ان مسلمانون کا اعاذہ اور اس کذب ومغالطہ کا ازالہ

میرے بھولے بھائی مسلمانو! اولاً کادیانی کے عقائد اسکے رسائل مین اور فتوے علماء پنجاب وہندوستان مندرجہ نمبر ۴ جلد ۱۳ مین اور جواب فیصلہ آسمانی نمبر ا جلد ۱۴

⁂۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا۔ یعنے جب منافق مومنون کو ملتے ہین کہتے ہین ہم مومن ہین۔ وَاِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔ یعنی جب تیرے پاس منافق آتے ہین تو کہتے ہین ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ خدا کے رسول ہین۔

[1] ایسے مسلمانون نے آج کل لاہور مین اس مضمون کا ایک اشتہار نکالا ہے کہ اشاعۃ السنہ نمبر ا ج ۱۴ کے برخلاف کلمہ گو مسلمانو کو کافر کیون کہا جاتا ہے اسکا جواب علحدہ دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

مین پڑھو۔ پھر اُسپر حکم خدا ورسول کو۔ جو فتوے مذکور مین منقول ہے ملاحظہ کرو۔
پھر کادیانی کے اخلاق وعادات کو جو جواب سلسلہ آسمانی مین صراحۃً۔ اور مضمون
گیدڑ بھبکی کادیانی مین اشارۃً مذکور ہین خیال مین لاؤ۔ پھر اپنے ایمان۔ نور۔ قلب فراست
اور کانشنس کو کام مین لاکر غور کرو۔ کہ اس عتقاد و اعمال کا مدعی اسلام خدا کا ہمکلام
ومخاطب ہوسکتا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔
جو شخص اس قدر مقابلہ وموازنہ کی فرصت نہ رکھے اسکو اس دعوی کادیانی کا
کذب ثابت کرنے کے لیئے اور تین دلائل کیطرف ہم توجہ دلاتے ہین۔

پہلی دلیل

یہ ایسی دلیل ہے جسکو کسی کتاب یا رسالہ مین تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہے۔
بلکہ ہر ایک صاحب بصیرت و فراست کو اپنے دل و دماغ کیطرف رجوع کرنے سے
خیال مین آسکتی ہے۔ وہ یہ۔ کہ دو باتین مُسلّم کل ہین۔ ایک یہ۔ کہ کادیانی عرصہ
دس سال سے یہ دعوے کر رہا ہے۔ کہ مین خدا کا ملہم وہمکلام ومستجاب الدعوات ہون۔
اور خدا نے مجھے الہام کیا ہے۔ کہ مین تیرے ساتھ ہون۔ اور تجھے لوگون سے بچاؤنگا۔
اور تیری مدد کرونگا۔ اور تیرا انام پورا ہوگا۔ اور تو میری بارگاہ مین عزت رکھتا ہے۔ اور
زمین آسمان تیرے ساتھ ہین جیسکہ وہ میرے ساتھ ہین۔ اور تو میرے ساتھ ہے۔
اور تو میری مراد ہے (یعنے مین تیرا مُرید ہون) مین تیرے پیروُن کو تیرے منکرون پر
قیامت غالب رکھونگا۔ منکرون کے دلون مین رعب ڈالدونگا۔ تو مت ڈر۔ تو
غالب ہے وغیرہ وغیرہ۔ (جسکو وہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ وصفحہ ۲۳۹ وصفحہ ۲۴۰ وصفحہ ۲۴۷
وصفحہ ۴۹۶ صفحہ ۵۰۵ وصفحہ ۵۱۰ وصفحہ ۵۵۶ وصفحہ ۵۶۱ وغیرہ مین بیان کر چکا ہے۔
جو شخص یہ کتاب نہ دیکھ سکے وہ ہر گلی کوچہ سے اسکے یہ الہام سن لے۔ اور اس عربی عبارت

عبارت کا ترجمہ کراکے بعض الہام اسمین دیکھ لے)۔

دوسری یہ بات ظاہر و مسلّم کل ہے۔ کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس جو شخص اسکے اس دعوی کے دھوکہ مین پھنس گیا۔ اور اب اس سے نکلنا چاہتا ہی ہو۔ وہ ان دو باتونکو مدّ نظر رکھ کر۔ یہ خیال کرے۔ کہ اگر کادیانی ان دعاوی مین سچا ہوتا تو۔ ان کا کچھ نہ کچھ اثر۔ ان دس برسون مین ظاہر ہوتا۔ اور اسکو دیکھ کر کوئی نہ کوئی منکر و مخالف اسکی تابع ہو جاتا۔

جیسے حضرت انبیاء علیہ السلام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے دعوی کئے تو دمِ نقد انکی اثار دکھادیئے۔ جسپر ہزارون بلکہ لاکھون منکر قائل و مسلمان ہو گئے۔

کادیانی کے ان دعاوی کا کون سا اثر ظاہر ہوا ہے؟۔ اسکی کونسی دعا قبول ہوئی ہے۔ کونسا منکر و مخالف اسکی تابع ہوا۔ کس منکر و مخالف پر اسکا رعب پڑا۔ کسپر اسنے فتح پائی۔ اسکے اتباع کو اسکے مخالفین پر کب غلبہ و فوقیت حاصل ہوئی۔ زمین و آسمان نے عام لوگون سے بڑھکر کس قسم کی اسکی خدمت کی ہے۔ خدا تعالی نے اسکے ساتھ ہو کر۔ اسکو کیا عزت بخشی۔ کافرون کے دلونمین نہ سہی عام مسلمانونکی نظرون مین اسکی قبولیت و عزت کب قائم کردی۔ جبکا محبوب بندون کے وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ یوضع لہ القبول فی الارض[1]۔ کیا وہ اثر بھی ہے۔ کہ جن لوگون کے حق مین کادیانی نے پانچ پانچ سو روپیہ عوضانہ لیکر صحت و اولاد کے لئے دعا کی ہے۔ وہ ہنوز بے اولاد و بیمار ہین۔ اور کادیانی صاحب زمانہ تالیف براہین احمدیہ مین تو عام مسلمانونکی نظر مین عزیز تھے۔ اسکے بعد سے اس وقت تک وہ تمام

[1] یہ فقرہ اور فقرہ اولی صفحہ آیندہ ایک حدیث کے فقرات ہین جبکا خلاصہ یہ ہی۔ کہ جب خدا تعالی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو تمام آسمانون کے فرشتون مین منادی کردیتا ہے۔ کہ وہ بندہ میرا دوست ہے۔ تم اسکو دوست رکھو پھر یہ حکم زمین پر پہنچتا ہے۔ تو زمین والون مین اسکی قبولیت تسلیم کیجاتی ہے۔ اور اگر کسی بندہ سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ تو اسیطرح پہلے آسمانون مین۔ پھر زمین مین اسکی منادی ہو جاتی ہے۔ تو زمین والون مین اسکی دشمنی پھیل جاتی ہے۔

دنیا کے مسلمانون علماء وعوام مین (بجز چند جُہلا کے جنکو ایک ہاتھ کی انگلیون پر شمار کرسکتے ہین) ذلیل ہوتے جاتے اور گمراہ سمجھے جاتے ہین۔ اور وہ حدیث یوضع لہ البغضاء کا مصداق ہو گئے ہین۔ ادہر میدان ومعرکہ مین اپنے مخالفون کے مقابلہ مین مغلوب ہوتے ہین اور اَب تو وہ گھر سے باہر قدم نہین رکھتے۔ اور مقابلہ ومباحثہ کی شرطون کی آڑ مین جان بچاتے ہین۔ جو لوگ خدا کی مدد وحفاظت سے موعود ہوتے اور اس مضمون کی الہامات سے مخاطب ومبشر ہوتے ہین۔ کہ خدا تعالےٰ تمکو لوگون سے بچا لیگا۔ اور مخالفون پر غالب کریگا۔ وہ چمکتی تلوارون مین دشمنون کے مقابلہ مین نکلتے ہین۔ دشمن سے چھپ کر گھر مین پناہ گزین نہین ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا مین اپنے پاس پہرا رکھواتے جب حفاظت کی بشارت انکو دی گئی۔ اور یہ آیت "واللہ یعصمک من الناس" (جسکو کادیانی نے اپنے حق مین اُتار لیا ہے) نازل ہوئی۔ تو پہر آپنے پہرا اُٹھا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اَب خدا نے میری حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔

ایکدفعہ مدینہ پر کسی دشمن کے چڑہ آنے کی خبر آئی۔ تو آپ تنہا ابو طلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہو کر۔ اسکی طرف چل نکلے۔ بدر کی لڑائی مین اپنے تین سو آدمی کے ساتھ جنکے پاس صرف سات تلوارین۔ اور ایک گھوڑا تھا ایک ہزار مسلح دشمنون کا مقابلہ کیا۔ اَب اسکے مقابلہ مین کادیانی کی حالت کو وہ لوگ دیکھین۔ کہ دہلی کے قومی جلسہ مباحثہ چاندنی چوک مین (جسمین کئی مجسٹریٹ اور پولیس انسپکٹر آپکی حفاظت کے لئے موجود تھے) آپ باوجود مکرر طلبی اور تسلی دہی کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اور جب تک دہلی مین رہے بفیس دیکر پولیس کے سپاہی دروازہ پہرہ رکھوائے۔

سلہ۔ اس حدیث کا ترجمہ صفحہ سابق مین گذرا۔

سلہ یعنے خدا تجھے لوگون سے بچا لیگا۔

اس سے کس وناکس کو بشرطیکہ کچھ فہم و فراست رکھتا ہو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ اُن الہامون کے دعوے مین جھوٹے ہین۔ آپکو خدا نے کوئی وعدۂ نصرت و حمایت کا نہین دیا۔
بعض سادہ مسلمان اس دھوکہ مین اگر اُسکو ولی مان بیٹھے ہین کہ انہون نے اپنی خوابون مین اسکو اچھی حالت مین دیکھا ہے۔ بعض نے اسکی خوابون کو اپنی حالت کے موافق پایا ہے۔ یہ دونو فریق یہ دو باتین سُن۔ اور سمجھ لین۔ (۱) کسی کا خواب ظاہر احکام کتاب و سُنت کے مخالف کوئی امر ظاہر کرے تو وہ شرعاً لائق اعتبار نہین۔ ایسے خواب کا اعتبار ہو تو قرآن و اسلام کو منسوخ ماننا پڑیگا۔ (۲) کبھی سچا خواب کافر بھی دیکھ لیتے ہین۔ چنانچہ کادیانی نے یہ بات خود توضیح المرام مین واضح کر کے بیان کردی ہے۔ پھر وہ کافر۔ ان سچے خوابون کے سبب ولی نہین سمجھے گئے۔ تو کادیانی صاحب ان خوابون کے سبب کیون ولی سمجھے جاتے ہین۔ اُنکو ولی تب ہی وہ مانین جب انکے سب ہی الہامات و بشارات کو تصدیق کرلین۔ اور پورا ہوتا دیکھ لین (اگر وہ اس کے عقائد و اعمال کا حکم خدا و رسول سے مقابلہ و موازنہ نہ کرسکین۔)

دوسری دلیل

کادیانی ان بشارات والہامات کے دعوے مین سچا ہے۔ اور واقعی خدا تعالےٰ نے اُسکو غلبہ و نصرت و عزت و حمایت کا وعدہ دیکر غم نکرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے کلام و خطاب سے مشرف فرمایا ہے۔ تو پھر اسنے اس عربی خطبہ اور تمام کتاب مین اپنے مخالفون اور مکفرون کا یہ گلہ۔ کہ انھون نے مجھے یہ کہا۔ اور وہ کیا۔ لوگون کے سامنے کیون پیش کیا۔ اور انکو بُرا کہکر۔ کہ وہ ایسے ہین اور ویسے ہین۔ لوگون کو انپر اشتعال کیون دلایا؟ جس شخص کو اپنے محبوب کا جمال و وصال و خطاب میسر ہوتا ہے۔ وہ اسکے مقابلہ مین غیرون اور مخالفون بدگوئی و برائی و تکلیف کی کچھ پروا نہین کرتا۔ اور اسکو

واویلا اور نوحہ کے ساتھ اشتہارون اور اخبارون مین مشتہر نہین کرتا۔ اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ جتنی دیر مین اغیار کی بدگوئی کیطرف متوجہ رہونگا۔ اُتنی دیر ذکرِ یار مین کیون مصروف نہ رہونگا۔ دوست کا ایک کلمہ لطف دشمنون کے ہزار کلمہ طعن کے غم کو غلط دیتا ہے۔ اور اسکا ایک نظارہ جمال باکمال غیر کو نسیًا منسیًّا بنا دیتا ہے۔

سرمد کہتا ہے

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد ٭ یک کار ازین دو کار مے باید کرد

یا تن برضائے دوست مے باید داد ٭ یا قطع نظر زیار اختیار مے باید کرد

آپنے خود بھی جھوٹے دل اور کاذب زبان سے ان بشارات کو بیان کرنے کے بعد

هٰذا ما بشرنی ربی وملجاء عند ادبی واللہ لو اطاعنی ملوک الارض وفتحت علے خزائن العالم کلھا ما السرنی کسرور منہ من ذالک[1]

"وساوس" کے صلا مین کہا ہے۔ کہ "مجھے ان بشارات سے ایسی خوشی ہوئی ہے۔ کہ اگر تمام دُنیا کے جملہ بادشاہ اور کل عالم کے خزانے مجھپر فتح کیے جاتے۔ تو مجھے اسقدر خوشی نہوتی۔ جسقدر۔ ان بشارات سے خوشی ہوئی ہے"

اور اگر آپ کی وہ بشارات والہامات خدا کی طرف سے ہوتے۔ اور یہ کلمات فرحت آپکے سچے دل سے نکلتے۔ تو اس خوشی کے بعد آپ اپنے مخالفین علما کی شکایت بالکل بھول جاتے۔ بلکہ یہ رسالہ "وساوس" ہی نہ لکھتے۔ اور خدا کی طرف سے اپنی برات وحمائت کے امیدوار ہوکر ایسے ساکت وخاموش ہو جاتے۔ جیسے کہ مریم علیہا السلام یہودیون کی تہمت سے برأت کی امید خدا سے رکھکر۔ ان کی تہمت کے جواب سے خاموش ہوگئی تہین۔ آپ کا اس جوش وخروش کے ساتھ ان علمار کو برا کہنا۔ اور

[1] اس تہوڑی سی عبارت مین کادیانی نے چار غلطیان کی ہین۔ دو صرفی دو ادبی۔ ادبی۔ ملجائی عندربی۔ اور فتحت علے کی صلات مین۔ صرفی۔ (۱) اگر کلھا کا ضمیر عالم کیطرف ہے تو یہ غلطی

لوگون کو انکی طرف سے منتقل کرنا۔ اور ان کے جواب مین ابسا رسالہ کذب و مکائد کا مقالہ لکھنا صاف بتا رہا ہے۔ کہ ان الہامات و بشارات کے دعوی مین آپ سچے نہین۔ ناظرین! برسنے والے بادل اتنا نہین گرجا کرتے۔ جنکے پاس کچھ ہو۔ وہ اس تکلف سے اس کا اظہار نہین کرتے۔ جنکو خدا کی تائید غیبی کا یقین ہو۔ وہ ظاہری اسباب پر (جائز بھی ہون تو) اس بے اعتدالی سے اعتماد و اعتکاف نہین کرتے۔ یہ کیا ہے؟

تیسری دلیل مین اور کچھ سنو!

تیسری دلیل

آپ کو خدا کی طرف سے ایسی بشارتین نصرت۔ حمایت و حفاظت کی دی گئی تھین۔ جنکی خوشی تمام دنیا کے بادشاہون کے مطیع ہونے سے بڑھکر آپکو ہوئی تھی۔ تو آپ نے دنیا کے ایک بادشاہ ملکہ معظمہ انگلینڈ و قیصرہ ہند کی جھوٹی خوشامد۔ اور اوپر کے دل* سے تعریف کرکے کیون حفظ و امان و پناہ چاہی۔ اور یہ بات کیون اس عربی خطبے کے دو صفحہ مین بقلم جلی لکھی۔ کہ مجھے قیصرہ عادلہ اور سلطنت برطانیہ نے بچا لیا۔ ورنہ مولوی تو مجھے مار ڈالتے۔

جس شخص کو بڑا شاہنشاہ تمام بادشاہون کا بادشاہ اپنی پناہ و حفاظت مین لے لے۔ وہ پھر کسی دنیوی بادشاہ۔ یا کسی وزیر کی پناہ چاہتا ہے؟ اور اسکی پناہ مین ہونیکا

مدت لانا۔ اور ستر کو متعدی بنانے کے لئے باب افعال مین لیجانا۔ حالانکہ ستر بیستر مجرد متعدی ہے۔ کسرو ری کا کاف بھی بلا ضرورت ہے۔ یہ لفظ بحذف کاف مفعول مطلق ہوکر وہی معنے دیجاتا ہے۔ دو سطر عبارت کا یہ حال ہو۔ اس سے ناظرین قیاس کرسکتے ہین کہ تیئیس صفحہ کا کیا حال ہوگا۔

* آپکی پیشینگوئی میعادی ہشت سال بتا رہی ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کی نسبت جو کچھ آپنے خطبہ مین کلمات خوشامد و تعریف لکھے ہین۔ وہ دل سے نہین لکھے۔

فخر واعتماد کرتا ہے؟۔ نہین ہرگز نہین۔
اسلام کی ظاہری علما وصلحا جو الہام وبشارات کے مدعی نہ تھے وہ صرف خدا تعالیٰ کے حام وعدون پر اعتماد کرکے۔ اپنے اسلامی بادشاہون کی طرف بھی ملتجی نہین ہوئے اور اپنی کتابون کے خطبون مین مسلمان بادشاہون کو خوش کرنے کی غرض سے اُنھون نے اُن کے نام وتعریفات درج نہین کئے۔
کادیانی صاحب خدا کے ملہم ومخاطب ہوکر۔ اور خصوصیت کو ساتھ نصرت وحمائت کی بشارتین پاکر اپنی مذہبی کتاب کے خطبہ مین غیر مذہب بادشاہ کی تعریف جلی قلم سے لکھتے ہین پھر وہ اس الہام وبشارت مین کیونکر سچے ہوسکتے ہین۔

نمبر سوم کید ومغالطہ کادیانی

وساوس کے ص۳۷ وص۱۵ مین کادیانی نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ تین ہزار کے قریب اعتراض اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے سید ومولیٰ پر کوتہ بینون نے کئے ہین۔ + + یہ اعتراضات غفلت کی حالت مین سخت خوف کی جگہہ ہین۔ اور ایک ضلالت کا طوفان برپا کرنے والے معلوم ہوتے ہین۔ اور مجرد اسلامی عقائد کا یاد رکھنا یا پورانی کتابون کو دیکھنا۔ ان سے محفوظ رہنے کے لئے کافی نہین + + ملک ہند مین ایک لاکھ کے قریب لوگون نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ اور چھ کروڑ۔ اور کسیقدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابین تالیف ہوئین“
اس کید مین کادیانی نے سادہ لوح مسلمانون کو دو مغالطے دیئے ہین۔ پہلے موجودہ مذہب اسلام وقرآن کو اعتراض کا محل اور اس تبدیلی کا (جو کادیانی اس مین کررہا ہے) محتاج بناکر دکھایا۔ پھر انکی اس نازک وخوفناک حالت کی اصلاح کیلئے اپنی چندہ کھینچنا چاہا۔ اس کے اس منتر کا اثر بعض مسلمانون پر پڑ بھی گیا۔ انھون نے اس خوف وغرض سے میلہ سالانہ مین اس کو چندہ دینا قبول کیا ہے۔

ان مسلمانون کا اعاذہ اور اس کید و مغالطہ کا اغاذہ

قرآن اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو قرون ثلاثہ سے اسوقت تک مسلمانون مین متوارث چلی آئی ہے۔ تبین ہزار کجا۔ تین بلکہ ایک اعتراض کا بھی محل نہین۔ اور جو اعتراضات آجکل بعض لوگ قرآن واسلام اور تعلیم نبوی پر کر رہے ہین۔ وہ اعتراض ان ہی کی نافہمی پر وارد ہوتے ہین۔ نہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر۔ لہذا اسوقت یا آیندہ قیامت تک مسلمانون کو حاجت نہین۔ کہ وہ قرآن یا اسلام مین کوئی تبدیلی کرین۔ اور اسکی پُرانی یا اصلی صورت کو بدل کر دوسری صورت بنا دین۔ صرف یہی کافی ہے۔ کہ اسکی اصلی صورت کو جو کوتہ بینون کی نظرون سے (ان کی لاعلمی اور ناواقفی کے سبب) چھپی ہوئی ہو۔ ظاہر کر دین۔ کادیانی یہ کھکر ناحق مسلمانون کو ڈراتا۔ اور ان کے کپڑے اُتارنا چاہتا ہے۔ اور اگر کادیانی کے نزدیک قرآن اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی تعلیم واقعی محل اعتراض ہے۔ اور انکی اصلاح اسی تبدیلی سے ہوسکتی ہے۔ جو کادیانی انمین کر رہا ہو۔ مثلاً کہ حضرت مسیح آسمانون سے جسم پر نہین گئے۔ اور نہ وہ وہان موجود ہین۔ اور حضرت مسیح نے کوڑہی اندھے اپنے معجزہ خارق عادت سے اچھے نہین کئے۔ تو پھر اس صورت کی خیالی اصلاح سرسید کر چکے۔ اور کر رہے ہین۔ کادیانی نے پہلے کیا کیا۔ اور آیندہ کیا کریگا۔ اس نے جو کچھ اسوقت تک کیا ہے وہ سرسید کی شاگردی سے کیا ہے۔ ناظرین نمبر ۶ جلد ۴ اشاعۃ السنہ ذیعیرہ ملاحظہ فرمائین۔

اس کید مین کادیانی نے جو اعتراضون اور عیسائی شدہ مسلمانون اور کتابون کی تعداد بیان کی ہے۔ یہ بھی اسکی گپ ہے۔ جس سے وہ اپنے نادان اتباع کو ڈراکر روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ جیسے کوئی بچے کو ہوے سے ڈراکر اسکی ٹوپی اتار لے۔

بعض پادری تو رو رہے ہے۔ اور واویلا کر رہے ہین۔ کہ ہندوستان مین ہمارے مذہب کی بہی کچھ اشاعت نہین ہوئی۔ باوجودیکہ بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا ہے۔ پادری کپتن آیزک ٹیلر کا مضمون اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مین ۳۲۴ ملاحظہ فرماوین۔

نمبر چہارم کید وکذب قادیانی

قادیانی نے منجملہ اسلامی مسائل (جنکو وہ محل اعتراض سمجھتا ہے) ایک مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو قرار دیا۔ اور اسکی نسبت "وساوس" کے صہ۲۴ مین لکھا ہے۔ "پس حال کے علما اگرچہ بظاہر صورت شرک سے بیزاری ظاہر کرتے ہین۔ مگر مشرون کو مدد دینے مین کوئی دقیقہ انہون نے اٹھا نہین رکھا۔ غضب کی بات ہے۔ کہ اللہ جلشانہ تو اپنی کلام مین حضرت مسیح کی وفات ظاہر کرے۔ اور یہ لوگ ابتک اسکو زندہ سمجھکر ہزارہا۔ اور بیشمار فتنے اسلام کے لئے برپا کردین۔ اور مسیح کو آسمان کا حیّ وقیّوم اور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا مردہ ٹہراوین۔ حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم مین اسطرح لکھی ہے۔ کہ مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد یعنی مین ایک رسول کی بشارت دیتا ہون۔ جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئیگا۔ اور نام اُس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح ابتک اس عالم جسمانی سے گذر نہین گیا۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتک اس عالم مین تشریف فرما نہین ہوئے۔"

اس کے بعد قادیانی نے آیت فلما توفیتنی اور انی متوفیک، کو ذکر کیا۔

اس کید مین قادیانی نے مسلمانون کو کئی دھوکہ دیئے ہین۔ ایک یہ۔ کہ عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام حال کے علما کی ایجاد ہے۔ دوسرا یہ۔ کہ اسمین حضرت مسیح علیہ السلام کا حیّ وقیّوم ہونا پایا جاتا ہے۔ جو ایک شرک ہے۔ تیسرا یہ۔ کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پائی جاتی ہے۔ کہ وہ فوت ہون۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہون۔

چونتھا یہ کہ اسمین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کو حضرت عیسےٰ کی موت سے معلق ومشروط کیا گیا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ فوت نہین ہوئے۔ تو انحضرتؐ بھی نبی نہونگے اس کید کا اثر کئی مسلمانون پر پڑگیا ہے۔ جو باوجودیکہ کادیانی کے اور دعاوی کو نہین مانتے۔ مگر اس بات کو مان چکے ہین۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہین۔

ان کا اعانہ اور اس کید کا ازالہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اعتقاد حال کے مسلمانون کی ایجاد نہین۔ بلکہ یہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے متوارث چلا آیا ہے۔ رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۴۔ اور فتوی نمبر ۴ جلد ۱۳ مین ملاحظہ ہو۔

کادیانی باوجود اس دعویٰ دروغ کے اپنے رسائل مین کسی صحابی۔ کسی تابعی۔ کسی امام۔ کسی مُحدّث سے یہ قول نقل اور ثابت نہین کرسکا کہ حضرت مسیحؑ اسوقت مردہ ہین۔

(۲)۔ کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آیندہ اور ہمیشہ کے لئے زندہ نہین جانتا۔ اور قیوم آسمانون کا نہین سمجھتا۔ بلکہ سب مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ آسمان سے نازل ہونیکے بعد فوت ہون گے۔ اور مسلمان انکا جنازہ پڑہینگے۔ اور وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین مدفون ہونگے۔

اس اعتقاد اہل اسلام کو کادیانی نے خود ازالہ مین نقل کیا۔ اور اسپر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ کیا انحضرتؐ کی ہڈیان قبر سے نکالکر حضرت مسیح کو اسمین دفن کرین گے۔ پھر ہمقام مین اسکا یہ کہنا۔ کہ مسلمان حضرت مسیح کو حیّ وقیوم سمجھتے ہین ابنرافترا نہین تو کیا ہے اور اگر حضرت مسیح کی درازی حیات کے اعتقاد سے انکو حیّ وقیوم جاننا لازم آتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے کادیانی بھی بچ نہین سکتا۔ وہ اگر درازی عمر حضرت خضرؑ کا

قائل نہین ہے۔ توکیا درازی عمر شیطان کا بہی قائل نہین۔ جو نص قرآن سے ثابت ہے۔ کہ وہ قیامت تک ہوگی۔ اور اگر وہ وجود خارجی شیطان کا بہی اپنے پیر سیر سید کی تقلید سے قائل نہین۔ تو درازی عمر ملائکہ (ان کو خواہ ارواح ستارگان سمجھے۔ یا اُن کا جداگانہ وجود مانے) تسلیم کرنے سے انکو حی وقیوم ماننے والا بنتا ہے۔ یہ درازی عمر حضرت مسیح کو حی وقیوم بناسکتی ہے۔ تو ملائکہ اور شیطان کو کیون نہ بنائیگی۔

(۳) انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت مسیحؑ سے پہلے فوت ہوجانے سے آپکی توہین لازم آتی ہے۔ تو چاہیئے تہا۔ کہ انحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ اس توہین کی تجویز کے وقت کادیانی کو یہ خیال نہ آیا کہ انحضرتؐ فوت ہوکر زیر زمین مدفون ہین۔ اور مین زمین پر زندہ پہرتا۔ اور توہین کرتا ہون۔ اور کیون ڈوب کر نہین مرجاتا اور اگر یہ توہین عمر کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔ تو بہی چاہئے تھا۔ کہ انحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے زیادہ عمر نہ پاتا۔ اور کادیانی کو چاہیئے تھا۔ کہ انحضرت صلعم سے اپنی عمر زیادہ نہونے دے۔ کچہ کہاکر مرجاوے۔ کیونکہ ترسٹھ برس کا تو وہ ہوچکا ہے۔

کادیانی کے دام افتادہ عجیب فہم اور عقل کے آدمی ہین۔ کہ اسکی ایسی واہی باتین مانکر اسکو مجدد اور ولی تسلیم کررہے ہین۔

(۴)۔ اس آیت سے استدلال کرنے مین کادیانی دو کید عمل مین لایا ہے۔ ایک یہ کہ پہلے اس آیت کی بشارت کو اپنے لئے مخصوص کرچکا اور پنے ازالہ کے ص ۶۷۳ مین دعوئ کرچکا ہے۔ کہ یہ پیشنگوئی حضرت مسیح کی اسکی حق مین ہے۔ جو مجرد احمد ہے۔ اور انہ اندر حضرت مسیح کی صفت جمالی رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے خدا نے اسکا دوسرا نام مسیح ابن مریم بہی رکھا ہے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین یہ پیشنگوئی ہوسکتی کیونکہ آپ احمد ہونے کے ساتھ محمد بہی ہین یعنے جامع وصف جمال و جلال ہیںین

اصل عبارت کادیانی نمبر ۶ جلد ۱۳ مین ناظرین دیکھین۔ اور اب وہ اس پیشنگوئی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بیان کرتا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور اگر وہ پہلے قول رجوع اور توبہ کر چکا ہے۔ تو وہ تب معتبر ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اس رجوع کا اقرار کرے۔ اور توبہ کا اشتہار دے۔

دوسرا کید یہ۔ کہ اسنے لفظ من بعدی سے موت کے معنے مراد لیکر آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ وہ میرے مرنیکے بعد آئیگا۔ یہ محض افترا ہے۔ من بعدی کا لفظ عرب اور قرآن کی محاورہ مین معنے موت کے لیئے متعین نہین ہے۔ اور اس مقام مین تو موت کے معنے لینا صاف تحریف اور صریح الحاد ہے۔ جبکہ حضرت مسیح کا بشہادت قرآن وحدیث واجماع بہت زندہ ہونا قطعی وروشن دلیل ہے۔ اس آیت مین حضرت مسیح کا من بعدی کہنا۔ یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ میرے جانیکے بعد اور میرے زمانہ نبوت کے پورا ہو جانے کے* بعد احمد رسول آئین گے۔ اس لفظ مسیح من بعدی کی نظیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی گوسالہ پرست قوم کو یہ کہنا ہے۔ بئس ما خلفتمونی من بعدی۔ جسکے معنے بجز اسکے کچھ بن نہین سکتے۔ کہ تم نے میری کوہ طور پر جانے کے بعد جو کام کیا برا کیا۔ اسکی دوسری نظیر حضرت سلیمان کی یہ دعا ہے رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی۔ یعنی اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہت دیجے جو میرے سوا کسی کی لئے نہو۔ جسکے معنے کوئی شخص یہ نہین تجویز کر سکتا۔ کہ میرے مرنے کے بعد نہو۔ اور زندگی مین ہو تو ہو۔ اسکے نظائر قرآن مین اور بہت ہین جنکو ہم بحث وفات وحیات مسیح مین ذکر کرینگے۔ انشاءاللہ

باقی آیات جو کادیانی نے وفات مسیح پر دلیل ٹھرائی ہین ان کا دلیل وفات نہونا ہم جلد ۱۴ نمبر ۴ مین بیان کر چکے ہین۔

---

* حضرت مسیح جب نازل ہونگے تب باوجود نبی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع ہونگے۔ جیسے ہارون حضرت موسیٰ کیوقت مین نبی بھی تھے۔ اور تابع نیز۔

اس قسم کے اکاذیب ومکائد ومغالطات ووساوس۔ اس عربی خطبہ مین اور بکثرت ہین۔ مگر اس نمبر مین ان سب کی تفصیل کی گنجایش نہین۔ اب ہم اس کتاب کے مقدمہ سے چند اکاذیب ومکائد ومغالطات وساوس کی تمثیلات بیان کرتے ہین۔

نمبر پنجم کید ومغالطہ کادیانی

کادیانی نے وساوس کے صفحہ ۵۸ مین بدرست آویز بلیٰ من اسلم وجھہٗ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۃ اسلام کی یہ حقیقت بیان کی ہے۔ کہ "مدعی اسلام اعتقادی وعملی طور پر خدا کا ہوجائے" پھر صفحہ ۵۹ مین اسکی تشریح یون کی ہے۔ کہ "مدعی اسلام ثابت کردے۔ کہ اسکے تمام جسمانی وروحانی قوی واعضائ۔ ہاتھ۔ پیر۔ دل۔ دماغ۔ عقل۔ فہم۔ علم۔ حلم۔ نیات۔ خطرات۔ جذبات۔ آرام۔ سرور۔ خدا کے تابع ہوجائین"۔ پھر صفحہ ۶۳ مین کہا ہے۔ کہ "یہ آیت سعادت کے تینون درجون۔ فنا۔ بقا۔ ولقا کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسکا پہلا فقرہ "اسلم وجھہ للہ" درجہ فنا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیون کہ جب انسان اپنے تمام اعضا وقوی کو خدا کے لیے کردیتا ہے۔ تو گویا۔ ایک قسم کی موت اسپر طاری ہوجاتی ہے۔ جسکو صوفی فنا فی اللہ کہتے ہین۔ اور دوسرا فقرہ وھو محسن درجہ بقا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ انسان بعد فنا اور سلب جذبات نفسانی کے دوسری زندگی پاتا ہے۔ جسکو بقا باللہ کہنا چاہیئے۔ اور تیسرا فقرہ فلہ اجرہ درجہ لقا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب انسان بقا مین درجہ یقین وعرفان وتوکل ومحبت مین پہنچ جاتا ہے تو اسکو خدا کے وجود کا ایسا یقین ہوتا ہے۔ کہ گویا اسکو دیکھ رہا ہے۔ پھر صفحہ ۶۴ مین کہا ہے۔ کہ "اس درجہ مین بشریت کا رنگ ربانی رنگ کے

له ترجمہ۔ کیوں نہیں جسنے اپنا منہ خدا کی سپرد کیا اور وہ نیکو کار رہا اسکا ثواب خدا کے پاس ہے۔ انکو نہ کوئی ڈر ہے نہ وہ غم کرینگے۔

تلے نیچے چھپ جاتا ہے۔ جسطرح آگ لوہے کے زنگ کو اپنے نیچے چھپا لیتی ہے۔ اسمقام مین جو اولیا پہنچتے ہین۔ ان کا نام اطفال اللہ رکھا جاتا ہے۔ گو کھلے طور پر شرع کی زبان مین یہ لفظ مستعمل نہین ہوا۔

پہر صفحہ ۶۵ مین کہا ہے۔ کہ اُس درجہ لقا مین بعض امور ایسے صادر ہوتے ہین۔ جو بشری طاقتون سے بڑھے ہوئے ہوتے ہین۔ اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہین۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ بدر مین کنکرون کی ایک مٹھی سی تمام کفار کی آنکھون کو پُر کر دینا۔ یا چاند کو پھاڑ دینا۔ یا تھوڑے سے پانی سے بہت لوگون کو سیراب کر دینا۔ اور تھوڑی سی روٹیون سے ہزارون آدمیون کا پیٹ بھر دینا۔ یا لعاب دہن مبارک سے شور آب کنوئین کو شیرین کر دینا۔ جن کے ساتھ دعائین نہ تہین "۔

پہر صفحہ ۶۸ و ۶۹ مین کہا ہے "یہ درجہ لقا جب کسی انسان کو میسّر آتا ہے۔ تو اس مرتبہ کے اوقات تموج مین ضرور اس سے الٰہی کام صادر ہوتے ہین۔ اور جیسا خدا کا کُن دائمی طور پر نتیجہ مقصود ہ پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی اسکا کُن بھی تموج و مد کی حالت مین خطا نہین کرتا + اور درجہ فنا کے بعد درجہ بقا اور لقا کا حصول لازمی امر ہے۔ یہ کادیانی کے بیان بارہ صفحہ کا پورا خلاصہ ہے۔ جس کو اس نے طولانی اور مکرر سہ کرر عبارات پیچیدہ فقرات رنگین الفاظ مین اس غرض سے بیان کیا ہے۔ کہ لوگ ان عبارات و فقرات مین چکر کھا کر اور متحیر ہو کر کادیانی کے کمال علم و معرفت کے قائل ہو جائین۔ اور اسکو ما عرفناک حق معرفتک کھکر ولی و صوفی و متبحر عالم سمجھنے لگین۔ اُس کی اس پالیسی کا اثر بھی کم علم یا بے علم لوگون پر ضرور پڑے گا۔ وہ ان عبارات کے بھنور اور رنگین فقرات کی چکر مین آ کر ضرور ولی اور بڑا عالم مان لینگے۔

ان مسلمانون کا اعاذہ اور اُس کید و مغالطہ کا ازالہ

ان عبارات ودعاوی مین کادیانی نے **دو** باتین جتائی ہین۔ جو اسکے دو کید (مکر) ومغالطے ہین۔ **اول** یہ کہ جو باتین اسنے ان عبارات مین کہی ہین وہ اسکا ایجاد واجتہاد ہے۔ وہ باتین اُس نے قرآن سے نکالی ہین۔ **دوم** یہ کہ جو حالات ومقامات ان عبارات مین بیان ہوئے ہین۔ وہ حالات اسپر وارد ہین۔ وہ خود اس مقال کا صاحب حال ہے۔ انمین وہ اپنی حالات کی عام پیرایہ مین حکایت کرتا ہے۔ برطبق ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران * گفتہ آید در حدیثِ دیگران *

آن دونو کید ومغالطہ کا ازالہ یہ ہے۔ کہ جو حالات ومقامات اسنے بیان کیے ہین۔ وہ صوفیون اور اہل اسرار کے مقالات وصطلاحات ہین۔ کادیانی انکا چور ہے۔ ان کی باتون کو اسنے سرقہ کیا۔ اور ان کا حوالہ نہین دیا۔ اور جو اپنا صاحب حالات ومقامات ہونا جتایا ہے۔ اسمین انکے منصب ولایت کا سرقہ کیا ایسے ہی چورون کے حق مین مولوی رومی صاحب پہلے سے کہہ گئے ہین ؎

* حرف درویشان بدزدد مرد دون * تا بخواند بر سلیمی زان فسون
زانکہ صیاد آورد بانگِ صفیر * تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
ہمسری با انبیا برداشتند * اولیا را ہمچو خود بنداشتند

* - خلاصہ ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے۔ کمینہ آدمی درویشون کی باتین اسلئے چُرا لیتا ہے۔ کہ ان باتون سے احمقون پر منتر پہونکے۔ جیسے شکاری اسلیے جانورون کی بولی بولتا ہے۔ کہ وہ اس بولی سے جانورون کو فریب دیکر دام مین لاوے۔ یہ لوگ (ایسی باتین کہکر) انبیا کا ہمسر بننا چاہتے۔ اور اولیا کو اپنی مانند سمجھتے ہین۔

یہ امر۔ کہ یہ باتین پہلے صوفیون اور اہل اسرار کی بیان کی ہوئی باتین ہین۔
محتاج ثبوت نہین۔ صوفیون کی جس کتاب مین چاہو۔ ان اصطلات
ومقامات فنا وبقا وغیرہ کا بیان دیکھ لو۔ کادیانی کے مُنہ سے بہی ایک جگہ
مقام فنا کے بیان مین صوفیون کا نام نکل گیا ہے۔

رہا **ثبوت** اس امر کا۔ کہ کادیانی خود صاحب حالات ومقامات مذکورہ
بالا نہین ہے۔ سو ثبوت امر اول سے بڑھکر ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ
عطار بگوید۔ ؎ این مدعیان درطلبش بےخبر انند ٭ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
کادیانی کے خیالات ومقالات وحالات صاف بتارہے ہین۔ کہ وہ
ولی تو کجا ایک ادنٰے درجہ کا مسلمان بہی نہین۔ اسکے **اعتقادات** کا
حال فتوے علماء پنجاب وہندوستان مین ملاحظہ ہو۔ اسکی نماز روزہ حج
زکوٰۃ وغیرہ **اعمال** کا حال ہمارے سوالات مندرجہ نمبر ا و ۲ جلد ۱۵ سے ناظرین
معلوم کرسکتے ہین۔

اسکی **شیرین** زبانی اور خوش خلقی کا حال جواب فیصلہ آسمانی نمبر ا جلد ۱۴
اور ہمارے سوالات اور مراسلت مندرجہ نمبر ا جلد ۱۵ صفحہ (۹ و ۲۱) مین ملاحظہ کرو
اسکی تازہ شیرین زبانی خوش خلقی یہ ہے۔ کہ اسنے محمد احسن بہوپالی امروہی کو
فحش گالیون کے لئے ملازم رکھکر اس کام پر مامور کیا ہے۔ جیسے کعب بن
اشرف نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے لئے۔ لونڈیان مقرر کررکہی تہین
کیا صاحبان مقام فنا وبقا ایسی کام کرتے ہین۔ پہلے ولی تو ایسے کام کرنیوالون
کو ولی نہین سمجھتے۔ بلکہ ایسے لوگون کو لعنت سے یاد کرتے ہین۔ اور ولیون
کی یہ حالات بیان کرتے ہین۔ کہ وہ دشمنون کی (چہ جائے دوستون کی) بدگوئی
اور دل آزاری نہین کرتے۔ ایک مشہور **ولی** بدعمل مدعی ولایت کے حقمین

لہ اور خود کتاب وساوس مین ایسی فحش گالیان قلم مین لایا ہے کہ انکو دیکھ کر پڑھ سے لکہیے کنجڑے
بٹہیارے اور بازاری شہدے بہی شرم کریں۔

فرماتے ہین۔

ے

کار شیطان مے کند نامش ولی ✤ گرولی اینست لعنت بر ولی

ایک اور ولی فرماتے ہین

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام
کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

یہ آپکے مقام فنا وبقا کا حال ہے۔ اب مقام لقا کا حال سنو۔ مولوی رومی نے اس باب مین ایک قانون مقرر کر دیا ہے۔ جسکی شعر ذیل مین حکایت ہے۔

ے

کار مردان روشنی و گرمی ست ✤ کار دونان حیلہ و بے شرمی ست

اب طالب حق ویقین غور کرین۔ اور دیکھین۔ کہ کادیانی صاحب اسمقام لقا کے مرد ہوتے۔ تو سرگرمی کے ساتھ اپنی روشنی وبرکات وخوارق دکھاتے عین موقعہ تحدی ومعارضہ مین بات کو حیلہ حوالہ سے نہ ٹلاتے۔ آسمانی نشان برکات وخوارق عادات دکھانے کے لیے ہمیشہ آپ ناجائز شروط لگاتے اور لمبی لمبی میعادین مقرر کرتے ہین۔ جنکا انتظار کسی سے نہو سکے۔ پچھلے واقعات کو جانے دو۔ آپکے آخری دعوی نشان نمائی پر آپکو جواب فیصلۂ آسمانی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۴ صفحہ ۱۵ مین ایک صوفی صاحب کے مقابلہ کے لیئے دس ہفتہ مین نشان دکھلانے یا پانچ ہفتہ مین صوفی صاحب کا نشان دیکھنے کے لیے بلایا۔ تو اس سے بھی آپنے رسالہ "نشان آسمانی" مصداق ے "کوہست فریب کادیانی" مین انکار کر دیا۔ اور صاف کہا کہ مین مامور ہون ایک سال کی میعاد کو کم نہین کر سکتا۔

جو لوگ آپسے دعاؤن کی خوستگار ہوئے ہین۔ ان کو بھی آپ حیلہ حوالون

سے ٹلاتے رہے ہین۔
بیچارہ آپکا ظلم رسیدہ مولوی **جلال الدین** ساکن پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ مرض نزول الماء مین مبتلا ہے۔ اور معمولی علاج ڈاکٹرون کو چھوڑ کر بارہا سفر کرکے آپ کے پاس پہچا۔ تو اُس کو آپنے اس حیلہ سے لٹکار کھا۔ کہ مینے تین شخصون کے حق مین جنمین ایک تم۔ اور دو اور ہین۔ دعا کی ہے۔ ازانجملہ دو کے حق مین دعا قبول ہو گئی ہے۔ ایک کے حق مین نا منظور ہوئی۔ شاید ان دو مین تم ہو۔ جس سے وہ بیچارہ نہ بالکل مایوس ہو کر ڈاکٹرون کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور نہ اپنی مراد کو پہچتا ہے۔ جن لوگون سے آپنے روپیہ لیکر دعا صحت اور اولاد کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ (اور اُنکا ذکر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۳ کے صفحہ ۱۱ مین ہے) وہ بہی اب تک آپکے حیلے حوالون مین پہنسے ہوئے ہین۔

کادیانی صاحب! آپکو درجہ لقاء حاصل ہے۔ تو کیون کبھی آپ کی زبان مین الٰہی طاقت کا تموج نہین ہوتا۔ اور کیون کبھی آپکے کُن مین خدا کے کُن کا اثر نہین آتا۔ اگر کبھی آیا ہے۔ تو پہر آپنے ان بیچارہ اہل حاجات کا جنسے پینگی فیس لے چکے ہین۔ اسوقت کام کیون پورا نہ کردیا۔ اور اپنی گردن کو ان کے حق سے کیون سبکدوش نہ کیا۔ یہ لوگ نہ سہی اور لوگون کا ہی نام لین۔ جو آپکی مدد و تموج کے اثر سے فیضیاب ہوئے ہون۔ ورنہ ان لن ترانیون سے شرم کرین۔ شرم انسانیت کے لوازم سے ہے۔
کادیانی کے دام اوفتادہ شکار و۔ تمہاری عقل اور نور ایمان کو کیا ہو گیا۔ تم کادیانی کے مجرد دعاوی کے دم مین کیون آگئے ہو۔ کچھ دیکھ تو لیا ہوتا۔ دیکھو زمانہ کیسا ہے۔ اور تم کیسے ہو۔ دانہ کو دیکھے بغیر کادیانی کے کیون شکار

ہوئے جاتے ہو۔

اِس بیان مین کادیانی نے مسلمانون کو ایک **اور مغالطہ** دیا ہے۔ وہ یہ کہ دعویٰ تو بیان حقیقت اسلام کا کیا۔ اور اپنے بیان مین حقیقت ولایت کو جو ایمان کا اعلیٰ رتبہ ہے۔ اور وہ صرف نبیون اور ولیون مین پایا جاتا ہے بیان کیا۔ اس میں یا تو تمام مسلمانوں کو اس نے ولی قرار دیا۔ یا ولیوں کے سوائے باقی تمام مسلمانوں کو کافر بنایا۔

اس کا **ازالہ** یہ ہے۔ کہ اس بیان مین کادیانی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ یہ حقیقت اسلام جو آپنے بیان کی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی ایمان کی حقیقت ہے۔ عام مسلمانون اور مومنون کے ایمان واسلام کے لیے یہ شرط نہین ہے۔ کہ وہ تینون مقام فنا بقا اور لقا اور اس کے لوازم کے محل وموصوف ہون۔

ایک اور مغالطہ اسکا یہ کہنا ہے۔ کہ اولیاء اللہ مقام لقا مین پہنچکر اطفال اللہ کھلاتے ہین۔ گو شرع مین یہ لفظ وارد نہین۔ اسمین اسنے اپنے اُس پہلے کفر کو۔ کہ مجھے بطور استعارہ خدا کا بیٹا کھنا جائز ہے۔ صحیح اور مؤید کرنا چاہا۔ اور یہ بھی جتایا ہے۔ کہ اسکی ایسی بات پر شریعت گواہ نہین تو کیا ہوا۔ وہ خود ایک نئی شریعت لے کر آیا ہے۔ اس **مغالطہ کا ازالہ** یہ ہے۔ کہ قرآن اور حدیث نے ایسی باتون کو دین سے خارج کیا ہے جنپر شریعت گواہ نہین۔ اور پُرانے صوفیون[1] نے بھی کہہ رکھا ہے۔ "کل حقیقۃ لاتشہد لہا الشریعۃ فہی زندقۃ والحاد"۔ کادیانی نے خدا کے لڑکے تو بتائے۔ مگر لڑکیان اور جورو نہین بتائین۔ شاید وساوس کی تائید مین جو کتاب لکھیگا اسمین خدا کی جورو اور لڑکیان بھی بتائے گا۔ عیاذاً باللہ منہ ذلک

[1] یعنے جو حقیقت شریعت کے برخلاف ہو وہ جیلا ارتداد والحاد ہے۔ دیکھو مقالہ عاشر فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

نمبر ششم کید ومغالطہ کادیانی

وساوس کے صفحہ ۷۶ مین کادیانی نے کہا ہے۔ "زیادہ تر افسوس ان عیسائیون پر ہے۔ جو بعض خوارق اسیکے (یعنے معجزات مذکورہ آنخضرت صلعم کی) مشابہ نگران سے ادنی حضرت مسیح مین سن سنا کر۔ ان کی الوہیت کی دلیل ٹھیرا بیٹھے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ حضرت مسیح کا مردون کو زندہ کرنا۔ اور مفلوجون اور مجذومون کا اچھا کرنا اپنے اقتدار سے تھا کسی دعا سے نہین تھا۔ اور یہ دلیل اس بات پر ہے۔ کہ وہ حقیقی طور پر ابن اللہ بلکہ خدا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان بیچارون کو خبر نہین۔ کہ اگر انہین باتون سے انسان خدا بن جاتا ہے۔ تو اس خدائی کا زیادہ تر استحقاق ہمارے سید ومولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی +++ یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا تعالے کی طرف سے ہی ہوتے ہین۔ مگر پھر بھی خدا تعالے کے اُن خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ غیری ظہور مین آتے ہین۔ کسی طور سے برابری نہین کر سکتے۔ تا سرسری نگاہ والون کی نظر مین تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔ اسیوجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا باوجود اسکے کہ کئی دفعہ سانپ بنا۔ لیکن آخر عصا کا عصا ہی رہا۔ اور حضرت مسیح کی چڑیان باوجودیکہ معجزہ کے طور پر اُنکا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی"!!

اس کید مین کادیانی نے عجیب چال دکہائی اور طرفہ روبہ بازی کی ہے۔ اپنے موافقین ومخالفین دونو فریق کو دہوکہ دیکر انکی تسلی کردی ہے۔ اپنے مخالفین ومعترضین کو تو یہ بات جتائی ہے۔

کہ وہ معجزات حضرت مسیح سے انکاری نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس نتیجہ سے
جو نصاریٰ نے ان معجزات سے نکالا ہے۔ کہ "حضرت مسیح خدا۔ یا خدا کے بیٹے ہیں"
انکاری ہوا ہے۔ اور علمائے وقت نے جو اسکو معجزات مسیح کا انکاری ٹھہرا کر کافر
بتایا ہے۔ اسمیں انہوں نے افترا کیا۔ اور ظلم سے کام لیا۔

اپنے موافقین اہل نیچر کو (جو صرف اس انکار معجزات کے سبب اسکے پیرو ہوئے
ہیں) اسنے پہلے شروع قول میں یہ کہکر کہ "معجزات مسیح آنحضرت صلعم کے
اقتداری خوارق سے کم رتبہ تھے" پھر آخر قول میں یہ کہکر کہ "اس قسم کے خوارق
خدا تعالےٰ کے ان افعال سے جو بلا ارادہ غیر ظہور میں آتے ہیں برابر نہیں کرسکتے
تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے۔ اسیواسطے حضرت موسٰی علیہ السلام کا عصا
باوجودیکہ کئی دفعہ سانپ بنا۔ آخر عصا کا عصا رہا۔ اور مسیح کی چڑیاں باوجود
پرواز کرنے کے مٹی کی مٹی رہی رہی" یہ جتا دیا۔ کہ اب بھی اس نے ان معجزات
کی حقیقت مشہورہ کو نہیں مانا۔ نہ ان جانوروں کا جو حضرت مسیح نے بنائے تھے
حقیقۃً زندہ ہونا مانا ہے۔ نہ انکے حقیقی پرواز کو جو زندہ جانوروں میں پایا
جاتا ہے۔ اور اس سے تشابہ فی الخلق لازم آتا ہے۔ جو ایک شرک ہے
اس نے تسلیم کیا ہے۔ اسیوجہ سے حضرت مسیح کی چڑیوں کی نسبت لکھدیا
ہے۔ کہ وہ بظاہر اوڑتی نہیں۔ مگر درحقیقت وہ مٹی کی مٹی تھی۔ اور اسی
نظر سے ان معجزات کی نسبت لکھدیا ہے۔ کہ وہ آنحضرت کے خوارق کے
کم رتبہ تھے۔ جس سے اسکی مراد یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے خوارق مثل کوئیں پانی
اور روٹی کا زیادہ ہونا تو حقیقۃً وقوع میں آیا تھا۔ کیونکہ وہ طبعی اور نیچرل اصول
کے مخالف نہیں ہے ہوا اور پانی وغیرہ عناصر کا ہیولیٰ واحد ہے۔ لہذا پانی ہمیشہ
ہوا بنجاتا ہے۔ ہوا پانی بن جاتی ہے۔ اسی نیچرل اصول کے مطابق آنحضرت

کی برکت سے ہوا یا ہی ہو گئی ہو تو محل تعجب و انکار نہیں ہے۔ **بخلاف** معجزات مسیح (مٹی کا چڑیا بنجانا۔ یا مردہ کا زندہ ہونا) کہ وہ اصول نیچر کے مخالف ہے۔ لہذا ممکن نہ تھا۔ کہ مردہ حقیقۃً زندہ ہوجاتا۔ اور مٹی کا جانور پرند بن جاتا۔ وہاں جو کچھ ہوا تھا۔ وہ صرف مسمریزم کی تاثیر سے ظاہر ہوا تھا۔ اور در حقیقت کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ازالہ میں بیان ہوا ہے۔ لہذا اس مقام کی تسلیم اور ازالہ کے انکار میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔

اس **کید** کادیانی کا **اثر** ایسا وسیع ہوتا نظر آتا ہے۔ کہ شاید ہی اس سے کوئی بے علم اور کم علم فریقین سے بچے۔ لہذا اسکے ازالہ و اعاذہ کی طرف فریقین کی توجہ ضروری ہے۔

ان دونو فریق کا اعاذہ اور اس کید کا ازالہ

اعاذہ فریق مخالف کادیانی

مسلمان بھائیو! کادیانی نے جو بظاہر معجزات مسیح کو تسلیم کیا ہے اسمیں اُس نے آپ لوگوں کو دھوکہ دیکر اپنے زمرہ میں داخل کرنا چاہا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز ان معجزات کا قائل نہیں ہے اسکے اس ظاہری اقرار کے ساتھ اسکا در پردہ انکار بھی اس قول کے شروع اور آخر میں موجود ہے۔ مگر ہر ایک کم علم اسکو سمجھ نہیں سکتا ہے۔ ہمنے اس کید کی تفصیل میں اس انکار کا بخوبی اظہار کر دیا ہے۔ آپ لوگ توجہ سے اسکو پڑھینگے تو اس انکار کے موجود ہونے کا اقبال کریں گے۔ اس سے بھی اگر وہ انکار سمجھ میں نہ آوے۔ تو آپ اسکی تفصیل با دلیل سنیں۔ کہ کادیانی نے جو کچھ اس مقام تسلیم معجزات میں کہا ہے۔ اپنے ازالہ میں اسکا خلاف کیا ہے۔ اور اس تسلیم سے بڑھکر انکار کا اظہار فرمایا ہے۔

آپنے ازالہ میں بصفحہ (۲۹۶) کادیانی نے اس خیال کو۔ کہ "حضرت مسیح پرند بنا کر اُسمیں پھونک مارکر زندہ کردیا کرتے تھے" نقل کرکے اسکو سخت بے ایمانی و صریح الحاد کیا ہے۔ پھر اسکے صفحہ (۳۰۲) میں کہا ہے۔ کہ اندنوں (یعنے حضرت مسیح کے وقت میں) یہودیوں کے خیالات اس طرف جھکے ہوئے تھے۔ جوکہ شعبدہ بازی کے قسم میں سے تھے۔ پھر صفحہ (۳۰۳) میں کہا ہے۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں کہ حضرت مسیح کو اس طریق (یعنے شعبدہ بازی) پر اطلاع دیدی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھلونا بناکر کسی کل کے دبانے سے۔ یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھی) کا کام کرتے رہے ہیں۔ پھر صفحہ (۳۰۵) میں کہا ہے۔ ماسوا اسکے یہ بھی قرین قیاس ہے۔ کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب (یعنی مسمریزمی طریق) سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ عمل الترب جسکو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں۔ کہ اسمیں پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈالکر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ اور اُس کے صفحہ (۳۰۶) میں کہا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے۔ اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اسکو پہنچائی جائے۔ وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بدستور بیجان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عامل کے روح کی گرمی باروت کی طرح اسکو جنبش میں لے آتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہلنا۔ اور جنبش کرنا بھی بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتا۔ اور نہ درحقیقت زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ اور اُس کے صفحہ (۳۱۱) میں کہا ہے۔ "حضرت مسیح کا عمل الترب

وہ مردہ جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سر سے زندہ ہوجاتے تھے۔ وہ بلا توقف چند منٹ میں مرجاتے تھے۔ کیونکہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر انمیں پیدا ہوجاتی تھی“۔

اور اسکے صفحہ (۳۱۵) میں کہا ہے۔ ”اور اگر یہ کہا جائے کہ کیوں بطور معجزہ جائز نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اذن اور ارادہ الٰہی سے حقیقت میں پرندے بنا لیتے ہوں۔ اور وہ پرندے انکی اعجازی پھونک سے پرواز کرجاتے ہوں تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں۔ معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں رکھتے۔ جیساکہ انسان کو ہاتھ پیر ہلانے کی قدرت* ہوتی ہے۔ غرض معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سے یہ امر بالاتر۔ اور ان صفات خاصہ خدا تعالیٰ سے ہے۔ جو کسی بشر کو مل نہیں سکتے۔

اور اُس کے صـ۳۱۷ـ میں کہا ہے۔ ”بعض دانشمند شرک سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے۔ وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے۔ اُنکی عمر چھوٹی ہوتی تھی۔ تھوڑی مسافت تک پرواز کرکے پھر گرکر مرجاتے تھے۔ لیکن یہ عذر بالکل فضول ہے۔ اور صرف اسی حالت میں ماننے کے لائق ہے۔ کہ جب یہ اعتقاد رکھا جائے۔ کہ ان پرندوں میں واقعی

* یہ کہنا کادیانی کے اس بیان صـ۳ـ وساوس کے جو اس پرچہ کے صـ۳ـ میں منقول ہے صریح مخالف ہے۔ وہاں تو اُسنے خوارق کو اقتداری ٹھہرایا ہے۔ اور صاف یہ کہا ہے۔ کہ اقتداری خوارق اسیوجہ سے ان لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کہ روح القدس کی روشنی ہر وقت انکے شامل حال ہوتی ہے۔ اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتی اور یہاں انکار ہے معجزات کے اقتداری ہونے کی نفی کی ہے اس اختلاف سے کادیانی کا کذاب اور دھوکہ باز ہونا ثابت ہے۔ اور اس اختلاف دھوکہ بازی کو دیکھو صفحہ ۲۲ نمبر ۱۰ جلد ۸ اشاعۃ السنہ۔

اور حقیقی حیات پیدا ہوتی تھی"۔ اور اس کے صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔ کہ بہت لوگ اس وسوسہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے۔ یا کوئی جماد جاندار بنجائے تو اسمیں کون شرک ہے۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے۔ کہ اس جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور قبول کرنا۔ یا نکرنا اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے۔ وہ فعل الٰہی ہوتا ہے۔ نبی کا اسمیں دخل نہیں* ہوتا۔ لیکن اس جگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا۔ وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے۔ اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں۔ کہ مسیح بیماریوں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی۔ ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔

اور صفحہ (۳۲۲) میں کہا ہے۔ غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اُنمیں پھونک مار کر اُنہیں سچ سچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ عمل الترب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی رہتی تھی"۔

ان تصریحات وعبارات میں کادیانی نے حضرت مسیح کے معجزات حقیقۃً

---

* - یہ بیان ص۲۴ وص۶ وساوس جن کی عبارات اس پرچہ کے صفحہ ۶۵ میں منقول ہیں مخالف ہے۔ وہاں تو دلی کو اُنکو گویا خدا بنادیا۔ یہاں بالکل بے دخل کردیا۔ اس اختلاف کی بھی یہی وجہ ہے جو حاشیہ سابق میں بیان ہو چکی۔

مردونکو زندہ کرنے اور مٹی سے سچ مچ کے جانور بنانے اور حقیقۃً ان کے پرواز کرنے سے صاف انکار کیا ہے۔ پھر اس انکار کے ساتھ آب اسکا یہ اقرار جو اسکے کید ستم میں پاجاتا ہے۔ کب سچا ہو سکتا ہے۔ اور اس اقرار سے بجز دہوکہ دہی اہل اسلام اور کیا مقصود و مراد ہو سکتا ہے۔

اگر کادیانی یا اسکا کوئی حامی یا حواری یہ عذر کرے۔ کہ وہ انکار پہلے زمانہ تالیف "ازالہ" کا ہے۔ اور یہ اقرار تازہ زمانہ تالیف "وساوس" ہے۔ لہذا مناسب بلکہ لازم ہے۔ کہ اس انکار کو منسوخ و مرجوع عنہ سمجھا جائے اور اس اقرار کو ناسخ و موجب رجوع و توبہ تصور کیا جائے۔ تو اسکا جواب یہ ہے اگر کادیانی نے اس انکار سے رجوع کیا۔ اور اس کفر سے وہ تائب ہوا ہے تو چشم ما روشن۔ دلِ ماشاد۔ ہم اس رجوع و توبہ پر (اگر اسکے ساتھ اور کفریات سے بھی وہ توبہ کرے) اسکو اپنا بھائی سمجھنے اور کل ہندوستان کے علماء کی طرف سے اُسکو مسلمانی کا سارٹیفیکٹ دینے کو بخوشی حاضر و مستعد ہیں۔ مگر بحکم التوبة السرّ بالسرّ والتوبة العلانية بالعلانية یہ رجوع و توبہ اس صورت اور شرط سے اور اسی حالت میں مقبول و صحیح ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ازالہ وغیرہ تالیفات سابقہ کو جنمیں اس قسم کے کفریات درج ہیں۔ آگ میں جلادے یا دریا برد کرے۔ یا کم از کم اس مضمون کا اشتہار دے۔ کہ ان کفریات سے مینے رجوع کرلیا۔ اور میں تائب ہوا ہوں۔ اب اُن کتابوں کی ایسی باتونکا کوئی اعتبار نکرے۔ اور اگر وہ ان کتابوں کو نہ جلاوے۔ یا اس مضمون کا اشتہار نہ دے۔ تو پہر رجوع و توبہ کا یقین نہیں ہو سکتا اور اس اقرار معجزات مسیح کا سبب و محمل یہی متعین رہتا ہے۔ کہ دلی اعتقاد تو اسکا وہی کفر و انکار ہے۔ اور اس اقرار میں وہ مسلمانوں کو دام میں لاتا۔ اور اپنے آپ کو فتوی کفر سے بچاتا ہے۔ وبس۔ اور اس اقرار اور سابق انکار میں جو

اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کا مکذب ہے۔ اسکی کادیانی کچھ پروا نہیں رکھتا۔ بلکہ اسمیں یہ فائدہ مدنظر رکھتا ہے۔ کہ جس مقام میں جو بات وہ کہیگا اسمیں کوئی نہ کوئی پھنس جائیگا۔ مختلف باتوں کا موازنہ کون کرتا ہے۔ تاکہ اس سے بدگمانی اور انحراف کا خوف پیدا ہو۔ اسکی تفصیل ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۷۰ میں کر چکے ہیں۔

اعاذہ فریق موافق کادیانی

ہمارے نیچری دوستو!۔ کادیانی کے اس انکار معجزات پر آپ لوگ خوش نہوں اور اس انکار کی وجہ سے اسکو اپنے امام کا خلیفہ برحق سمجھکر اسکے پیچھے نہ لگیں اس کے اس اقرار کے ساتھ جس سے اسنے مسلمانوں کو دام میں لانا چاہا ہے یہ انکار بے سود ہے۔ معجزات حضرت مسیح کے متعلق گو اسکے اقرار کے ساتھ انکار بھی پایا گیا ہے (چنانچہ اعاذہ فریق مخالف میں بیان ہوا) مگر معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خوارق آقتداری دیگر اولیاء اللہ کا اسنے ایسے طور پر اقرار کر لیا ہے۔ کہ اُنسے انکار کرنے کی اب اسکو گنجایش نہیں رہی۔

آنحضرت صلعم کا معجزہ پانی زیادہ کرنے کا۔ گو آپ لوگوں کے نیچرل اصول کے مخالف نہیں ہے۔ مگر معجزہ شق القمر (جسکو کادیانی اس کید سے پہلے کید پنجم میں مانا ہے) تو آپ کے اس خیالی اصول کے بالکل مخالف ہے۔ پھر وہ آپ لوگوں کا خاص اور پورا ہمشرب۔ اور آپکے امام پیر نیچر کا پکا خلیفہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ اور سُنیئے! میلہ سالانہ کے جلسہ میں کادیانی نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ نبی یا ولی کی دعا سے۔ یا یہ کہ خدا چاہے۔ تو کوٹھے کا ہاتھی بنجائے اور اپنے سولہ گز کے نیچے کوٹھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ خدا چاہے۔ تو یہ کوٹھ

اڑ کر چلا جائے۔ اسکا یہ بیان کس وناکس نے جو اُسوقت حاضر و شریک جلسہ تھا سنا اور مختلف شہروں میں جاکر نقل کیا۔ اور خاکسار نے بٹالہ میں مولوی قدرت اللہ صاحب۔ اور منشی دین محمد صاحب سے اور امرتسر کے قریب ریلوے گاڑی میں حکیم نورالدین صاحب سے (جو خوش قسمتی سے لاہور سے امرتسر تک ایک گاڑی میں مرے ساتھ آئے تھے) سنا۔

پس اگر یہ بیان کادیانی دل سے ہے۔ تو وہ آپ لوگوں کا پورا ہم خیال اور آپ لوگونکے امام کا خلیفہ برحق کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہمنے معتبر وسائل سے سنا ہے۔ کہ کادیانی کے اتباع سے بعض نیچری اسکے اس بیان سے شکستہ خاطر ہوئے۔ اور وہ بلا ملاقات جلسہ سے اٹھکر چلے آئے۔

آپ لوگوں کو مناسب ہے۔ کہ اس واڈہ میں نہ آویں اور یقین کریں کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ ادہر ادوہر دونو طرف ٹانگ پھسانا چاہتا ہے۔ مگر درحقیقت لا الی ھٰؤلاء و لا الی ھٰؤلاء کا مصداق بن رہا ہے۔ بہت سی باتیں آپ کے مذہب کی مانتا ہے۔ اور اس مذہب کا رواج دل سے چاہتا ہے۔ مگر ساتھ اس کے بعض باتوں سے منکر بھی ہے۔ جسکی وجہ نمبر ۷ جلد ۱۴ کے صفحہ ۱۹۱ میں بیان کی گئی ہے۔ لہذا آپ لوگوں کو مناسب ہے۔ کہ اس سے علحدہ ہو جائیں۔ اور رضی کا شعر ذیل سُنا کر اسکو سلام کہیں۔

؎

نہ تو زاہدوں میں جگہ ملی نہ ہی فاسقوں سے یگانگی + تیری وہ مثل ہوئی اے رضی نہ الی الذی نہ الی الذی

کادیانی کا افحام اور اسکے معتقدین کا افہام

یہ تو ناظرین کو معلوم و ثابت ہوا۔ کہ کادیانی نے جو کچھ اس قول (پاکید) اشتہم میں کہا ہے اسمیں اپنے مخالف و موافق دونو فریق کو دہوکہ دیا۔ اب ہم یہ ثابت کرنا

ل ایک اور خوش قسمتی یہ ہے اس موقع پر اب سے خاکسار کا مباحثہ بھی ہوا۔ تو قدرتی مباحثہ کے نام سے نمبر ۱۲ جلد ۱۴ کے اخیر میں چھپا ہے۔

چاہتے ہیں کہ ایسے قول شریر جو کچھ اس نے کہا ہے۔ اس میں اسکے سابق انکار معجزات اور اسکی وجوہات کا پورا جواب موجود ہے۔ اور یہ قول کادیانی کے انکار سابق پر افحام (الزام) اور اسکے اتباع کے افہام کا موجب ہوسکتا ہے۔ اگر انمیں کچھ فہم و شرم ہو۔

اس قول میں کادیانی نے بڑے زور و شور سے بیان کیا ہے۔ کہ نبی اور ولی (جبکہ وہ مرتبہ لقا کو پہنچ جاتا ہے) کا رنگ بشریت رنگ ربانی کے نیچے چھپ جاتا ہے۔ اور انمیں الٰہی طاقت آجاتی ہے۔ اور توجہ کے وقت اُنکا کُنْ خدا کے کُنْ کا کام دیتا ہے۔ اور خدائی کاموں کے لیئے انمیں ذاتی اقتدار پیدا ہوجاتا ہے۔ اس الٰہی طاقت کا یہ اثر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے بغیر کسی دعا کے انگلی کے اشارہ سے چاند کو پھاڑ ڈالا۔ اور جسکی آنکھہ کا ڈھیلا نکل گیا تھا اسکی آنکھ کو بحال کر دیا۔ وعلی ہذا القیاس۔

اسکا یہ اعتراف و اقرار جملہ وجوہات انکار کو نیست و نابود کرتا اور یقین دلاتا ہے کہ حضرت مسیح کا الٰہی طاقت کی توجہ کے وقت مردہ اور کوڑھی و رآندھے کو بغیر کسی دعا کے صرف ہاتھ لگانا اور مٹی کا جانور بنا کر اُسکو کُنْ طیراً باذن اللہ کہدینا یا صرف الٰہی طاقت کی بھری ہوئی پھونک ماردینا کافی اور اُنکی حیات و صحت کا سبب ہوسکتا ہے اور اسپر نہ شرک کا اعتراض وارد ہوتا ہے نہ مخالفت قانون قدرت کا۔ اور کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کہ حضرت مسیح کے افعال مذکورہ کو کادیانی کے سابق قول کے مطابق خلاف توحید و مخالف قانون قدرت سمجھکر یہودیوں کی سی شعبدہ بازی۔ یا یورپ الی صناعوں جیسی دستکاری قرار دیں۔ یا عمل مسمریزم کا اثر (جھوٹی حیات و عارضی صحت و خیالی حرکت وغیرہ) بتاویں۔ وعلی ہذا القیاس۔

کادیانی نے انکار سابق کی وجوہات میں جو یہ کہا ہے۔ کہ فعل مخلوق کا فعل خالق

سے کمتر ہونا ضروری ہو: تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے۔ اور اسیکے مطابق اس قول واقرار جدید کے آخر میں بھی ایک فقرہ بڑہا کر انکار کی جگہ رکھ لی ہے۔ یعنی حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کو باطل نہیں کر سکتا۔ مسیح کے بنائے ہوئے پرندوں اور خدا کی مخلوق پرندوں میں یہ فرق بین موجود ہے۔ اور وہ تشابہ فی الخلق کو دور کرنے کے لیے کافی ووافی ہے کہ خدا نے تو عالم کو ذاتی طاقت سے بغیر کسی سابق مثال یا مادہ کے بنایا اور حضرت مسیح نے خدا کی بنائی ہوئی مٹی سے خدا کے بنائے ہوئے پرندوں کا نمونہ ومثال دیکھکر خداداد طاقت اور خدا کے اذن سے کوئی جانور بنایا۔ اس فرق بین کو دیکھکر کوئی احمق سے احمق اور غبی سے غبی بھی حضرت مسیح کو حقیقی خالق نہیں سمجھ سکتا۔ اور آپ کے خلق کو خدا تعالیٰ کی خلق سے مشابہ نہیں خیال کر سکتا۔

کادیانی نے اپنی سابق مجوزہ فرق کہ مسیح کے پرند درحقیقت پرند جانور نہوتے صرف کل کے دبانے سے یا مسمریزم کے ذریعہ سے روح کی گرمی پہنچنے سے کچھ حرکت کرتے تھے کی تائید میں جو ازالہ کی صفحہ ۳۰۶ میں بیان کیا ہے۔ کہ قرآن شریف سے ان پرندونکا پرواز کرنا۔ بلکہ ہلنا اور جنبش کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کا ابطال کادیانی نے اپنے قول جدید سے خود کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکی قلم سے اسمقام میں (وساوس کے ص۶۹ میں) یہ نکلوا دیا۔ کہ ان جانورونکا پرواز کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اتباع کادیانی سے جو لوگ کادیانی کا بیان ازالہ صفحہ ۳۰۶ کو سچ سمجھکر اسپر ایمان لے آئے ہیں۔ وہ اب اسکا بیان "وساوس صفحہ ۶۸" کو حیا وانصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماویں۔ اس سابق بیان کو جھوٹا سمجھیں اور اب ان معجزات کی حقائق مشہورہ پر ایمان لاویں۔ اور کادیانی کے اس جھوٹ وفریب کو۔ کہ ازالہ میں پرواز وحرکت وجنبش ان جانوروں کے قرآن سے ثابت ہونے سے صاف انکار کیا ہے۔

اور وساوس میں بلا اعتراف غلطی سابق وبلا اظہار رجوع قرآن سے اس کی واقع
کے ثابت ہونیکا اقرار کرلیا ہے۔ غور وتامل سے ملاحظہ فرماکر داد انصاف دیں کہ ایسا
جھوٹا اور فریبی اتباع کے لائق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو لوگ کادیانی کے غالی مقلد
ہیں۔ اگر وہ اب بھی اُسکے اتباع وپیروی سے دست بردار نہوں تو وہ ہمکو اس تعارض
اور اختلاف بیانی کی وجہ بتلادیں۔ اور یہ ثابت کردکھاویں۔ کہ کادیانی ان دونو
بیان۔ انکار صفحہ ۳۰۶۔ ازالہ واقرار صفحہ ۹۸ وساوس میں کیونکر سچا ہوسکتا ہے؟
کادیانی نے سابق انکار کی تائید میں اور خلق طیور مسیح کی خدا کی خلق سے مشابہت پیدا
کرنے اور اس وجہ سے اسکو شرک قرار دینے کی غرض سے ایک اور کید عظیم کیا۔ اور بڑا ستم
اور غضب ڈھاکر ازالہ کے صفحہ ۲۹۵ میں کہا۔ کہ بعض لوگ موحدین کے فرقہ سے بحوالہ
آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع اقسام کے پرندے بناکر
اور انمیں پھونک مارکر زندہ کردیا کرتے۔ جس حالت میں حضرت مسیح کے کروڑہا پرندے
بنائے ہوئے اب تک موجود ہیں۔ جو ہر طرف پرواز کرتے نظر آتے ہیں۔ تو پھر مثیل مسیح
کا کسی پرندہ کا خالق ہونا چاہیے۔ اور اسکے صفحہ ۲۹۷ میں کہا ہے۔ اس موحد
کو یہ بھی کہا گیا۔ کہ کیا تم اب شناخت کرسکتے ہو۔ کہ ان پرندوں میں سے کون سے
ایسے پرند ہیں جو خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور کونسی ایسے پرندے ہیں
جو اُن پرندوں کی نسل سے ہیں جنکے حضرت مسیح خالق تھے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ
میں شناخت نہیں کرسکتا۔ اور اسکے صفحہ ۲۹۸ میں کہا ہے بعض موحدین کا یہ
اعتقاد ہے کہ پرندوں میں کچھ خدا کے مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسیٰ کے۔
اور اسکے صفحہ ۲۱۶ میں کہا ہے۔ کہ اب ہر ایک دانشمند سوچ سکتا ہے۔ کہ یہ صورت
ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالیٰ دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت اور
اذن دے دے۔ کہ تو مٹی کے پرندے بناکر پھونک مارکر۔ وہ حقیقت میں جانور بنجایا

کریں گے اور انمیں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضاء جانوروں کے بنجائینگے۔ اس صورت میں خدا کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا۔ گو اسکے حکم اور اذن ہی سے سہی اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے اور فتشابہ الخلق علیہم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاویگی" اور اسکے صفحہ ۳۱۹ میں کہا ہے۔ اگر یہ اعتقاد رکھا جائے۔ کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا ہو جاتی تھی اور سچ مچ انمیں ہڈیاں۔ گوشت۔ پوست۔ خون وغیرہ اعضا بنکر جان پڑجاتی تھی تو اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ ان میں جاندار ہونیکے تمام لوازم پیدا ہو جاتے ہونگے اور وہ کھانیکے بھی لائق ہونگے اور انکی نسل آجتک کروڑہا پرندے زمین پر موجود ہونگے اور کسی شکاری کے ہاتھ سے مرتے ہونگے"

اس کید کا ازالہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے کسی فرقہ کے نز فرقہ موحدین ہو (جس سے کادیانی کی مراد فرقہ اہلحدیث ہے) یا کوئی اور فرقہ کہ ایک شخص کا یہ اعتقاد نہیں سنا گیا اور نہ کسی کتاب چھوٹی یا بڑی میں دیکھا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو مٹی کے جانور بنانیکا دائمی اختیار و اقتدار حاصل تھا۔ اور کروڑہا جانور انکو انھوں نے پیدا کیا اور انکا سلسلہ نسل ابتک چلا آیا ہے۔ اور موجودہ پرندوں میں کچھ خدا کی مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسیٰ کی مخلوق ہیں یا انکی نسل سے ہیں جو حضرت عیسیٰ نے بنائی تھے۔ مگر ہم انکو پہچان نہیں سکتے" یہ سب باتیں کذاب کادیانی اور اس دجال لاثانی کی اپنی من گھڑت ہیں جس سے اُسکا مقصود وہ ہے جو ہمنے بیان کیا۔ کہ اس اعتقاد معجزہ خلق طیور کا شرک ہونا لوگوں کے خیال میں جم جائے۔ پھر اس ذریعہ سے وہ اس معجزہ کی نفی کرے فرقہ اہلحدیث کو اسنے اس اعتقاد کے بیان میں اسلیے نشانہ بنایا ہے۔ کہ اس فرقہ سے عام اہل اسلام کو مخالفت ہے۔ لہٰذا عام اہل اسلام اس فرقہ کا یہ اعتقاد سنینگے۔ تو ضرور عام مخالفت کی وجہ سے کادیانی کے ساتھ ہو جائینگے اور اس فرقہ کے مخالف بنینگے۔

کادیانی اس امر میں اور بیان اعتقاد مذکور میں سچا ہے تو بتا دے کہ کس موحد (یا اہلحدیث) سے اُسنے یہ اعتقاد سنا ہے۔ اور وہ جاہل ہے یا عالم؟۔ جاہل ہے تو اُسکی بات کا کیا اعتبار ہے؟۔ اور اگر عالم ہے تو اُسکا مکمل اڈریس (پورا نام و نشان) کیا ہے۔ اگر کادیانی ایسے شخص کا نام لیگا جو فرقہ اہلحدیث سے مرتد ہو کر عیسائی یا مرزائی ہو گیا ہو۔ تو اُسکا ہرگز اعتبار نہوگا۔ اور یہ سمجھا جائیگا۔ کہ وہ برطبق مصرع ؎ یکے درد باشد یکے پردہ دار۔ کادیانی کے بہکانے سے اس اعتقاد کا مُظہر و فرضی معتقد بن بیٹھا ہے۔ اپنے اتباع کے سوا وہ کسی فرد فرقہ اہل حدیث کا نام نہیں بتلا سکے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

جملہ اہل اسلام کا جنمیں اہل حدیث بھی داخل ہیں حضرت مسیح کے معجزہ خلق الطیور کے نسبت صرف یہی اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح نے محض توفیق و اذن الٰہی سے جب خدا کی طرف سے ہوتا نہ اپنی ذاتی طاقت سے بعض اوقات چند پرندے بنائے اور پھر معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوئے۔ کیا اسیوقت عصای موسیٰ کی مانند جسکی نسبت قال خذها ولا تخف سنعيدها سيرتها الاولى* وارد ہے اپنی اصلی حالت پر ہو گئے یا طبعی موت سے مارے گئے اور نہ یہ معلوم ہے۔ کہ وہ تعداد میں لاکھوں کروڑوں تھے۔ اور موجودہ پرندوں میں وہ یا انکی نسل مخلوط و موجود ہے ''۔ اور صرف اسقدر صحیح و اصلی اعتقادِ اہل اسلام کادیانی کی کسی اعتراض کا محل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ شرک ٹھہر سکتا ہے۔ اور اگر بعض اوقات خدا کے اذن و اختیار سے نہ دائمی اقتدار سے مٹی سے جانور بنا دینے اور انمیں گوشت ہڈی خون اور عصا پیدا کر دینے کا اعتقاد شرک ہے۔ تو پھر یہ اعتقاد کادیانی۔ کہ آنحضرت نے لوگوں کی آنکھوں کے ڈھیلے جو لڑائی کے وقت نکل گئے تھے۔ درست کر دیئے تھے اور انمیں گوشت۔ و عصبات و طبقات و رطوبات پیدا کر دی تھیں۔ کیوں شرک نہیں ہے؟۔ کیا پرندوں کا گوشت پٹھے و خون بنانا خدا کا خاصہ ہے

* - ترجمہ۔ خدا نے کہا (اے موسیٰ) تو اس سانپ کو پکڑ لے۔ ہم اس کو پہلی صورت (یا سیرت) پر کر دیں گے۔

اور آنکہ کا گوشت پٹہے۔ خون۔ رطوبتیں۔ عصبات پیدا کرنا خدا کا خاصہ نہیں
اور یہ کام بندہ بہی کر سکتے ہیں؟۔ اور کیا اسیوجہ سے حضرت مسیح کے پرند بنانے کا اعتقاد
شرک ہے اور آنحضرت کے ڈہیلہ بنانیکا اعتقاد شرک نہیں ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔
اس ڈہکوسلے کے آخر میں کادیانی کا یہ کہنا۔ کہ اگر ان پرندونکی حقیقی حیات مانی جاے
تو اسکے لوازم کو۔ کہ وہ کہانے کے لائق بہی ہونگے شکاریونکے ہاتھ آتے ہونگے ماننا پڑیگا۔
اپنی چہپی نیچریت کو ظاہر کرنا ہے۔ اور مثل الاناء یترشح بما فیہ کو سچا کر دکہانا۔
کادیانی صاحب اور اسکے دام افتادہ نیم ملاؤ! الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ ایک
مسلمہ قاعدہ ہے مگر معمولی اسباب ومسببات اور انسانی مقدورات میں سو پر نیچرل امور
اور الٰہی قدرت مقدور اس سے مستثنےٰ ہیں اور معجزات وخوارق عادات کا ماننا اسی
استثنار کی تسلیم پر موقوف ہے۔ آپ ان معجزات کو اپنے قول (ریاکید) نمبر ۵ میں دل سے
نہ سہی زبان سے مان چکے ہیں۔ لہذا اب آپکو ان لوازم کے التزام کی گنجایش نہیں رہی
ہے تو آپ ہی فرماویں کہ چاند کے پہٹ جانے کے جو لوازم ہیں۔ اور انکو دستاویز سے
نئی روشنی والے اور نئے نظام کے معتقد جو الزام قائم کرتے ہیں وہ کیوں لازم نہیں ہیں؟۔
اور سرمہ چشم آریہ میں ان الزامات کے جواب میں جو کچہ آپنے کہا ہے وہ کیونکر صحیح ہے۔
ایک تعجب کے لائق یہ بات ہے۔ کہ آپنے اپنے ازالہ کی صفحہ ۲۹۶ میں ان آیات کو جنمیں
مسیح کے خلق طیور وغیرہ معجزات کا ذکر ہے متشابہات قرار دیا۔ پہر ایسے امور متشابہ الحقیقہ
غیر معلوم الکنہ والکیفیۃ کے لیے لوازم تجویز کرنا کیونکر جائز ومناسب ہے یہ امر الحاد
ونیچریت نہیں تو کیا ہے۔ یہ امر آپکے نزدیک جائز ہے۔ تو یہ کیوں برملا نہیں
کہتے۔ کہ مثلاً خدا تعالی کا ہاتھ ہے تو اسمیں انگلیاں۔ گوشت۔ ناخن بہی ہونے
لازم ہیں۔ آنکہ ہے۔ تو اسمیں ڈہیلا۔ پتلی۔ طبقات۔ رطوبات بہی ہونگی۔ قبر میں
بچہو وسانپ موجود ہیں تو ضرور لازم ہے۔ کہ وہ قبر اکہاڑنے سے دکہائی دیں۔

بہشت کلو کا باغ ہے اور اسمیں پودے اور پہل ہیں تو ضرور ہے۔ کہ بہشت میں کہاد (میلا) بہی ہوگا۔ اور اگر بہشت میں عورتیں جوان ہیں تو ضرور ہے۔ کہ انسے نسل بڑہے اور بہشت میں کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ دوزخ کلو کی بہٹی اور اسمیں آگ موجود ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اسکی راکھ بہی کہیں جمع ہوگی۔ و علے ہذا القیاس۔ اور ان باتوں سے اپنی نیچریت کو کیوں اچھی طرح ظاہر نہیں کرتے۔ اور اگر ان متشابہات (صفات خالق اور حالات دوزخ و بہشت) میں یہ لوازم نہیں نکالتے تو مسیح کے پرندوں کی نسل کا جاری رہنا۔ اور شکاری کے دام میں آنا کیوں ضرور اور لازمی قرار دیتے ہیں۔ کچھ تو شرم و انسانیت سے کام لیں۔ کادیانی صاحب اس شرم سے کام نہ لیں تو مولوی کہلانے والے کادیانیو! تم ہی کچھ شرم کرو۔ اور مولوی کے نام کی لاج رکھو۔ اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ نفی و انکار معجزات مسیح کے متعلق کادیانی کا آخری کید عظیم درحقیقت ضعیف اور اوھن من بیت العنکبوت اور حضرت مسیح کے معجزات خلق طیور کو مٹا نیکے لیے جو کچھ اُسنے سابق انکار سند رجہ ازالہ میں کہا ہے۔ اُسکو وساوس کے قول (یا کید) نمبر پنجم کا اقرار معجزات نیست و نابود کرتا ہے۔ اور یہ اقرار کادیانی کے افحام (الزام) کا اور کادیانیوں کے افہام کا موجب ہو سکتا ہے۔ اگر انمیں کچھ فہم در شرم ہو۔ و معہذا اس اقرار حال سے وہ معجزات کو ماننے والا بہی تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ سابق انکار سے توبہ نکرے اور اس سے رجوع کرنیکا اشتہار نہ دے۔

نمبر ہفتم کفر و کذب و کید کادیانی

کادیانی نے وساوس کے ص۷۲۵ میں کہا ہے۔ اُس سفر کی تمام صعوبتیں اور مشقتیں فنا کی حد تک ہی ہیں۔ اور پہر اس سے آگے گذر کر انسان کی سعی اور محنت کو دخل نہیں وہ محبت صافیہ جو فنا کی حالت میں خداوند کریم سے پیدا ہوتی ہے۔ الٰہی محبت کا خود

نجود اُسپر ایک نمایاں شعلہ پڑتا ہے۔ جسکو مرتبہ بقا ولقا سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب محبت الٰہی بندہ کی محبت پر نازل ہوتی ہے تب دونو محبتوں کے ملنے[1] سے روح القدس کا ایک روشن اور کامل سایہ انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور لقا کے مرتبہ پر اس روح القدس کی روشنی نہائت ہی نمایاں ہوتی ہے۔ اور اقتداری خوارق جنکا ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں۔ اسیوجہ سے ایسے لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کہ یہ روح القدس کی روشنی ہر وقت اور ہر حال میں انکے شامل حال ہوتی ہے۔ اور انکے اندر سکونت رکھتی ہے۔ اور وہ اس روشنی سے کبھی اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتے۔ اور نہ وہ روشنی ان سے جدا ہوتی ہے۔ +++ اسی روشنی کا نام روح القدس ہے۔ مگر یہ حقیقی روح القدس نہیں حقیقی روح القدس وہ ہے۔ جو آسمان پر ہے۔ یہ روح القدس اسکا ظل ہے جو پاک سینوں اور دماغوں میں ہمیشہ کے لیے آباد ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرفۃ العین کے لیے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور جو شخص یہ تجویز کرتا ہے۔ کہ یہ روح القدس کسی وقت اپنی تمام تاثیرات کے ساتھ ان سے جدا ہو جاتا ہے۔ وہ شخص سراسر باطل پر ہے۔ ++ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ حقیقی روح القدس تو اپنے مقام پر ہی رہتا ہے۔ لیکن روح القدس کا سایہ جسکا نام مجازاً روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ ان سینوں اور دلوں اور دماغوں اور تمام اعضا میں داخل ہوتا ہے اور اسکے صفحہ ۷۳ میں کہا ہے۔ وہ کاملوں کو ایسا نعم القرین عطا کیا گیا ہے۔ کہ ایک دم کے لیئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور یہ گمان کرنا۔ کہ انسے علحدہ بھی ہو جاتا ہے دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار ہے۔ کہ وہ بعد روشنی تاریکی میں جا پڑتے ہیں۔ اور اسکے صفحہ ۷۴ میں کہا ہے۔ جیسے شریر اور کفار کے لئے دائمی طور پر شیطان کو بئس القرین قرار دیا گیا ہے۔ تا ہر وقت وہ انپر ظلمت پھیلاتا رہے۔ ++ ہمارے اندرونی مخالف قومی بھائی گمان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ کہ روح القدس جبرئیل کا نام ہے کبھی تو وہ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور مقربوں سے نہایت درجہ اتصال رکھتا ہے

[1] یہ توضیح مرام کے صفحہ ۲۱ و صفحہ ۲۲ میں بطور نر و مادہ ملنا۔ یعنی جفت ہونا۔ اور اس سے روح القدس کا تولد ہونا بیان کیا ہے۔

یہاں تک کہ ان کے دل میں دھنس جاتا ہے۔ اور کبھی ان کو اکیلا چھوڑ کر ان سے جدائی اختیار کر لیتا ہے۔ اور کروڑہا بلکہ بے شمار کوسوں کی دوری اختیار کر کے آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ اور ان مقربوں سے بالکل قطع تعلقات کر کے اپنے قرارگاہ میں جا چھپتا ہے تب وہ اس روشنی اور برکت سے بالکل محروم رہ جاتے ہیں۔ ++ کیا اس عقیدہ سے لازم نہیں آتا۔ کہ روح القدس کے جدا ہونے سے پھر ان برگزیدوں کو ظلمت گھیر لیتی ہے۔ اور نعوذ باللہ نعم القرین کی جدائی کی وجہ سے بئس القرین کا اثر ان میں شروع ہو جاتا ہے اور اسکے صفحہ ۷۵ میں کہا ہے۔ کیا یہی ادب اور یہی ایمان اور عرفان ہے۔ اور یہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس تنزل اور نقص کی حالت کو روا رکھا جائے۔ ++ عیسائی لوگ تو حضرت مسیح کی نسبت یقینی اور قطعی طور پر یہ اعتقاد رکھیں۔ کہ روح القدس جب سے حضرت مسیح پر نازل ہوا کبھی ان سے جدا نہیں ہوا۔ اور مسلمان بھی اس امر کو تسلیم کریں۔ چنانچہ مفسرین ابن جریر و ابن کثیر و صاحب معالم و فتح البیان و کشاف و تفسیر کبیر و حسینی بیان کر چکے ہیں۔ لیکن مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد کریں کہ روح القدس آنحضرت صلعم سے جدا بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس سے زیادہ آنحضرت صلعم کی توہین کیا ہوگی۔ اور اسکے صفحہ ۷۶ میں کہا ہے۔ یہ لوگ مسلمان کہلا کر مولوی محدث اور شیخ الکل کہلا کر ختم المرسلین کی نسبت بدگمانی کرتے ہیں۔

پھر اسکے صفحہ ۷۶ و ۷۷ میں کہا ہے۔ کہ قرآن ان تصریحات و اشارات سے بھرا پڑا ہے۔ کہ روح القدس مقربوں میں رہتا ہے۔ منجملہ ان آیات کے جو اس بارہ میں کھلے کھلے بیان سے ناطق ہیں۔ آیت (۱) ان کل نفس لما علیہا حافظ ہے۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے۔ جو اسکے باطن کی حفاظت کرتا ہے۔ اور وہ روح القدس ہے۔

پھر اسکے صفحہ ۸۰ لغائت ۸۶ میں کہا ہے منجملہ انکے یہ آیات ہیں۔ (۲) وان علیکم لحافظین۔ (۳) یرسل علیکم حفظۃ (۴) لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ۔ پھر بحوالہ معالم التنزیل (۱) ایک یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ ہر ایک بندہ کے ساتھ ایک فرشتہ موکل ہے جو اسکے ساتھ ہی رہتا ہے۔ اور اسکی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے انکی حفاظت کرتا ہے اور بحوالہ ابن جریر ایک یہ حدیث نقل کی ہے کہ تمہارے ساتھ فرشتے ہیں جو بجز حالت جماع وبیت الخلا تمسے جدا نہیں ہوتے اور عکرمہ تابعی کا یہ قول (۳) کہ ملائکہ شر سے بچانے کے لیے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور جب تقدیر مبرم نازل ہو تو وہ الگ ہو جاتے ہیں اور مجاہد تابعی کا (۴) یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا نہیں جسکی حفاظت کے لیے دائمی طور پر فرشتہ نہو اور حضرت عثمان (۵) رض کا یہ قول۔ کہ بیس فرشتے مختلف خدمات بجالانے کے لیے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ پھر (۶) امام احمد کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اسکے ساتھ دو قرین (ہمنشین یا ساتھی) موکل نہوں۔ ایک جنوں میں سے ایک فرشتوں میں سے تیرے ساتھ بھی دو ہیں مگر میرا جن تابع ہو گیا ہے۔ وہ مجھے بجز خیر کچھ نہیں کہتا۔

پھر صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۸۶ تک ان دونو قرینونکی وجود کی عقلی وجہ وضرورت بیان کی ہے اور یہ بات جتائی ہے۔ کہ ظاہری جسم کی حفاظت کے لیے فرشتہ کا ہونا ضروری ہے۔ تو باطن کی حفاظت کے لیے بھی ضروری ہے۔

پھر ص۸۷ میں کہا ہے۔ جب ہم ان دونو میں سے کسیکا نام داعی الی الخیر رکھینگے۔ تو اسکو ہم روح القدس یا جبرئیل کہینگے۔ اور جب ہم ان دونو میں سے داعی الی الشر رکھینگے تو اسکو ہم ابلیس اور شیطان کہینگے۔ پھر ص۸۹ میں منکرین وجود ملائکہ اور شیاطین کی بظاہر (۱) مذمت کر کے بڑے فخر سے کہا ہے۔ کہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جنکی اثبات کے

(۱) بظاہر اسلیے کہا گیا ہے۔ کہ در حقیقت وہ خود وجود ملائکہ سے منکر ہے۔ اور پکا نیچری۔ اسکا ظاہری اقرار مسلمانوں کو بہنسانے کے لیے ہے۔ حاشیہ صفحہ آئندہ اور مکائد آئندہ کے متعلق ہمارا کلام ملاحظہ ہو۔

لیے خداتعالے قرآن کریم کی استنباط حقائق میں اس عاجز کو منفرد کیا ہے۔
یہ **کفریات ومغالطات متن "وساوس" کادیانی کے صفحات مذکورہ کا خلاصہ ہے**
اوران صفحات کے حاشیہ میں صفحہ ۷۷ سے ۸۹ تک جو کفریات ومغالطات درج
ہیں انکا خلاصہ یہ چند امور ہیں۔

(۱) آیت ان کل نفس لما علیها حافظ سے ثابت ہے۔ کہ کل ستاروں سورج
چاند۔ زحل مشتری کی حفاظت کیلیے بھی ایک ایک فرشتہ مقرر ہے۔

(۲) روح القدس جیسا۔ کہ مقربوں کے ساتھ ہے اور انکا نگہبان ہے۔ ویسا ہی اور
لوگوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے (جنمیں فاسق وفاجر بھی داخل ہیں) فرق یہ ہے۔ کہ
مقربوں پر اسکی تجلی اعلیٰ اور اکمل ہوتی ہے۔ فاسقوں پر ناقص۔

(۳) روح القدس فاسقوں کے ساتھ ہی ہے۔ تو پھر انسے گناہ کیوں ہوتی ہیں؟
اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ روح القدس کا کام صرف نیکی کا القا والہام کرنا ہے۔ نہ جبراً گناہوں سے روک لینا

(۴) بعض حدیثوں میں جو آیا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کئی کئی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس نہ آتے۔ اس سے مراد صرف ایک قسم کی تجلی ہے۔ کہ بعض اوقات بوجہ مصالح الٰہی
اس قسم کی تجلی میں توقف ہو جاتی تھی۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ جبرئیل ع بذات خود
آسمان سے اپنا مقام چھوڑ کر وحی لیکر آتے۔ اور وحی پہنچا کر آنحضرت صلعم کو چھوڑ کر چلے جاتے۔

ذاتی نزول جبرئیل علیہ السلام کے مراد نہونے پر **نقلی دلیل** وہ آیت قرآنی ہے جسمیں
فرشتوں کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جسکا مقام معلوم نہو
اور وہ **حدیث** جسمیں بیان ہوا ہے۔ کہ آسمان پر ایک قدم کی جگہ نہیں جسمیں فرشتے
سجدہ وقیام نکرتے ہوں۔ اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ فرشتے اپنے مقام
سے ایک قدم نیچے یا اوپر نہیں آتے جاتے۔ اور **عقلی دلیل** یہ ہے۔ کہ اگرچہ چھسو موتیوں
کے پروں والا جبرئیل۔ جسکا طول مشرق سے مغرب تک ہے۔ اپنا سارا وجود لیکر آسمان سے

اترے ہے۔ اور ایسا ہی اور فرشتے بھی اتر آئیں تو آسمان خالی ویران اور سنسان پڑا رہے جائیگا۔ خصوصًا لیلۃ القدر میں تو وہ بالکل اجڑا ہوا گھر نظر آئیگا افسوس شیخ الکل کہلا کر ایسے وقت میں کہ علوم طبیعہ[1] و حسیہ کا فروغ ہو یہ اعتقاد رکھنا۔ اور نیز ملائکہ کے یہ معنے سمجھنا۔ وحی پہنچانے کے بعد جبرئیل کے آنحضرت صلعم کو چھوڑ کر چلے جانے پر یہ دلیل ہے کہ اگر جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو۔ تو اسوقت اور اس حالت جدائی میں آنحضرت صلعم کی احادیث افعال و اقوال کا اعتبار نہیں رہتا۔ کیونکہ اس وقت آپ وحی کی روشنی سے خالی رہتے ہیں۔ اور نیز ملہم روح القدس کے بغیر ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا۔ پھر سید المقربین کی نسبت یہ کیونکر خیال کیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ روح القدس کی جدائی سے ان تمام برکتوں اور پاکیزگیوں سے خالی رہتے تھے۔ جو کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ یہ لوگ (خاکسار اور حضرت شیخ الکل مراد ہیں) حضرت عیسٰی کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ تینتیس[33] برس کی عمر میں روح القدس انسے ایکدم جدا نہیں ہوتا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یہ بے ادبی کرتے ور رکھتے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کو ظلمت اور ناپاکی میں چھوڑ کر چلے جاتے تھے"۔

ان مضامین متن اور حاشیہ کے ملاحظہ سے ناظرین رسالہ توضیح کادیانی کو یقین ہوگا۔ کہ یہ رسالۂ توضیح کے پرانے مضامین ہیں۔ ان مضامین میں کادیانی نے سوائے اس عقیدہ کے کہ "خوارق اولیا کے اقتدار اور اختیار میں ہوتے ہیں" اور کچھ زیادہ نہیں کیا۔ صرف ان مضامین کو رنگ دوسرا دیدیا۔ اور انکا پیرایہ بدلدیا ہے۔

یہ کید کادیانی ایک ایسا عجیب جال ہے۔ کہ اس سے بے علم اور کم علم مسلمانوں کا بچنا عادۃً محال ہے۔ اس جال کو کادیانی نے خوشرنگ عبارتوں سے زرین بنا دیا۔ اور اسمیں تعظیم و تکریم اولیاء اللہ و خاتم الانبیا کے ملمع یا گلٹ کا موتی نما دانہ رکھدیا۔ جسکو کوئی کم علم خواہ کیسا ہی دانا ہو پہچان نہیں سکتا۔ اور اس دام اور ملمع کو دیکھکر یہ شعر غلط اور بیکار ہوتا نظر آتا ہے

[1] موجودہ علوم طبیعہ کے دست آویز سے حقائق امور شرع سے انکار نیچریوں کا کام ہے۔ مسلمان ان طبعیات کو شرع کے تابع کرتے ہوئے

دام میں زر کے اگر موتی کا دانہ ہوگا ٭ جو نہ اس دام میں آئیگا سو دانا ہوگا

ہم خدا کے فضل اور توفیق سے اس امر کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس جال اور اس کے دانہ کا ملمع کھل جائے۔ اور کس و ناکس کو اگر وہ ہمارے کلام کی طرف رجوع کرے معلوم اور بتیقن ہو کہ اس جال اور اسکے دانہ سونا۔ چاندی نہیں رانگ اور پیتل ہے۔ اور جن باتوں کو کادیانی نے اس کید میں خوبصورت عبارات اور فصیح الفاظ سے اسلام اور دین اور تعظیم سید المرسلین بناکر دکھایا ہے۔ وہ باتیں درحقیقت کفر شرک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت درجہ کی توہین ہیں۔ کادیانی نے کذب و مغالطہ سے انکو تعظیم اور دین بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کا اعاذہ اور اس کید کا ازالہ

اس کید میں جو کادیانی نے کہا ہے۔ کہ روح القدس جو مقربوں کے ساتھ ہر دم رہتی ہے۔ اس سے مراد ایک طبعی نو متولد چیز ہے۔ جو خدا کی محبت اور مقرب بندونکی محبت کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ نہ وہ روح القدس جسکو جبرئیل کہا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مقام آسمان پر ہی رہتا ہے۔ اور پھر جو اسکا عقلی ثبوت دیا ہے۔ یہ کادیانی کا وہی پرانا کفر ہے جسکو وہ اپنے رسالہ توضیح کے صفحہ ۱۲ و ۲۲ و ۰۷ وغیرہ میں اگل چکا ہے[1]۔ اس مقام وساوس میں اسنے صرف اسکا طرز بیان بدلدیا ہے اور رنگین عبارتوں سے اسکا رنگ دوسرا کر دکھایا ہے اور اسپر یہ گلٹ یا ملمع چڑھا دیا ہے۔ کہ اگر ہر وقت ساتھ رہنے والی روح القدس نتیجہ محبت کو ذریعہ وحی والہام نہ مانا جاوے۔ بلکہ آسمان پر رہنے والی روح القدس کا بذات خود وحی لیکر آنا اور بعد ابلاغ آنحضرت ص کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جانا تسلیم کیا جاوے تو اس سے آنحضرت کی توہین اور بے ادبی لازم آتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے ساتھ تو تمام عمر وہ روح القدس رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف چند منٹ رہکر فوراً چلی جائے۔ اس سے بڑھکر آنحضرت صلعم کی توہین اور کیا ہوگی۔ اور نیز اس سے آنحضرت ص کا ناپاکی سے نہ بچنا۔ اور انکے دائمی و مدت العمری اقوال و افعال کا وحی سے خالی ہونیکی وجہ سے بے اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔

[1] اور صفحات کی عبارات فتوے علما ہندوستان و پنجاب میں صفحہ ۱۲ سے ۲۴ تک منقول ہیں۔

اس کفر وکید کا رد وازالہ فتوے علمائے پنجاب ہندوستان میں بخوبی ہو چکا ہے اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ روح القدس اور اسکے حقیقی نزول میں اس قسم کی تاویل وتحریف باطنیت ونیچریت وزندقہ والحاد ہے۔ اس بیان کی تائید آئندہ بھی اپنے محل اور موقعہ مناسب پر ہوگی۔ اسمقام میں **تعظیم وتوہین کا گلٹ وملمع کھولکر اسکا جواب دیا جاتا ہے۔** کہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس نفیس زکیہ طیبہ بعد تکمیل نبوت اور استفادہ صحبت جبرئیل ؑ ملکیت میں اعلیٰ درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اور آپ نے جبرئیل علیہ السلام کے شاگرد ہو کر استادی کا رتبہ پاس کر لیا تھا۔ لہذا اس ملکیت میں آپ ملائکہ سے کم رتبہ نہ تھے۔ بلکہ انکے ہمرنگ وہمسر۔ اور گویا ثانی جبرئیل تھے۔ اور بعض کمالات میں آپ جبرئیل علیہ السلام سے بھی بڑھ گئے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ وہاں[سلہ] پہنچ گئے۔ جہاں جبرئیل ؑ کے پر جلتے تھے۔ اور وہ صاف کہہ اٹھے۔ اگر یکسر موئے برتر پرم ٭ فروغ تجلے بسوزد پرم ٭ اسی وجہ سے آپ بنفس نفیس اپنی پاکی کو خداداد حفظ وعصمت سے خود محفوظ رکھ سکتے۔ اور اپنی ذات کو اور اپنے اقوال افعال کو خطرات نفسانی اور وسوسہ شیطانی سے خود بچا سکتے تھے۔ اور اس حفظ امن کے لیے اپنے استاد جبرئیل علیہ السلام کی مصاحبت کے محتاج نہ رہے تھے۔ اسوجہ سے بعد تکمیل نبوت وکمال ملکیت حضرت جبرئیل ؑ کا آپکے ساتھ رہنا ضروری نہیں ہوا۔ گو ابتدائی حالت میں حضرت مسیح ؑ کی مانند جبرئیل ؑ آپکے ساتھ رہے۔ اور یہ ایک عام **عقلی اور نیچرل*** (قدرتی) قاعدہ ہے کہ جب متعلم وتربیت یافتہ تعلیم وتربیت میں حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اسکا معلم ومربی اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خود اپنی ذات کا معلم ومربی بن جاتا ہے۔ اور جس متعلم یا تربیت یاب سے اسکا معلم ومربی جدا نہیں ہوتا۔ اسکو اسوقت مصاحبت تک تعلیم وتربیت کا محتاج اور ناقص سمجھا جاتا ہے۔

* ۔ کادیانی نیچری ہے۔ لہذا اسکے افہام وافحام کے لیے نیچرل قاعدہ پیش کیا گیا ہے۔

سلہ یعنی سدرۃ المنتہی کے اوپر جہاں سے جبرئیل ؑ رہ گئے تھے۔ دیکھو صفحہ ۱۲۔

انسان بلکہ جانور چرند پرند وغیرہ اسیوقت تک اپنے بچے کو پالتے ہیں۔ جب تک وہ ناتوان ہوتا ہے۔ اور جب وہ اپنی روزی کمانے لگتا ہے۔ تو اسکے مربی اپنی تربیت کو قطع کر دیتے ہیں۔ بچوں کے اتالیق و معلم تب ہی تک بچوں کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ جب تک وہ نیک و بد کے تمیز اور اپنے علم و اخلاق کے خود محافظ نہیں ہوتے۔ اور جب وہ خود استاد بن جاتے ہیں اور اتالیق کا رتبہ حاصل کر لیتے ہیں تو پھر وہ زیر حراست اتالیق نہیں رہتے

اس اصول پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بعد مصاحبت و اتالیقی ابتدائی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو جانے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تمام عمر تک رہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت و تعظیم ثابت ہوتی ہے۔ نہ انکی توہین و تنقیص۔ اور نیز اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی و مدت العمری افعال و اقوال کا بلا واسطہ وحی الٰہی سے مشرف ہونا۔ اور دخل شیطانی سے محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نہ ان افعال اقوال کا وحی سے محروم اور دخل شیطانی کا محل ہونا۔

اسی فضیلت و شرف حفظ و عصمت کی طرف وہ آیت قرآن مجید مشعر ہے۔ جسمیں

ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ (نجم - ۱ع)	ارشاد ہے۔ کہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں بولتے۔ جو آپ کہتے ہیں۔ وہ خدا کی

وحی ہے۔ جو آپ کی طرف ہوتی ہے۔ جسکے معنے حسب قرارداد و اعتقاد اہل اسلام یہ ہیں۔ کہ اب آپکے پاک نفس میں ہوا نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا اثر و دخل نہیں رہا جسکی امتیاز و علحدگی کے لیے کسی معلم کے واسطہ کی ضرورت ہو۔ لہٰذا اب آپکا قلب بلا واسطہ غیر وحی خفی و غیر متلو کا محل بن گیا ہے۔

اس فضیلت و تعظیم و حفظ و عصمت کے مقابلہ میں کادیانی کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن اور ہر وقت روح القدس کی اتالیقی و حفظ و تعلیم کی محتاج تھے

اور بلا مدد روح القدس آپ ناپاکی سے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) بچ نہ سکتے تھے۔ اور نہ اپنے فعل و قول کو بلا حفظ و ہدایت روح القدس دخل شیطان سے بچا سکتے تھے۔ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور آپکی جناب میں صریح دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے۔**

مسلمانو!۔ انصاف کرو۔ کادیانیو! کچھ تو فہم اور شرم سے کام لو۔ اور بتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت روح القدس کی اتالیقی کا محتاج بناتے ہیں۔ اور اس اتالیق کی ہر وقت کی حاضری ضروری ٹھہراتے ہیں۔ یا آپکو بنفس نفیس خود استاد و معلم اور روح القدس جبرئیل علیہ السلام کا ہمسر و ہمرنگ و ہم فعل بناتے ہیں ہے۔

کادیانی اور اسکے ہم اعتقاد سادہ لوح اگر اس معنی اور سیدھی بات کو نہ سمجھیں یا دیدہ دانستہ اسکو تسلیم نہ کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات شریف و نفس نفیس ناپاکی اور خطا سے بچنے والا نہ مانیں بلکہ ہر وقت وہر آن تربیت و تعلیم اتالیق و معلم کا محتاج قرار دیں تو پھر بھی وہ جبرئیل امین کو اس دائمی تعلیم و تلقین کے لئے کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ اس تعلیم و تلقین کے لئے آپکے قرین (ہمنشین) فرشتہ کو جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے۔ بلکہ آپکے جن کو جو مسلمان ہو گیا تھا۔ اور آپ کو بجز خیر کچھ نہیں کہتا کیوں کافی نہیں سمجھتے۔ اور ان ہم نشینوں کی مدد اور محافظت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاکی سے بچنا اور اپنے افعال و اقوال کو دخل شیطان سے محفوظ رکھنا وہ کیوں قبول نہیں کرتے اور آپ کو کیوں بڑے زبردست معلم جبرئیل ؑ کا محتاج ٹھہراتے ہیں۔ اس **فرشتہ** (قرین نیک) کو معلم اور **اتالیق** تسلیم کرنے پر۔ اگر کادیانی یہ کہے کہ یہی نور روح القدس ہے۔ اور اسیکا نام تو میں نے جبرئیل رکھا ہے۔ جو اصلی اور واقعی روح القدس اور جبرئیل کا ظل ہے۔ پس تمہاری اس تسلیم سے میرے اعتقاد کی تسلیم

لازم آتی ہے۔ تو اسکا **جواب** یہ ہے۔ کہ قرین نیک کو جبرئیل اور روح القدس قرار دینا تمہاری ایک ملحدانہ اصطلاح ہے۔ جسپر شریعت کی کوئی شہادت پائی نہیں جاتی چنانچہ عنقریب بیان ہوگا۔ لہذا قرین کو اتالیق ومعلم تسلیم کرنے سے تمہارے اس ملحدانہ اعتقاد کو تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ اور اگر کوئی تھوڑی دیر کیلیے ملحد بنکر تمہاری اس ملحدانہ اصطلاح کو مان کر یہ تسلیم بھی کرے۔ کہ یہ قرین نیک آسمانی جبرئیل کا ظل ہے۔ تو پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جبرئیل بذات خود وحقیقۃً کبھی وحی لیکر آپ کے پاس نہ آیا تھا اور وحی متلو (قرآن) لانے کا کام بھی اسکا ظل (قرین نیک) ہی کرتا تھا کیوں جائز نہیں۔ کہ وحی مَتلُوّ (قرآن مجید) جبرئیل امین خود لیکر آتا ہو۔ اور باقی اوقات کی مصاحبت اور افعال و اقوال کی محافظت اسکا ظل (قرین نیک) کرتا ہو۔ اس صورت سے جبرئیل امین کا وحی متلو قرآن آنحضرت ؐ کے پاس لانا۔ اور بعد ابلاغ آسمان پر چلا جانا ماننے سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاکی خطا سے بچنا اور شیطان سے محفوظ رہنا ممکن ہے۔

اسپر اگر کادیانی یہ **سوال** کرے۔ کہ دائمی مصاحبت اور ہر ایک قول وفعل نبوی کی حفاظت فرشتہ قرین نیک کر سکتا ہے۔ تو پھر اصلی جبرئیل کو وحی متلو لانے کا وسیلہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس سے کیا فائدہ ہے۔ کیا یہ کام اس قرین فرشتے سے نہیں ہو سکتا۔ تو اسکا **جواب** یہ ہے۔ کہ اگر فرشتوں کو انکی خدمات سپرد کرنے اور نوکریاں دینے کے اختیارات کادیانی کو ہوتے۔ تو وہ وحی لانے کا کام بھی اسی فرشتے قرین نیک کو سپرد کرکے جبرئیل ؑ کو اس خدمات سے معزول ومستعفی بنا سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ یہ اختیار صرف خدا تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اور اُسنے وحی مُتلو لانے کی خدمت جبرئیل امیں کے سپرد کی ہوئی ہے۔ کسی اور کو یہ اختیار نہیں۔ کہ یہ خدمت اس سے چھین کر اوسی فرشتے قرین نیک کو دیدے۔ یہی حکم وقرارداد خداوندی جبرئیل ؑ

کو وحی متلو لانے کے لیئے مخصوص ماننے کی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے فائدہ یہہ ہے۔ کہ اصلی جبرئیل کے نزول کو حقیقۃً بلا تاویل ماننے سے ایک جز زندقہ یعنی (یعنے تاویل بلا دلیل) کی کمی ہوتی ہے۔ پھر باوجود امکان کمی الحاد ڈبل الحاد (تاویل بلا دلیل) کا مرتکب ہونا کیا ضرور ہے۔

بالجملہ مسلمانوں کے اعتقاد میں تو آنحضرت صلعم کا نفس زکیہ و طیبہ مصاحبت و احتیاج اتالیق سے پاک ہے۔ کادیانی اسکو نہ مانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس کو پاک نہ سمجھے اور ہر وقت تعلیم و اتالیقی کا محتاج قرار دے۔ تو اس کے اصول و اعتقاد پر بھی اس اتالیقی کے لیے آپکا قرین کافی ہے۔ اور اس قرین کو جو کادیانی جبرئیل کہتا ہے۔ تو یہہ اسکا الحاد ہے۔ اس الحاد اگر کوئی مان لے۔ تو اسی حد تک مان سکتا ہے۔ کہ اسکا نام نقلی جبرئیل رکھے۔ اور دائمی مصاحبت اور آنحضرت صلعم کے اقوال افعال کی حفاظت کے کام میں اسکو جبرئیل کے قائم مقام سمجھے۔ اس الحاد کے ساتھہ یہ دوسرا الحاد۔ کہ وحی متلو لانے کا کام بھی یہی نقلی جبرئیل کرتا ہے اور اصلی جبرئیل اس عہدہ سے معزول ہے ضروری نہیں۔ اور نہ کادیانی کے کلام میں اس کے ضروری ہونے کی کوئی دلیل قائم ہے۔ اور اس سے بچنے میں یہ فائدہ ہے کہ ڈبل الحاد کا سنگل رہجاتا ہے۔ کیونکہ ہمیں وحی لانے والا اصلی جبرئیل ع کو بلا تاویل مانا جاتا ہے۔ اور دائمی حفاظت کرنے والا نقلی جبرئیل کو بتاویل۔

ناظرین کہو! اور دادِ انصاف دو! اشاعۃ السنہ نے خدا کے فضل و توفیق سے کادیانی کے گلٹ و ملمعہ تعظیم و توہین کو کیسا کھولا ہے کیا اب بھی ممکن ہے۔ کہ وہ جبرئیل کے حقیقی نزول و صعود ماننے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا موجب کہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم اور انکے دین کی توہین اسی کے اس ناپاک اعتقاد میں پائی جاتی ہے۔ کہ آنحضرت بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے۔ اور وہ مدت العمر تربیت و حفاظت و صحبت اتالیق کے

محتاج ہے۔ عیاذاً باللہ من ذلک۔

اور جو اس کید میں کادیانی نے روح القدس[1] کو سبب و موجب خوارق قرار دیا ہے۔ پھر اس روح القدس[2] کو ہر وقت صاحب خوارق کا شامل حال اور غیر مفارق بتایا ہے۔ (اور یہی کادیانی کی اس تجویز کا۔ کہ روح القدس ایک انسانی صفت اور اسکی محبت سے پیدا ہوئی ہے۔ لازمہ و تقتضا ہے) اور جا بجا[2] اس کید میں اور پہلی کیدوں میں اسنے ان خوارق کو مقربین کا اقتداری امر قرار دیا ہے۔ ان تینوں تقدیرات کا لازمی نتیجہ اور قطعی مفہوم یہ ہے۔ کہ کادیانی کے اعتقاد میں مقربین کو یہ ہر وقت اقتدار اور کُلی اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ جب چاہیں اپنے اندرونی اور طبعی روح القدس کی مدد سے خوارق دکھاویں

کید نمبر(۵)[1] میں تو اُس نے اس قدرت و اختیار کو اوقات توجہ سے مخصوص کیا تھا۔ اس کید میں اُسنے اس قید کو اُٹھا کر اس اقتدار و اختیار کو وسیع کر دیا۔ اور یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کہ خوارق کا سبب و موجب طبعی و اندرونی روح القدس ہے۔ جو ہر وقت اور ہر آن مقربوں کے ساتھ ہے۔ تو پھر ہر وقت اور ہر آن انکو خوارق دکھانے کا اختیار و اقتدار کیوں حاصل نہو۔

اس کا یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔ جسپر اُس نے تعظیم و تکریم مقربین انبیا و اولیا کا گلٹ و ملمع چڑھا کر اس سے اپنے سابق انکار معجزات مسیح کو چھپایا۔ اور ناواقف مسلمانوں کو یہ جتایا ہے۔ کہ معجزات مسیح سے انکار مجھسے کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں تو معجزات و کرامات کو انبیاء و اولیا کے اقتداری و اختیاری مانتا ہوں۔ بلکہ میں جو ایک اعلی درجہ کا ولی ہوں۔ خود خوارق دکھانیکا اقتدار و اختیار رکھتا ہوں۔ جب چاہوں خصوصاً جب اوقات توجہ میں ہوں۔ امر کن سے یکوّن کر دکھاؤں۔ اور آسمان و زمین کے قلابے ملا دوں۔

اس شرک و کید کا رد و ازالہ یہ ہے۔ کہ کادیانی کی تصنیفی طبعی روح القدس (نتیجہ متولدہ انسانی صفت محبت) کی مدد و سبب سے خوارق کا کام مقربین کے اقتدار و اختیار میں ہونا کجا۔ یہ اقتدار خوارق تو اصلی اور حقیقی روح القدس آسمانی جبرئیل کو بھی حاصل نہ تھا۔

[1] جسکی عبارت اس رسالہ کے صفحہ ۵۵ میں منقول ہے۔

اور نہ انکے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے انبیا کو (جنکے پاس آپ بذات خود آتے تھے) حاصل تھا۔ یہ اقتدار و اختیار تو اُسی مالک الملک والملکوت کو حاصل ہے۔ اور اُسی کی صفات مختصہ سے ہے۔ جو جبرئیل اور جملہ مقربین اور خاص کر سید المقربین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خالق و متصرف ہے۔ اُس نے جب کسی قوم کی ہدایت یا اُنپر اتمام حجت کے ارادہ سے چاہا اپنے مقربین ولیوں اور نبیوں کے ہاتھ پر معجزات و خوارق کو ظاہر کیا۔ اور جب کسی قوم کے عناد یا تکذیب کی وجہ سے یا اور وجوہات سے خوارق دکھانا نامناسب جانا تب عین موقع طلب و سوال پر خوارق دکھانے سے انکار ظاہر کیا۔ اور اپنی جلالت اور استقلال اور ذاتی اقتدار و اختیار ظاہر کر کے اور مؤمنوں کے دلوں میں اپنی توحید جمانے اور شرک کو مٹانے کے لیے یہ جتایا کہ خوارق و معجزات کا ذاتی اختیار و اقتدار کسی فرشتہ یا ولی یا نبی کو حاصل نہیں ہے۔

بعض موقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین اسلام کو مومن بنانے کے لیے خوارق دکھانے کی حرص اور خواہش کی۔ تو وہ بھی منظور نہ ہوئے۔ بلکہ اسکے جواب میں نشان نمائی سے انکار کی ہدایت ہوئی۔

ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اگر تجھے اے رسول ان لوگوں کا ایمان سے منہ پھیرنا

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بایة ولو شاء الله لجمعھم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین (انعام ۴)	ناگوار ہو۔ تو تو اگر زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشانی جو یہ چاہتے ہیں۔ لا سکے۔ تو انکو لا کر دکھا دو خدا چاہتا۔ تو ان سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔ تو نادان نہ بن جائیو۔

بیضاوی نے کہا ہے۔ اس سے مقصود آنحضرت کی کمال حرص کا بیان ہے۔

المقصود بیان حرصه البالغ علی اسلام قومه وانه لو قدر ان یاتیهم	اور یہ اگر آپ زمین یا آسمان سے نشان لا کر دکھانے کی طاقت رکھتے تو لوگوں کے

بایۃ من تحت الارض او من فوق السماء لاتی بھا رجاء ایمانھم۔ فلا تکونن من الجاھلین۔ بالحرص علی مالا یکون۔
(بیضاوی ص۲۵۳)

ایمان کی حرص سے لا دکھاتے۔ نادان نہ بننے سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ ان کے ایمان کی حرص نہ کریں۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔ وہ لوگ بڑے زور سے قسم کھاتے ہیں۔

واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون۔ (انعام ع ۱۳)

کہ اگر ان کے پاس نشان (جو وہ چاہتے ہیں) آوے تو وہ ایمان لا دیں۔ تو کہدے نشان اللہ ہی کے پاس ہے۔ تمہیں اے مومنو کیا خبر ہے نشان آنے پر بھی وہ ایمان نہ لائینگے۔

بیضاوی نے کہا ہے۔ یعنی نشان خدا کے پاس ہیں۔ وہی قادر ہے۔ جو نشان

قل انما الاٰیات عند اللہ ھو قادر علیھا یظھر منھا ما یشاء ولیس شئ منھا بقدرتی وارادتی۔
(بیضاوی ص۲۶۶)

چاہے ظاہر کرے میری یعنی آنحضرت کی قدرت واختیار میں کوئی نشان نہیں ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں ہم تیری تصدیق تب کریں گے

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف

جب تو ہمارے لیے زمین سے چشمہ نکالدے یا تیرے لیے کھجوروں وانگوروں کا باغ ہو جنمیں تو نہریں بہاوے۔ یا آسمان کا ایک ٹکڑا گرادے۔ یا خدا کو اور فرشتوں کو سامنے لے آوے۔ یا تیرے لیے ملمع کا گھر ہو آسمان پر چڑھ جاوے۔ ہم تیرے چڑھنے

او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤه قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل)

تب ہی ملنے گے جبکہ تو ہمارے لیے کتاب اُتار لاوے۔ تو کہدے اللہ پاک ہے میں تو صرف بشر رسول ہوں۔

بیضاوی نے کہا ہے۔ تو کہہ اللہ پاک ہے۔ ان سوالات پر تعجب کی راہ سے

قل سبحان ربی تعجبا من اقتراحاتهم وتنزیها لله من ان یأتی او یتحکم علیه او یشارکه احد فی القدرة هل کنت الا بشرا کسائر الناس رسولا کسائر الرسل فکانوا لا یاتون قومهم الا بما یظهره الله علیهم علی ما یلائم حال قومهم ولم یکن امر الآیات الیهم ولا لهم ان یتحکموا علی الله۔ (بیضاوی ص)

اور خدا کی پاکی بیان کرنے کے سبب اس عیب سے۔ کہ وہ خود آوے یا اسپر جو کوئی چاہے حکومت کرے یا اس سے۔ کہ کوئی شخص اسکی قدرت میں اسکا شریک ہو۔ تو کہدے میں بشر ہوں جیسے اور بشر رسول ہوں جیسے اور رسول وہ بھی اپنی قوم کے پاس وہی نشان لاتے جو خدا ظاہر کرتا انکو نشان دکھانے کا خود اختیار نہ تھا۔ اور نہ یہ اختیار تھا۔ کہ خدا پر حکومت کرتے۔

اور ایک آیت میں ارشاد ہے۔ وہ بولے کیوں نہیں ہم پر نشان اتارے گئے (یعنے جو ہم چاہتے ہیں) تو کہدے یہ نشان خدا ہی کے پاس ہیں میں تو صرف ظاہر ڈرانے والا ہوں۔

وقالوا لولا انزل علیه آیات من ربه قل انما الآیات عند الله وانما انا نذیر مبین (عنکبوت ع ۵)

بیضاوی نے کہا ہے۔ نشان جیسے صالح علیہ السلام کی سی اونٹنی حضرت موسے علیہ السلام کا سا عصا۔ حضرت عیسے علیہ السلام کا سا مائدہ۔ تو کہدے نشان خدا کے پاس ہیں۔ وہ جیسا

مثل ناقة صالح وعصا موسی ومائدة عیسے وقرأ نافع وابن عامر والبصریان وحفص آیات قل انما الآیات عند الله

ینزل لھا کما یشاء لست املکھا فاتیکم بما تقترحونہ وانما انا نذیر مبین۔ لیس من شانی الا الانذار۔ (بیضاوی ص ۱۹۲ ج ۲)	چاہتا ہے ویسا ہی اتارتا ہے۔ میں اسکا مالک نہیں ہوں۔ کہ جو تم چاہو لا دکھاؤں۔ میرا کام تو صرف ڈرانا ہی کھلا

اس مضمون کی آیات سے قرآن بہرا ہوا ہے۔ اور جبکہ ان آیات سے خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کا نشان دکھانے میں خود مختار وصاحب اقتدار ہونا اور نشان نمائی خداتعالےٰ کا خاصہ ہونا ثابت ہے۔ تو پہر اور کسی فرشتے یا نبی یا ولی خصوصًا جھوٹے مدعی نبوت وولایت کادیانی کا نشان وخوارق دکھانے میں صاحب اقتدار ہونا کیونکر جائز ہے۔ پہر کادیانی کا اعتقاد مذکور شرک نہیں تو کیا ہے۔ کادیانی کے فرضی توجہ کے وقت میں بہی یہ اقتدار واختیار کسی نبی یا ولی کو حاصل نہیں ہوتا۔ کہ جو نشان وہ چاہیں یا انکا کوئی مخالف چاہے۔ وہ دکہا سکیں۔ یہہ ہوتا۔ تو اسکا استحقاق سید الاولین والآخرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے ہوتا اور آپ اپنی توجہ میں نشان مذکور اُن لوگوں کو دکہا دیتے۔ جنکے ایمان کی آپ شدّت سے حرص رکھنے تھے۔ اور اس انکار کی (جو ان آیات میں پایا جاتا ہے) نوبت نہ آنے دیتے۔

کادیانی کے دام افتادہ سادہ لوحوں کی فہم وایمان پر افسوس ہے۔ کہ ایسے عقیدہ شرکیہ کو اس کتاب میں دیکھکر پہر بہی کادیانی کو مسلمان اور امام ومجدد مانتے ہیں۔ اور اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر واقعی مقربین کو نشان وخوارق دکہانے کا ہر وقت اور ہر آن میں یا خاصکر توجہ کے وقت میں کلی اختیار واقتدار حاصل ہے۔ تو کادیانی جو اکثر اولیا سابقین پر فوقیت کا مدعی ہے۔ کیوں وہ نشان جو لوگ اُس سے چاہتے ہیں نہیں دکہاتا۔ اور ابتداء سے اسوقت تک ناجائز شروط کے حیلہ وبہانہ سے کیوں انکو ٹلاتا۔ اور اپنی جان چھوڑاتا ہے۔ اور یہ بہی نہیں سوچتے۔ کہ اپنے ازالہ میں تو کادیانی نے حضرت مسیح کے مٹی سے پرند بنانے کو شرک کہا تہا۔ اب جملہ مقربین کو کن فیکون کا

مالک بنادیا۔ اور اس قسم کے خوارق دکھانے میں صاحب اقتدار قرار دیا۔ وہی شرک اب الہام کیونکر بن گیا۔ اور اگر وہ اس اعتقاد سے انکار کرے۔ اور یہہ کہے۔ کہ میں ان سب مقربین کو نشان وخوارق نمائی میں خود مختار نہیں سمجھتا۔ گو میرے کلام سے یہ اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔ تو یہہ انکار تب صحیح ومعتبر ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس کلام سے رجوع کا اشتہار دے اور ان خوارق کو اقتداری کہنے اور روح القدس کو انکا موجب وسبب قرار دینے سے اور اعتقاد توجہ میں مقربین کے کن ؔ کو خدا کے کنؔ کی مثل ومانند کہنے سے توبہ کرے۔ ورنہ اسکے مفہوم کلام سے اسپر یہہ الزام شرک قائم ہوگا۔ اور اسکا یہہ انکار منافقانہ انکار متصور ہوگا۔ **یہہ کادیانی کے شرک کا رد وازالہ ہے۔** اب اسکی **گلٹ تعظیم** کا ازالہ ہوتا ہے۔ جو تعظیم مقربین کی خداگی توحید کی مزاحم ہو۔ اور ان کو خدا کی صفات مختصہ میں شریک بناوے۔ وہ حقیقۃً تعظیم نہیں توہین ہے۔ مقربین بارگاہ الٰہی اس تعظیم کو توہین جناب باری سمجھتے ہیں۔ اور اس سے برائت ظاہر کر چکے ہیں۔ دیکھو آیت ءَانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین میں حضرت مسیحؑ کا قول جو قیامت کے دن فرمایا جاویگا۔ اور اگر یہہ تعظیم واقعی تعظیم ہوتی۔ تو پھر ان لوگوں کو جو حضرت مسیح کی تعظیم میں اس حد کو پہنچ گئے ہیں۔ کہ انکو خدا تعالےٰ کا بیٹا۔ اور ثالث ثلثہ کہتے ہیں۔ شرک کا الزام نہ دیا جاتا۔ اور حضرت مسیح کا یہ قول قرآن میں منقول نہوتا۔

اور جو اس **کید میں** کادیانی نے اپنی **تصنیفی طبعی** روح القدس (نتیجہ محبت کے مقربین کے ساتھ رہنے اور حقیقی اور اصلی روح القدس جبریٔل کا ظل بنکر اسکی جملہ خدمات تبلیغ وحی وغیرہ کو چھین لینے کے ثبوت میں دس دلائل **چار آیتوں** اور چھ **حدیثوں** کو۔ جنمیں ملائکہ معقبین[(۱)] وکراما[(۲)] کاتبین کا اور محافظین[(۳)] کا ذکر ہے۔ پیش کرکے ناواقف مسلمانوں کو یہ جتایا ہے۔ کہ ان آیات وآحادیث میں جن ملائکہ کا ذکر ہے۔

٭ ترجمہ کیا تو نے کہا تھا۔ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو۔

وہی محاورہ شرع میں جبرئیل امین روح القدس کہلاتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں اپنے مخالفین خاکسار اور شیخ الکل وغیرہ مسلمانوں کو۔ ان ملائکہ کے وجود سے منکر قرار دیکر ہم سب مسلمانوں پر یہ الزام قائم کیا ہے۔ کہ تم صرف قرین بد (شیطان) کو خدا کے بندوں پر مسلط جانتے ہو۔ قرین نیک اور کراماً کاتبین و محافظین کو نہیں مانتے۔

اسمیں اسنے سراسر دہوکہ بازی گلٹ سازی دروغ گوئی اور افتراپردازی سے کام لیا ہے۔ اور بڑے ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔

اس کذب و کفر کے رد و ازالہ کے لیے پہلے ہم اُن آیات کو پیش کہتے ہیں۔ جن میں

فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین الا لعنۃ اللہ علی الظالمین	جھوٹوں اور ظالموں کو لعنت کی خلعت دی گئی ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو انکے عقائد قدیمہ مشہورہ یاد دلاکر یقین دلاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں سے کوئی لکھا پڑھا آدمی ایسا نہیں ہے۔ کہ جو ہر مومن کے ساتھ (جو جانشے مقربین) ہمنشین فرشتہ رہنا اور ہر ایک انسان کے ساتھ کراماً کاتبین (جو انکے اعمال نیک و بد لکھتے ہیں) اور ہر ایک انسان کے ساتھ ملائکہ محافظین (جو انکو بلاؤں اور جنوں سے بچاتے ہیں) رہنے کا قائل نہو۔ ان تینوں صفات و خدمات کی ملائکہ کو مسلمانوں کے خواندہ لڑکے لڑکیاں تک جانتے اور مانتے ہیں۔

کادیانی نے بڑا ظلم کیا۔ کہ مسلمانوں پر۔ ان ملائکہ کے وجود سے منکر ہونے کا افترا کیا۔ ہاں مسلمان کا سلف سے خلف تک یہہ اعتقاد نہیں۔ کہ یہی تینوں قسم کے فرشتہ شرع میں جبرئیل روح القدس کہلاتے ہیں۔ اور یہی فرشتے جبرئیل امین کے جملہ خدمات (وحی لانا کا نزول یہ عذاب نازل کرنا۔ نبیوں کو لڑائی میں مدد دینا وغیرہ وغیرہ) بجالاتے ہیں۔ انکے سوا ایسا کوئی جبرئیل یا روح القدس نہیں ہے۔ جو انبیاء کے پاس بذات خود آیا ہو۔

اس عقیدہ سے ہزار بار ہر ایک مسلمان کو انکار ہے۔ اور جو شخص یہہ عقیدہ رکھے وہ مسلمانوں

کے نزدیک خارج از شمار ہے۔

کادیانی نے بھی اس عقیدہ کفریہ پر کوئی **دلیل** نقلی یا عقلی قائم نہیں کی۔ اور جو چار آیتیں اور چھ آثار و حدیثیں اُس نے نقل کی ہیں۔ ان سے نہ صراحتًا اور نہ اشارۃً یہہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جن ملائکہ کا اِن آیات و احادیث میں ذکر ہے انسے جبرئیل و روح القدس مراد ہے۔ دوسری آیت میں حافِظِیْن سے کِرَامًا کَاتِبِیْن (اعمال لکھنے والے فرشتے) مراد ہونا خود اسی آیت سے ثابت ہے۔ اور یہہ الفاظ کِرَامًا کَاتِبِیْن اس آیت میں صریح موجود ہیں (جنکا کادیانی نے مسلمانوں کو دھوکھ دینے کی غرض سے سرقہ کرلیا ہے) ایسا ہی پہلی اور تیسری آیت میں لفظ حافظ اور حفظہ سے وہی کراماً کاتبین مراد ہیں۔ کیونکہ ایک آیت دوسری کی مفسر ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی عامہ تفاسیر۔ بیضاوی معالم وغیرہ میں ان کا بیان ہے۔ چوتھی آیت میں معقبات سے بعض مفسرین نے ان ہی کِرَامًا کاتبین کو مراد سمجھا ہے۔ چنانچہ بیضاوی معالم وغیرہ میں ہے۔ اور بعض نے اِن محافظ فرشتوں کو مراد سمجھا ہے۔ جو انسان کو جنوں اور بلاؤں سے بچاتے ہیں۔ چنانچہ معالم و تفسیر ابن جریر میں مجاہد و عکرمہ و کعب احبار و حضرت عثمان وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہی وہ چھ آثار و احادیث ہیں جنکو کادیانی معرض استدلال میں لایا ہے۔ ان آیات و احادیث و آثار میں یا کسی حدیث و اثر میں یہہ پایا نہیں جاتا۔ کہ شرع کے محاورہ میں بھی فرشتے روح القدس یا جبرئیل کہلاتے ہیں۔ بلکہ حضرت عثمان بن عفان کی حدیث جو کادیانی نے تفسیر ابن جریر سے نقل کی ہے صاف بتا رہی ہے۔ کہ یہہ فرشتے اور ہیں جو عدد میں بیس ہیں کیونکہ جبرئیل تو ایک شخص ہے نہ بیس اشخاص ایک **روشن دلیل** ان ملائکہ کی جبرئیل نہونے پر یہہ ہے۔ کہ یہہ فرشتے ہر ایک شخص کے ساتھ مؤمن ہو خواہ کافر ہوتے اور رہتے ہیں۔ اور حضرت جبرئیل تو خاص کر انبیاء اور مقربین ہی کے پاس آتے۔ اور ان ہی ساتھ ایک مدت تک رہے۔ **کادیانی** اس دلیل کو نہ مانیگا۔ کیونکہ وہ تو جبرئیل اور روح القدس کو کافروں اور فاسقوں کا بھی (جبکہ وہ بادہ بسر

آشنا بیر کا مصداق ہوں) مصاحب اور ہمنشین بتاتا ہے*۔ یہہ دلیل ہمنے اسکو سنائی پیشن نہیں کی بلکہ مسلمانوں کو جو یہہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ جبرئیل رنڈیوں اور شرابیوں کا آشنا اور ساتھی نہیں بلکہ خاصکر انبیاء و مقربین کا ہمنشین ہے۔ اور خدا کی طرف سے انکی جانب معزز رسول ہوکر اتارا گیا ہے یہہ دلیل سنائی گئی ہے۔

اس کید کے اخیر میں جو کادیانی نے فخر کیا ہے۔ اسمیں حق بجانب کادیانی ہے۔ وہ اسپر جسقدر فخر کرے کم ہے۔ کیونکہ ان کفریات کو آیات قرآنی سے ثابت کرنا اسی کا کام ہے۔ مسلمانوں سے ایسی جرأت کب ہو سکتی ہے۔ مسلمان تو ظاہر ان آیات قرآن سے اتنا ہی سمجھتے اور ثابت کرتے ہیں۔ کہ انسان کی ضبط اقوال افعال کے لیے اور بلاؤں سے اسکی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر ہیں۔ جو کراماً کاتبین حفظہ معقبات کھلاتے ہیں۔ رہے یہہ ناپاک اسرار کہ یہی فرشتے جبرئیل ہیں۔ یہی روح القدس ہیں۔ یہی حاملین وحی متلو اور یہی خدا کے اور اسکے مقرب نبیوں میں سفیر ہیں۔ اور یہی اس منصب و عہدہ کے ساتھ رنڈیوں اور مخمر بیوں کے بھی آشنا۔ اور ہم مجلس ہیں۔ بجز کادیانی کسی مسلمان پر کب کھل سکتے ہیں نہیں نہیں میں بھول گیا۔ اور مجھسے ایک گروہ کادیانی کے بھائیوں کا حق تلف ہوا ایسے اسرار ان لوگوں پر بھی کھلتے ہیں جو ڈاڑہ منڈ لنگوٹ کس۔ بھنگ نوش کھلاتے ہیں۔ وہ بھی قرآن کی آیات سے ایسے اسرار نکالتے ہیں۔ آیہ کلا سوف تعلمون سے داڑھی منڈانی کا حکم۔ اور سقٰھم ربھم شرابا طھورا سے شراب بھنگ کی اجازت وعلی ہذا القیاس یہہ مفتریات متن صفحات مذکورہ کا ازالہ ہوا۔ ابکر حواشی کی کفریات کا ازالہ ہوتا ہے۔

ازالہ امر اول مندرجہ حاشیہ

اگر بطور فرض محال مان لیا جاوے۔ اور بے دلیل تسلیم کر لیا جائے۔ کہ کواکب کے لیے بھی نفوس ہیں (جیساکہ فلاسفہ یونان کہتے ہیں) اور پہلی آیت میں جو ہر نفس کے لیے محافظ کا ہونا بیان ہوا ہے وہ ستاروں کو بھی شامل ہے۔ و بناءً علیہ ہر ایک ستارہ کے لیے ایک ایک فرشتہ محافظ ہے۔

* دیکھو توضیح مرام صفحہ ۸۵ اور فتوی مندرجہ نمبر ۴ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۲

جیسا کہ ہر ایک انسان کے لیئے ہے۔ تو بھی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں یا بمنزلہ ارواح اور خاصکر جبرئیل امین سورج کا روح ہے۔ یا بمنزلہ روح جیسا کہ کادیانی کا اعتقاد ہے۔ جسکو وہ رسالہ توضیح کے صفحہ ۳۸ و ۴۰ و ۴۸ و ۸۵ وغیرہ میں ظاہر کر چکا ہے۔ اور اس اعتقاد کے سبب اسپر فتوی علماء پنجاب و ہندوستان عقائد فلاسفہ کے معتقد ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اسی اعتقاد کا ثبوت اسکے ذمہ اور اس سے مطلوب تھا۔ ستاروں کے لیے ایک ایک فرشتہ محافظ ہونے یا نہونے میں کیا بحث تھی۔ اور اسکا ثبوت کسنے طلب کیا۔ کادیانی نے اس ثبوت کے جگہہ پیش کرنے کی جگہہ اس امر کو پیش کیا۔ اور اپنے نادان اتباع کو دہوکھ دیا۔

ازالہ امر دوم وسوم

قرآن نے جبرئیل کو خاصکر مقربین کا مصاحب اور خدا کی طرف سے خدا کے مقربین کی جانب معزز رسول ٹھہرایا ہے۔ کسی آیۃ یا حدیث سے یہہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جبرئیل ع رنڈیوں اور شرابیوں کا بھی آشنا اور دائمی صحبتی ہے۔ لہذا آپکے یہہ دو دعوے اہل اسلام کے اعتقاد میں زندقہ اور الحاد ہے۔ اور جب تک آپ کسی آیت یا حدیث سے انکا ثبوت پیش نکریں انکا تسلیم کرنا اسلام کے مخالف ہے۔

ازالہ امر چہارم

قرآن اور حدیث کی صریح نصوص سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل آنحضرت صلعم کی پاس کبھی کبھی آتے۔ نہ یہہ کہ ہر وقت آخر عمر تک وہ آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ آپکا آنا اکثر انسانی۔ اور خاصکر دحیہ کلبی کی صورت میں ہوتا تھا۔ دو دفعہ آپکا آنا اصلی صورت میں ہوا ہے۔ قرآن میں حضرت جبرئیل کا یہہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ہم خدا ہی کے حکم سے نازل

وما نتنزل الا بامر ربک له ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذالک وما کان	ہوتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور اُسکے مابین ہے۔ وہ خدا ہی کے ملک

ربک نسیاً (مریم ع ۴)۔

وتصرف میں ہے تیرا رب (ای رسول) بھولنے والا نہیں۔

ایک اور آیت میں بیان ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ مااوحی ++ ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی (نجم ع ۱)

کے قریب ہوئے پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ دو کمان کے مقدار فاصلہ رہگیا۔ پس خدا نے جو اپنے بندہ جبرئیل کی طرف وحی کی وہی اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ ایک دفعہ اور بھی آپنے جبرئیل ع کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔

پہلی آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لجبرئیل ما منعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک (صحیح بخاری ص ۶۹۱)

علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے کہا۔ کہ آپ مجھے اس سے زیادہ کیوں نہیں ملتے جو آپ ملتے ہیں۔ جسپر وہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر معالم میں ضحاک وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

قال عکرمۃ والضحاک احتبس جبرئیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین سالہ قومہ عن اصحاب الکہف و ذی القرنین والروح فقال اخبرکم غدا ولم یقل انشاء اللہ تعالی حتی شق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم نزل بعد ایام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطئت حتی ساء ظنی واشتقت الیک فقال لہ جبرئیل انی کنت اشوق ولکنی

لوگوں نے اصحاب کہف ذی القرنین اور روح کا حال پوچھا۔ تو آپنے فرمایا میں کل بتاؤنگا۔ اور اسکے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ جبرئیل کئی دن نہ آئے۔ اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت ناگوار گذرا۔ پھر جب وہ کئی دن کے بعد آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپنے آنے میں توقف کیا۔ اس سے مجھے برا خیال

عبد مامور اذا بعثت نزلت واذا حبست احتبست فانزل اللہ وما نتنزل الا بامر ربك وانزل اللہ والضحی واللیل اذا سجی ما ودعك ربك وما قلی۔ (معالم صـ۵۵۱)

(ناخوش ہو نے اور چھوڑ دینے کا) پیدا ہوا - اور میں آپکی ملاقات کا شائق رہا - جبرئیل ع نے فرمایا میں بھی آپکی ملاقات کا شائق رہا ہوں - لیکن میں خدا کے حکم میں ہوں - جب بھیجا جاتا ہوں تو آتا ہوں اور جب روکا جاتا ہوں تو رک جاتا ہوں - جسپر یہ آیت نازل ہوئی - اور وہ آیت جسمیں بیان ہے - کہ خدا نے تجھے نہیں چھوڑا اور وہ نہ تجھسے ناخوش ہوا ہے -

دوسری آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول ہے - کہ جبرئیل

قالت عائشة ذلك جبرئیل کان یاتیه فی صورة الرجل وانه اتاه فی هذه المرة فی صورته التی هی صورته فسد الافق (صحیح بخاری صـ۴۵۹ ومعالم صـ۵۵۵)

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی کی صورت میں آیا کرتے تھے - اسدفعہ آپ اصلی صورت میں آئے - جس سے اُنہوں نے تمام افق کو روک لیا - ایساہی معالم التنزیل میں ہے

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے **واقعات** جو احادیث میں وارد ہیں - انکی تفصیل سے بہت تطویل متصور ہے - انکا اجمال بطور مثال بیان کیا جاتا ہے -

ایکدفعہ آپ جماعت اصحاب نبوی کے سامنے ایک سفید پوش سیاہ بالوں والے اجنبی آدمی کی صورت میں آئے - اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک رانوں پر ہاتھ رکھ کر چند سائل مستفسر ہوئے - وہ چلے گئے - توآپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھا - جو تمہیں دین کی تعلیم کے لیے آیا تھا - (دیکھو مشکوۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث - اور **صحیح بخاری** صـ۱۲) -

ایک دفعہ آپ دحیہ کلبی کی صورت میں آئے - توازواج نبوی سے حضرت ام سلمہ نے اُنکو دحیہ کلبی سمجھا - جسپر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھا - (دیکھو بخاری صـ۵۱۳)

ایک دفعہ قرن الثعالب (مقام) کے پاس آپ ایک بدلی میں نمودار ہوئے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا - کہ خدا نے آپ کی بات اور منکرو نکو جواب کو سنا ہے اور اُسنے ملک الجبال کو آپکے پاس اسلیئے بھیجا ہے - کہ آپ کہیں تو یہہ آپ کے مخالفوں کو پہاڑ کے نیچے دبا کر کچل دے - (دیکھو بخاری صفحہ ۴۵۸) -

ایک دفعہ جنگ خندق کے بعد آپ ہتھیار پہنے ہوئے آئے اور آنحضرت صلعم کو فرمایا - کہ آپنے ہتھیار اتار دیئے ہیں - ہمنے تو ابھی نہیں اُتارے - نکلو بنی قریظہ پر چڑہائی کریں - (دیکھو بخاری صفحہ ۵۹۱) -

ایک دفعہ بدر کی لڑائی میں آپ آئے - تو آنحضرت صلعم نے فرمایا - یہہ جبرئیل ع ہے - گھوڑی کی چوٹی تھامی ہوئے - ہتھیار پہنے ہوئے - (دیکھو بخاری صفحہ ۵۷۰)

اس قسم کے بے شمار واقعات کتب حدیث میں درج ہیں جنسے جبرئیل کی کبھی کبھی آنے کی کیفیت بہ تفصیل معلوم ہوتی ہیں و نیز از انجملہ بعض واقعات کی تفصیل اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۲ - جلد ۳ و نمبر ۱ - جلد ۴ میں بھی ہو چکی ہے -

ان سب تصریحات اور تفصیلات کے مقابلہ میں کادیانی کے کفر چہارم کو - کہ جبرئیل وحی لانے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ ہے - اور اسکے آنے سے مراد اس صفت کی خاص تجلے ہے - (جیسے اور تواے وصفات نفسانی انسانی غضب - رحمت - حرص - شہوت وغیرہ انسان کے اندر ہی ہوتی ہیں - مگر وہ بعض اوقات زیادہ جوش کرتی اور طوفان میں آجاتی ہیں) - ان نصوص صریحہ بینہ سے قطعی انکار و زندقہ و الحاد نہیں - تو اور کیا ہے - اِس الحاد کو تو وہی شخص مانیگا جو کادیانی کی مانند قرآن و حدیث کو شاعرانہ تخیلات اور خلاف واقعہ استعارات و فرضی و خیالی حکایات کا مجموعہ کہے - قرآن و حدیث کو ماننے والے - اور انمیں مندرجہ واقعات کو سچے جاننے والے مسلمانوں سے تو یہہ جُرأت نہیں ہو سکتی -

اپنے کفر چہارم کے ثبوت ہیں۔ جو کادیانی نے عقلی دلائل ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی ہے۔ انمیں نہ تو صراحتًا یہہ بات پائی جاتی ہے۔ نہ اشارۃً۔ کہ جبرئیل اور دوسرے فرشتے آسمانوں میں رہنے کے مقامات میں جکڑکر قید کیئے ہوئے ہیں۔ یا وہ سب کے سب ایکہی حالت و ہیئت نماز سجود یا قیام یا رکوع میں لگاتے ہوئے ہیں۔ نہ اس ہیئت یا حالت سے دوسری حالت و ہیئت کی طرف انتقال کرتے ہیں اور نہ عبادت کے سوا وہ کوئی دوسری خدمت (وحی لانا۔ مینہ برسانا۔ نبیوں کی حمایت میں کافروں پر عذاب نازل کرنا وغیرہ وغیرہ) بجالاتے ہیں۔ یہہ تصریح یا اشارہ نہ اس آیت میں ہے۔ نہ اس حدیث میں بلکہ آیۃ میں ملائکہ کے درجات عبادت و مقامات قرب و رضاء خوف ورجا، محبت وغیرہ وغیرہ۔ و مراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم کا بیان ہے۔ اور حدیث میں عبادت کے وقت انکی مختلف ہیئات اور حالات کا (جنمیں تبدل و انتقال ایک جزو لازم ہے۔ جیساکہ انسانی عبادت میں لازم ہے) بیان ہے۔ اور دوسری آیات و احادیث میں وضاحت کے ساتھ انکا زمین پر آنا۔ اور صراحت کے ساتھ انکا دوسری خدمات کو بجالانا صاف وارد ہے۔ جس سے صاف یقین ہوتا ہے۔ کہ اس آیت اور حدیث میں جبرئیل یا اور باقی تمام ملائکہ کا کسی خاص مقام میں مقید ہونا۔ اور زمین پر نازل نہونا۔ یا کسی خاص ہیئت عبادت میں جکڑے رہنا ہرگز مراد نہیں ہے۔ یہ مراد صرف کادیانی کا کفر و الحاد ہے۔

اب ہم اس آیت و حدیث سے معنے مذکور مراد نہونے پر اقوال علماء اسلام سے شہادت پیش کرتے ہیں۔

تفسیر معالم میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ اس سے قول ملائکہ سے یہہ مراد ہے۔ کہ

ای ما لنا ملك الا له مقام معلوم فی السموٰت يعبد الله فيه قال ابن عباس ما فی السموٰت موضع شبر الا وعليه ملك يصلی او يسبح وَرُوِينا عن ابی ذر عن النبی صلی الله عليه وسلم قال اطّت السماء وحق لها ان تئط والذی

ہم میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں۔ جسکی عبادت کی جگہ آسمانوں پر مقرر نہو۔ ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے۔ آسمانوں میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں۔ جسمیں فرشتے نماز نہ پڑھتے یا تسبیح نہ کہتے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

نفسی بیده ما فیها موضع اربعة اصابع الا
وفیها ملك واضع جبهته ساجدا لله قال
السدی الا له مقام معلوم فی القربة والمشاهدة
وقال ابو بکر الوراق الا له مقام معلوم یعبد الله
علیه کالخوف والرجاء والمحبة والرضاء

حدیث ہے۔ کہ آسمان چڑچڑ کرتا ہے۔ (جیسے زین یا پالان شتر سوار کے بیٹھنے سے چڑ چڑ کرتا ہے) اور اسکو یہی لائق ہے۔ بخدا۔ آسمان میں چار انگل کی جگہہ ایسی نہیں۔ جسمیں فرشتہ پیشانی رکھکر سجدہ نہ کر رہا ہو۔ سدی نے مقام معلوم کے یہہ معنے کئے ہیں۔ کہ خدا کے قرب و مشاہدہ کا مقام ابو بکر وراق نے کہا ہے۔ کہ عبادت کا مقام خوف و امید و محبت و رضاء وغیرہ مراد ہے۔

وانا لنحن الصافون - قال قتادة هم
الملائکة فی السماء للعبادة کصفوف الناس
فی الارض وانا لنحن المسبحون - ای المصلون
المنزهون الله عن السوء یخبر جبرئیل
علیه السلام النبی صلی الله علیه وسلم انهم
یعبدون الله بالصلوة والتسبیح وانهم
لیسوا بمعبودین کما زعمت الکفار -
(معالم صفحه ۷۵۵)

م صفوفاً قدامهم وقال الكلبي صفوف الملائكة

جو کہا ہے کہ ہم صفیں باہندنے والے ہیں" قتادہ نے کہتا ہے۔ یہہ بھی ملائکہ کا قول ہے۔ وہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ کلبی نے کہا ہے۔ کہ فرشتے آسمانوں میں عبادت کے وقت ایسی صفیں باندھتے ہیں جیسے انسان زمین صفیں باندھتے ہیں۔ ملائکہ کا یہہ کہنا۔ کہ ہم تسبیح کہنے والے ہیں۔ اس سے یہہ مراد ہے۔ کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور برائی سے خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان اقوال سے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ خبر دی ہے۔ کہ وہ خداتعالی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ کوئی انکی عبادت کرے۔ جیسا کہ کفار ملائکہ پرست خیال کرتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔ کہ اس قول میں ملائکہ کا اقرار عبودیت کی حکایت ہے۔ ان مشرکوں کو

وما منا الا له مقام معلوم حکایة اعتراف
الملائکة بالعبودیة للرد علی عبدتهم والمعنی
ما منا احد الا له مقام معلوم فی المعرفة

روکنے کے لیے جو ملائکہ کو پوجتے ہیں۔ اس قول کے معنے یہہ ہیں۔ کہ ہم سب سے ہر ایک کے لیے خدا کی معرفت اور عبادت اور عالم

والعبادة والانتهاء الی امراللہ تعالے فی تدبیر العالم۔ + + + ثم انہم اعترفوا بالعبودیة وتفاوت مراتبھم فیھا لا یتجاوزنہا۔ وانا لنحن الصافون۔ فی اداء الطاعة ومنازل الخدمة۔ (بیضاوی ص۲۳ ج ۲)

کی تدبیر کے متعلق خدمت بجانے کا ایک مقام ہے۔ پھر ملائکہ نے اقرار کیا۔ کہ وہ خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اس عبادت میں ان کے درجات متفاوت ہیں۔ جس سے وہ آگے نہیں بڑھتے۔ پھر ملائکہ نے کہا ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ طاعت ادا کرنے اور خدمات متعلقہ تدبیر عالم بجا لانے میں ہم صف بستہ حاضر رہتے ہیں

ایسی[1] ہی عامہ تفاسیر تفسیر ابن کثیر۔ فتح البیان وغیرہ میں اس آیۃ کی تفسیر ہوئی ہے۔ اور فتح البیان میں علاوہ تفسیر مذکورہ قرطبی سے یہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ مقاتل کا قول ہے کہ یہ تینوں آیتیں اسوقت نازل ہوئی تھیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے تھے۔ اور جبرئیل وہاں سے ہٹنے لگے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ اسی جگہہ آپ مجھسے جدا ہوتے ہیں۔ انھوں نے جواب میں کہا۔ کہ میری طاقت نہیں۔ کہ میں اسمقام سے آگے بڑھوں۔ جسپر خدا تعالیٰ نے یہ قول جبرئیل نازل فرمایا۔

قال القرطبی قال مقاتل ھذہ الآیات الثلث نزلت ورسول اللہ عند سدرة المنتہی فتاخر جبرئیل فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اھھنا تفارقنی فقال ما استطیع ان اتقدم عن مکانی ھذا فانزل اللہ حکایة عن قول الملائکة وما منا الا له مقام معلوم (فتح البیان ص۵۵ ج ۸)

ان اقوال مفسرین اور ان کے متمسک احادیث و آثار سے صاف ثابت ہے۔ کہ مقام معلوم سے فرشتوں کے مقامات عبادت و درجات قرب و محبت وغیرہ۔ و مراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم مراد ہیں۔ اور انکے قیام وسجود سے انکے اوقات عبادت میں ان مختلف ہیئات کی حکایت ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ آسمان سے

[1] ایسی ہی منشی احسن امروہی نے رسالہ تائید کو پاب کادیانی کے صفحہ میں مقام معلوم کی تفسیر نقل کی ہے۔

زمین پر آتے اور عبادت وغیرہ خدمات بجالاتے ہیں۔ وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ اور ایک جانب سے دوسری جانب کی طرف نقل وحرکت کرتے ہیں۔ نہ یہہ کہ وہ رہنے کی جگہہ قید کیے ہوئے ہیں۔ اور عبادت کی ایک ہیئت میں جکڑے ہوئے ہیں۔

اور فتح البیان کی عبارت میں مقاتل کے قول سے تو یہہ بھی ثابت ہے۔ کہ اگر اُن کے مقام سے ظاہری حسی آنے جانے کا مقام مراد لیا جائے۔ تو بھی اس آیت سے یہہ مراد نہیں۔ کہ وہ اس مقام سے نیچے نہیں اترتے۔ یا دوسری جگہہ نہیں جاتے۔ جیسا کہ کادیانی نے ملحدانہ معنے کیے ہیں) بلکہ اس صورت میں اس آیۃ سے یہہ مراد ہے۔ کہ وہ اس مقام سے بڑہ نہیں سکتے اور اس سے اوپر نہیں جاسکتے۔ اس قول مقاتلؒ نے کادیانی کو قتل کر دیا۔ اور اسکے الحاد کی جڑہ کو کاٹ دیا۔ فالحمد للہ علے ذالک۔

یہہ اسکی نقلی دلائل کا ردو جواب ہے۔ اب اس کے عقلی دلیل کا جواب سنو۔ کادیانی نے جبرئیل کے ذاتی وحقیقی نزول مراد ہونے پر جو عقلی دلیل پیش کی ہے۔ اس دلیل کے مضمون کا اعادہ حسب عادت تطویل وتکرار سُنئے۔ کید نمبر (۱۰) میں بھی کیا۔ اور کید نمبر (۱۲) میں اُسپر کچھ بڑہا دیا۔ اور یہہ کہا ہے۔ کہ جبرئیل کا حقیقی وجود تو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اُسکے بازو اسمانوں کے کنارے تک پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر وہ مکہ ومدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں کیونکر سما گیا۔

اس دلیل کی تقریر سے کادیانی نے اپنا چھپا نیچری ہونا ظاہر کیا۔ اور اچھی طرح یقین دلا دیا ہے۔ کہ وہ اسلام کی ایسی باتوں کو جنکی کُنہ وحقیقت وکیفیت سمجھ میں نہیں آتی (جیسے خدا کی ذات وصفات کا وجود اور ملائکہ کا وجود۔ اسمانوں کا جسمانی وجود۔ دوزخ وبہشت کے جسمانی آلام ونعم شق القمر وغیرہ معجزات۔ قبر کا عذاب۔ جسمانی حشر وحساب وغیرہ) ہرگز نہیں مانتا۔ اور اس قسم کی باتوں کو ماننے کا اُسکا ظاہری اقرار محض منافقانہ ہے۔ جس سے مسلمانوں کو دام میں لانا اسکا مقصود ہے۔ اور اگر ان امور کو وہ حقیقت

مانتا ہے۔ اور معہذا وہ ایسے امور کی کُنہ وکیفیت کا جاننا بھی ضروری سمجھتا ہے
چنانچہ اس کی اس دلیل عقلی سے مستفاد ومفہوم ہوتا ہے۔ تو وہ پہلے امور مذکور کی کُنہ
وکیفیت بتاوے۔ اور نہیں تو صرف چاند کی پھٹ جانے کی (جسکو وہ سرمہ چشم آریہ
میں ثابت کرچکا ہے) کیفیت ظاہر کرے۔ اسکو بھی رہنے دے وہ جبرئیل ہی کے
وجود۔ اور اسکے آسمان پر پہونچنے کے اور اسکے سورج (جسکو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۸۵ میں
جبرئیل کا ہیڈ کوارٹر صدر مقام بتا چکا ہے) کے اندر۔ یا اوپر رہنے کی کیفیت بتاوے۔
تب ہم سے اسکے زمین پر آنے کی کیفیت پوچھے۔ اور اگر وہ کچھ بتا نہ سکے تو اس نیچریانہ
اور ملحدانہ دلیل اور اسکے مندرجہ سوالات کو واپس لے۔ اور یہہ جان لے کہ وجود جبرئیل
اور ایسے ہی اور امور عالم ملکوت جو ہر ایک کے مشاہدہ میں نہیں آتے بلکہ انکو خاصکر انبیاء
واصفیا ہی دیکھتے ہیں۔ متشابہات سے ہیں ایسا ہی جبرئیل کا نزول وصعود ہے۔
ایسے امور کی نسبت کیوں اور کیونکر کا سوال مؤمنوں (یعنے انکو ماننے والوں) کا
کام نہیں۔ ایسے سوالات وہی لوگ کرتے ہیں جو اُن کے وجود سے منکر ہوتے ہیں۔
اسکی تائید میں ہم اسکا سابق کلام سرمہ چشم آریہ پیش کرتے ہیں۔ کادیانی اسکو دیکھکر
تھوڑی دیر کے لیے شرم و انصاف کو پیش نظر رکھکر کہے۔ کہ اس کلام کی شہادت سے نزول
جبرئیل کی نسبت وہ سوالات مذکورہ کرنے سے ان امور کا قطعی منکر بنتا ہے یا نہیں۔
آپ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۲۷ میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا
فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے۔ ہم انکو وہ اپنی خاص
راہیں آپ دکھاوینگے جو مجرد عقل اور قیاس سے سمجھ میں نہیں آسکتیں اور درحقیقت خدا تعالے
نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر منقسم کر دیا ہے۔
(۱) عالم ظاہر جو آنکھوں۔ اور کانوں اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلات خارجی
کے توسل سے محسوس ہو سکتا ہے۔

(۲) عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

(۳) عالم باطن در باطن جو نازک اور لا یدرک و فوق الخیالات عالم ہے۔ جو تھوڑے ہیں جو اس سے خبر رکھتے ہیں۔ وہ عالم غیب محض ہے۔ جس تک پہنچنے کے لیے عقلوں کو طاقت نہیں دی گئی۔ مگر ظن محض۔ اور اس عالم پر کشف اور وحی والہام کے ذریعہ اطلاع ملتی ہے۔ نہ اور کسی ذریعہ سے۔ [ص ۱۲۹] عجائبات اس عالم ثالث کی بے انتہا ہیں اور اُسکے مقابل پر دوسرے عالم ایسے ہیں جیسے آفتاب کے مقابلہ میں ایک دانہ خشخاش۔ اسباب پر زور لگانا کہ اس عالم کے اسرار عقلی طاقت سے بالکل منکشف ہو جائیں۔ یہ ایسا ہے جیسے ایک انسان آنکھوں کو بند کر کے زور لگائے۔ کہ وہ قابل رویت چیزوں کو قوت شامہ سے دیکھ لے بلکہ عجائبات عالم باطن در باطن سے عقل ایسی حیران ہے۔ کہ کچھ دم نہیں مار سکتی۔ کہ یہ کیا بھید ہے۔ روحوں کی پیدائش پر انسان کیوں تعجب کرے۔ اس دنیا میں صاحب کشف پر ایسے ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ انکی کنہ کو سمجھنے میں عقل بکلی عاجز رہجاتی ہے۔ بعض اوقات صاحب کشف صدہا کوسوں کے فاصلہ سے باوجود حائل ہونے بے شمار حجابوں کے ایک چیز کو صاف دیکھ لیتا ہے ۔ ۔ ۔ + + + [ص ۱۳۰] اور سب سے زیادہ تعجب کا یہ مقام ہے۔ کہ بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور قوت کی تاثیر سے ایک دوسرے شخص پر باوجود صدہا کوسوں کی فاصلہ کے باذنہ تعالی عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اُسکا عنصری جسم اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا۔ اور عقل کے رو سے ایک چیز کا دو جگہہ ہونا محال ہے۔ سو وہ محال اس عالم ثالث میں ممکن الوقوع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدہا عجائبات کو عارف بچشم خود دیکھتا ہے۔ اور ان کور باطنو کے انکار سے تعجب پر تعجب کرتا ہے۔ جو اس عالم ثالث کی عجائبات سے قطعاً منکر ہیں ""

کادیانی آپنے اس کلام کو جو اصول اسلام کے مطابق ہے۔ چشم حیا سے دیکھے۔ اور پھر انصاف سے کہے۔ کہ وہ اپنے ان سوالات سے وجود ملائکہ و جبرئیل اور انکے حقیقی نزول و صعود سے

منکر بنتا ہی یا نہیں نہیں تو اسکی کیا وجہ ہے۔ کیا جبرئیل اور اسکا نزول وصعود اور ایسے اور امور ملکوت تیسرے عالم باطن در باطن سے نہیں ہیں۔ بلکہ عالم اول و دوم سے ہیں جو حواس اور عقل میں آسکتے ہیں۔ ایسے ہیں تو وہ انکی کیفیت بیان کرے۔ اور اگر بیان نکر سکے تو انکا تیسرے عالم سے ہونا مان لے۔ اور اسپر اس قسم کے سوالات کرنیوالے کو منکر قرار دے۔

قادیانی یہ بھی خیال کرے۔ کہ خدا تعالیٰ عالم اول کے قبض وبسط پر قادر ہے لکڑی۔ توہے۔ پیتیل وغیرہ سبھی اس قسم کی چیزوں کو گرمی وسردی سے بڑھا وگھٹا دیتا ہے۔ اسی اصول پر چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔ اور پھر اسکے ایک ٹکڑے کا مکہ کے پہاڑ آگے اور ایک کا بیچ ہو جانا۔ اہل اسلام میں مانا جاتا ہے۔ (چنانچہ صحیح مسلم کے صفحہ ۳۷۳ میں موجود ہے) باوجودیکہ چاند زمین سے کئی حصہ بڑا ہے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کو اس بات پر کیوں قادر نہیں مانتا۔ کہ وہ تیسرے عالم کی ایک چیز (وجود جبرئیل) میں یہ قبض وبسط عمل میں لاکر اسکو اس لائق کردے۔ کہ وہ مکہ کے افق شرقی میں سماسکے وہ یکدفعہ اصلی وجود سے جبرئیل کا زمین پر آنا تو اسنے بھی مانا ہے۔ (چنانچہ اسکے کید نمبر (۱۲) میں اسکا ذکر آئے گا۔)۔

* اس احتمال وامکان کا مؤید شیخ الاسلام بلقینی کا وہ قول ہے جو فتح الباری میں شیخ ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ فتح الباری میں پہلے امام الحرمین کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ تمثل جبرئیل بصورت انسان کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ جبرئیل کی اصلی صورت سے اس مقدار کو جو صورت انسان سے زائد ہے۔ فنا کردیتا یا ٹلا دیتا تھا۔ پھر ابن عبد السلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مقدار زائد کو فنا نکرتا تھا۔ کیونکہ روح کی علٰحدگی سے جسم کا مردہ ہونا عقلاً لازم نہیں ہے دیکھو شہیدوں کی ارواح انکے جسموں سے جدا ہو کر سبز جانوروں کے جوف میں جاتی ہیں پھر وہ اجسام مردہ نہیں ہوتی۔ پھر شیخ الاسلام بلقینی سے نقل کیا ہے۔ کہ تمثل ان ہی دو صورتوں میں منحصر نہیں جو امام الحرمین نے بیان کی ہیں ممکن ہے۔ کہ جبرئیل اصلی صورت میں آتے ہوں مگر سکڑ کر انسان کی صورت میں ہو جاتے ہوں۔ پھر جب اس صورت کو ترک کرتے ہوں تو اصلی مقدار پر ہو جاتے ہوں اسکی مثال روئی ہے جب وہ دھنی جاتی ہے تو بڑی صورت معلوم ہوتی ہے اور جب اکٹھی کیجاتی ہے تو چھوٹی ہو جاتی ہے۔ پھر شیخ ابن حجر نے اپنا خیال بیان کیا اور کہا حق

(قال شیخنا شیخ الاسلام ما ذکرہ امام الحرمین لا ینحصر الحال فیہ بل یجوز ان یکون الاتی ہو جبرئیل بشکلہ الاصلی الا انہ انضم فصار علی قدر ہیئۃ الرجل واذا ترک ذلک عاد الی ہیئتہ ومثال ذلک القطن اذا جمع بعد ان کان منتفشا فانہ بالنفش یحصل لہ صورۃ کبیرۃ وذاتہ لم تتغیر)

پھر اس امر کا وقوع کئی دفعہ کیونکر ممکن ہے۔ اور جبکہ حضرت جبرئیل کا بشکل انسان اور خاصکر دحیہ کلبی کی شکل میں متشکل ہو کر آنا ہوتا تھا۔ تو اس صورت میں کادیانی کے اس سوال کی سرے سے ہی گنجایش نہیں اس صورت سے جو اُس نے یہہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ وہ وجود حقیقی نہ تھا۔ ظلی تھا۔ اسکا جواب ازالہ کید وکذب نمبر ۱۲ میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

وحی پہنچانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر جبرئیل علیہ السلام کے چلے نہ جانے پر کادیانی نے جو دلیل ہمقام میں پیش کی ہے۔ وہ عقلی ہے۔ اسکی تائید اسنے کید نمبر ۱۲ میں بزعم خود نقلی ولائل آثار سے بھی کی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۲۴ میں وساوس کے کہا ہے شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوت کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کلمات وحی خفی ہیں۔ اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ نزول جبرئیل قرآن سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبرئیل سے ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد بھی وحی تھا۔

پھر صفحہ ۸۰ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول وفعل قلیل وکثیر صغیر وکبیر کو وحی سمجھتے اور اسپر عمل کرتے۔ کادیانی نے وساوس کے صفحہ ۱۱۱ متن میں اور صفحہ ۱۰ حاشیہ میں آیۃ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی سے بھی اس دلیل نقلی کی تائید میں استدلال کیا ہے۔ اس دلیل کے عقلی حصہ کا رد بضمن ازالہ کید نمبر (۷) صفحہ (۱۰۲) میں گذر چکا ہے۔ کہ آنحضرت کی ذات برکات اور قلب حق طلب بلا واسطہ جبرئیل مہبط وحی خفی تھا۔ لہذا جبرئیل علیہ السلام چلے جانے کے بعد وہ فیض وحی سے محروم نہ رہتے تھے۔ بلکہ شب و روز خواب وبیداری میں وہ مورد فیض وحی رہتے تھے۔ اسیوجہ سے آپکے کلمات طیبات وافعال زاکیات کو وحی سمجھا گیا ہے جبرئیل کے چلے جانے سے آپکو وحی الٰہی سے خالی قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دینا ہے۔ جو بجز کادیانی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پنہانی دشمن ہے۔ اور جیسا مرتد ودوسرے کا کام نہیں ہے۔

اَب اس دلیل کے نقلی حصہ کا ردّ سنو۔ اور خوب توجہ کرو۔ بے شک شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ کلمات کو وحی قرار دیا ہے۔ اور اسپر آیت قرآن ان ھو الا وحی یوحیٰ سے استدلال کیا ہے۔ اور اس اثر حسان سے کہ آنحضرت ؐ پر جبرئیل ؑ سنت کی وحی بھی لایا کرتے تھے تمسک کیا ہے۔ اور ہمارا بھی اسپر یقین و ایمان ہے۔ چنانچہ یہ بات باستدلال آیۃ مذکورہ ہم صفحہ (۸۷) میں کہہ چکے ہیں۔ اور اثر حسان کو ہم اپنے رسالہ نمبر ۷ جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۰۸ میں اس مدعا کی تائید میں معرض استدلال میں لا چکے ہیں۔ مگر وحی کو حضرت جبرئیل سے مخصوص کرنا۔ اور یہ کہنا کہ ہر ایک سنت کی وحی بھی جبرئیل ہی کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ ایک ایسا سفید جھوٹ اور ملحدانہ افترا ہے۔ جسکا اثر و نشان نہ اس آیۃ میں پایا جاتا ہے نہ حسان کے اثر میں نہ شیخ عبدالحق کی کلام میں۔ بلکہ آیۃ مذکور اس قید سے بے قید ہے۔ اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ وحی بلا واسطہ جبرئیل بھی ہوتے تھے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی اس وحی کو مدارج النبوت کے اس مقام میں اور دیگر مقامات و تصنیفات میں وسیع کیا ہے کادیانی نے شیخ عبدالحق صاحب کی کلام نقل کرنے میں سرقہ کیا ہے۔ اور حسان کے اثر میں ہر ایک سنت کا لفظ وارد نہیں۔ کادیانی نے ہر ایک سنت کا لفظ از خود ملا کر حسان پر اور شیخ عبدالحق صاحب پر اس نقل میں افترا کیا ہے۔ اثر حسان میں صرف اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل سنت کی وحی بھی لاتے۔ جیسا قرآن کی لاتے تھے۔ اور کئی جگہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام حدیث کی نسبت فرما دیا ہے۔ کہ یہ حکم مجھے جبرئیل نے بتایا ہے۔ اس اثر میں یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ جو حکم حدیث ہے وہ جبرئیل ہی کے ذریعہ سے وحی کیا گیا ہے۔

اَب ہم شیخ عبدالحق صاحب کا اصل کلام جو آیات احادیث سے استدلال پر مشتمل ہے نقل کرتے ہیں۔

سہ ”تا سیاہ روے شود ہر کہ درو غش باشد۔“

شیخ عبد الحق صاحب جلد دوم مدارج النبوت کے صفحہ ۸۳ میں فرماتے ہیں۔
ومراد بقول وے ومایںطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی قرآن ست واگرہمہ
کلام وحدیث آنحضرت صلعم را مراد دارند کہ وحی خفی ست جز دو سہ موضع کہ آنرا استثنے دارند
کہ قصہ اساری بدر و قصہ ماریہ وعسل وتابیر نخل ازان جملہ ست وبآں تنبیہ واقعہ شدہ
است نیز درست ست وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی میگوید نیست
نطق او صادر از ہوا او نیست نطق او مگر وحی کہ فرستادہ میشود بوے در مواہب لدنیہ میگوید کہ
ایں بہتر ست از اعادہ ضمیر بقرآن زیرا کہ نطق بقرآن وسنت ہر دو وحیست قال اللہ تعالیٰ وانزل علیک
الکتاب والحکمۃ کتاب قرآن وحکمت سنت او زاعی از حسان بن عطیہ آوردہ کہ گفت
نزول میکرد جبرئیل علیہ السلام بر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بسنت چنانکہ نزول مے کرد بروے
بقرآن کہ تعلیم مے کرد او را ازینجا معلوم شد کہ نطق مخصوص بقرآن نیست بلکہ اجتہاد آنحضرت
را نیز وحی حق گفتہ اند۔ اور نیز جناب شیخ عبد الحق صاحب علیہ الرحمۃ مدارج النبوت
کے صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں۔ وصل بدانکہ علماء وحی را مراتب عدیدہ ذکر کردہ اول
رویا صالحہ چنانکہ در حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ کہ اول ما بدئ بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الرویا الصالحۃ وفی روایۃ الخ وکان لا یری رؤیا
الا جاءت مثل فلق الصبح۔ ودر کتب واقعہ شدہ کہ آں در شش ماہ بود ودر نبوت
ایں مدت سخن ست واللہ اعلم۔ ثانی آنچناں بود کہ القا میکرد جبرئیل در قلب شریف
نبوی علیہ السلام بے آنکہ بہ بیند او را چنانکہ فرمود کہ روح القدس دمید در دل من کہ ہرگز نمیرد ہیچ
نفس تا بکمال وتمام نگیرد رزق خود را او استیفا نکند آنرا السحدیث روایت کردہ ہست ایں حدیث
را حاکم وتصحیح کردہ آنرا۔ ثالث آنکہ تمثل مے کرد جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بصورت
مردے وخطاب مے کرد او را تا یاد میگرفت بآنچہ مے فرمود۔ واکثر در صورت دحیہ کلبی رضی اللہ
عنہ مے آمد کہ صحابی بود از قبیلہ بنی کلب خوش روی در غایت حسن وجمال۔ گویند کہ چوں

دحیہ بتجارت مے برآمد زنان محمل نشین نظارہ مے کردند اورا۔ و در تحقیق (صفحہ ۸۵) تمثل جبرئیل
علیہ السلام بصورت دحیہ کلام ست۔ اہل نظر اشکال مے آرند کہ چوں تمثل مے کرد جبرئیل
در صورت دحیہ روح جبرئیل کجا مے بود اگر در جسد شریف مے بود کہ مر انرا ششصد جناح ست
کہ اصل صورت است پس آنچہ مے آمد نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح جبرئیل نبود و نہ جسد او
و اگر درین جسد مے بود کہ صورت دحیہ ست و از جسد اصلی مفارقت کردہ درین جسد مے آید۔
پس آیا مے مرد۔ جبرئیل بانتقال روح از جسد یا خالی میماند آں جسد از روح منتقلہ و بے روح
نیز نیست۔ و در مواہب لدنیہ از عینی کہ شارح بخاری ست حنفی المذہب گفت و در نیست
کہ نباشد انتقال روح موجب موت پس باقی ماند جسد و نقصان نہ پذیرد از مفارقت
وے چیزے۔ و انتقال روح بجسد ثانی ہمچو انتقال روح شہدا باشد باجواف طیور و موت
اجساد بمفارقت ارواح امرے واجب نیست عقلاً بلکہ بعادتے ست کہ جاری گردانیدہ ست
حق تعالیٰ در بنی آدم و لازم نیست کہ در غیر بنی آدم ہمچنین باشد۔ بلکہ در بنی آدم نیز جائزست عقلاً
و داخل ست در قدرت حق سبحانہ تعالیٰ این کلام ظاہری ست کہ بعض علماء گفتہ اند۔ و نزد
اہل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیہ آنست کہ صورت علمیہ از دحیہ در ذہن جبرئیل بسبب قدرت
کاملہ و ارادت شاملہ کہ دارد افاضہ وجود خود بران صورت علمیہ بصفاتے کہ مراورست نمودہ
خود را بصورت دحیہ نمودہ و درین صورت علمیہ متلبس بآن صفات موجود گردانید و جبرئیل در مقام
خود ثابت و کائن ست۔ بذات و صفات ملکی کہ دارد و دحیہ در جائے خود ست بصورت
کہ داشت۔ این صورت متمثل نہ عین جبرئیل ست زیرا کہ جبرئیل حقیقتی دیگر دارد۔ و صورتے
دیگر و نہ غیر اوست زیرا کہ ہماں ذات و صفات جبرئیل ست کہ بایں صورت برآمدہ و متمثل گشتہ
چنانکہ اہل توحید در ظہور حق سبحانہ و تمثل وے بصورت عالم مے گویند و بہمیں طریق تمثل
روحانیات بصورت جسمانیات و تمثل حق بصورت بشر و تمثل بعض کمل اولیاء بصورت متعددہ
فاعلم و گاہے در غیر صورت دحیہ نیز مے آمد چنانکہ در حدیث جبرئیل در بیان اسلام و ایمان

واحسان آمدہ۔ **رابع** آنکہ مے آمد مثل **سلسلۃ الجرس** یعنے آواز درای کہ مفہوم نمیشود ازاں کلمات ومعانی مرغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راو بود این قسم سخت ترین انواع وحی ++ **خامس آنچناں** بود کہ مے دید گاہے فرشتہ را بصورت اصلی کہ مرا ورا ششصد بازو بود و وحی میرسانید آنچہ خدا مے خواست۔ چنانچہ در سورۃ النجم مذکورست وگفتہ اند کہ ایں دوبار بود واللہ اعلم۔ **سادس** آنکہ وحی کرد اللہ تعالیٰ بروے درحالیکہ فوق سموات بود ووحی کردہ شد بروے صلوات خمس۔ **سابع** کلام کردن حضرت رب العزت جل جلالہ بوساطت ملک چنانکہ تکلم کرد موسے علیہ السلام را۔ **ثامن** کلام کردن حق سبحانہ باوے آشکارا بے حجاب وظاہر آنست کہ وحی فوق سموات ازیں قبیل ست وصاحب مواہب گفتہ کہ ایں بر مذہب کسی ست کہ گوید دید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار خود را در شب معراج وایں مسئلہ اختلافیہ ہست۔

شیخ عبد الحق صاحب کی اس **کلام کو دیکھکر ناظرین** منصفین عموماً اور کادیانی کے دام میں وہو کہ میں پہنسنے والے خصوصاً داد وانصاف دیں اور کہیں کہ کادیانی وحی کو جبرئیل امین سے مخصوص کرنے میں اور شیخ عبد الحق اور حسان بن عطیہ سے اس بات کو نقل کرنے میں۔ کہ ہر ایک سنت کا نزول بہی جبرئیل ہی سے ہے۔ الحاد وسفید جہوٹ کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں۔ اور اس جہوٹ سے کیسکا منہ کالا ہوتا ہے۔ کادیانی نے شیخ کی کلام صفحہ ۴۴ کا ماحصل نقل کرنے میں شیخ پر ایک اور افترا کیا۔ اور سفید جہوٹ بولا ہے۔ جسکا بیان اسکے کید نمبر (۱۱) کے جواب میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب شیخ عبد الحق صاحب کی تائید میں اور محدثین کرام وعلماء عظام کا کلام نقل کرتے ہیں کیونکہ شاید شیخ کا پورا کلام مذکور شائع ہونے پر کادیانی شیخ صاحب سے بہی منکر ہوجاوے اور اس مضمون میں انکو متفرد کہے۔

صحیح بخاری کے صفحہ ۲ میں حدیث ہے۔ کہ حارث بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس وحی کیونکر آتی ہے۔ آپنے فرمایا۔

ان الحارث بن ہشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ کیف یاتیک الوحی

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وهو اشده علی فیفصم عنی وقد وعیت عنه ما قال واحیانا یتمثل لی الملك رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول (صحیح بخاری ص ۲)

کبھی تو گھنٹی کی آواز ہے۔ یہہ وحی مجھ پر بہت سخت گراں ہوتی ہے۔ جب یہ وحی ہو چکتی ہے۔ تو مجھے یاد ہو جاتا ہے جو کہا تھا۔ کبھی فرشتہ آدمی بنکر میرے سامنے متشکل ہو جاتا ہے۔ وہ مجھ سے کلام کرتا ہے تو مجھے یاد ہو جاتا ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں کہا ہے۔ بظاہر حدیث کے

واورد علی ما اقتضاه ظاهر الحدیث وهو ان الوحی منحصر فی الحالتین حالات اخری اما من صفة الوحی کمجیئه کدوی النحل۔ والنفث فی الروع۔ والالهام۔ والرؤیا الصالحة۔ والتکلیم لیلة الاسراء بلا واسطة۔ واما من صفة حامل الوحی کمجیئه فی صورته التی خلق علیها له ستمائة جناح ورؤیته علی کرسی بین السماء والارض وقد سد الافق۔ والجواب منع الحصر فی الحالتین المتقدم ذکرهما وحملهما علی الغالب الخ (فتح الباری ص ۱۳ ج ۱) واقسام الوحی الرؤیا الصالحة۔ ونزول اسرافیل اول البعثة کما فی الطرق الصحاح۔ واجتهاده علیه السلام فانه صواب۔

مفہوم حصر پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ وحی ان دو صورتوں میں منحصر نہیں۔ اور صورتوں سے بھی ہوتی ہے کبھی مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز سے کبھی قلب نبوی میں ایک بات کو پھونک دینے سے۔ کبھی الہام سے۔ کبھی سچے خواب سے۔ کبھی بلا واسطہ غیر خدا تعالیٰ کو خود کلام کرنے سے جیسا کہ معراج میں ہوا تھا وغیرہ وغیرہ اسکا جواب یہ ہے۔ اس حدیث میں حصر کا مراد ہونا غیر مسلم ہے۔ اسمیں صرف غالب صورتوں کا بیان ہوا ہے۔ ایسا ہی قسطلانی نے شرح بخاری میں کہا ہے۔ اور اسمیں ان تین اقسام کو بھی بڑھایا ہے۔

(۱) اسرافیل کا نزول جو بعثت سے پہلے ہوا تھا

(۲) آپکا اجتہاد جو قطعاً درست ہوتا تھا۔

قطعًا و مجئی ملک الجبال میلغا من اللہ (قسطلانی مختصر ص ۵ ج ۱)	ملک الجبال کا آنا اور یہ پیغام لانا۔ کہ آپ فرمائیں تو میں آپکے منکروں کو پہاڑ کے

نیچے کچل دوں (چنانچہ صفحہ (۱۰۳) میں منقول ہوا ہے۔)

اس وحی و الہام کے وسیع ہونے اور جبرئیل سے مخصوص نہونے پر ایک طرفہ شہادت کادیانی پر الزام قائم کرنے والی حجت (جس سے ناظرین کے رونگٹے کھڑے ہونگے) یہہ ہے۔ کہ کادیانی نے خود اس وحی کو وسیع کیا ہے۔ اور بلا واسطہ فرشتے خدا کی طرف سے اپنا صاحب وحی ہونا۔ اور خاص خدا کی کلام کا مخاطب ہونا تجویز کیا ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں فرشتے کے وسیلہ سے وحی و الہام کو جداگانہ قسم بنایا ہے۔ چنانچہ حصہ چہارم براہین کے صفحہ ۲۲۱ سے ۲۲۲ تک لفظ وحی و الہام کا ہم معنے ہونا ثابت کرکے صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ صورت اول الہام۔ الہام کے منجملہ انکی صورتوں کی جن پر خدا تعالے نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ یہہ ہے کہ جب خدا تعالے امر غیبی کو بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو کبھی نرمی سے کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور وہ اس پر شدت اور عنیف صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں۔ جیسے گڑی یعنی اولے۔ صفحہ ۲۲۴ اس قسم کے الہام بھی یعنی جو سخت و گراں صورت کے الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ بعض اوقات مجھ کو ہوتے رہے ہیں۔ (پھر اسکی ایک مثال بہ کلمہ بیان کیا۔ کہ بالفعل نہیں !! (یعنی ابھی لوگ چندہ سے تیری مدد کی طرف متوجہ نہونگے) دوسرے قسم کے الہام سے یعنے وہ جسمیں کچھ ملائمت سے کلمات زبان پر جاری ہوتے ہیں یہ الہام خداوند کریم نے مجھے کیا (جسمیں چندہ آنے کی بشارت تھی)۔ صفحہ ۲۳۶ صورت دوم الہام یہ کہ اللہ تعالے بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے۔ تو ایک دفعہ بیہوشی اور غنودگی اسپر طاری کر دیتا ہے۔ جس سے وہ بالکل اپنے تئیں بھول جاتا ہے۔ اس حالت سے وہ باہر آتا ہے تو اپنے اندر ہی کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑے۔ جب وہ

گونج فرو ہوجاتی ہے۔ تو اُسکو اپنے اندر ایک کلام موزون اور لطیف محسوس ہوجاتی ہے
اِس حالت کو خداتعالے اپنے بندہ پر وارد کرکے اسکی ہر ایک دعا کا اسکو جواب دیتا ہے۔
اسکی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں (پھر اپنے اس قسم کے الہامات کو بیان کیا۔ اور دل
کھولکر خدا پر افترا کیا۔ اور عربی عبارت میں ایسے الہامات از خود گھڑے۔ اور خدا تعالیٰ کیطرف سے
بتائے۔ جبکا ایک کلمہ اسپر صادق نہیں آتا۔ بلکہ انکا عکس صادق ہے)۔ صورت سوم صفحہ ۲۴۷
الہام کی یہہ ہے۔ کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القا ہوتا ہے۔ +++ اور یہیں
محسوس ہوتا ہے۔ کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دلمیں پھونک دیا۔ اور نہان متنبہ ہوجاتا
ہے۔ کہ خدا کی طرف سے یہ القا ہے۔ اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بارہا ہوا ہے۔ صورت صفحہ ۲۴۸
چہارم الہام کی یہہ ہے۔ کہ رویا صادقہ میں کوئی امر خدا کی طرف سے منکشف ہوجاتا ہے یا کبھی
کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہوکر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔ (پھر اسکی تمثیل میں اپنی
خوابیں بیان کی ہیں)۔ صورت پنجم صفحہ ۲۵۰ الہام کی وہ ہے جبکا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں
بلکہ خارج سے ایک آواز آتی ہے۔ انسان یہہ آواز سُنکر سمجھ جاتا ہے۔ کہ کسی فرشتے نے آواز
دی ہے۔ مگر صورت دوم کی طرح اسمیں مکرر دعاؤں پر آواز کا سُنا جانا مشہود نہیں ہوا
(یعنے کادیانی نے نہیں دیکھا) بلکہ ایک ہی دفعہ کوئی فرشتہ ناگہاں آواز کرتا ہے۔ برخلاف صورت
دوم۔ کہ اُسمیں اکثر کامل دعاؤں پر حضرت احدیت کی طرف سے جواب صادر ہونا مشہود ہوا
ہے (یعنی کادیانی نے سنا اور دیکھا ہے)۔ اور خواہ سو مرتبہ دعا اور سوال کرنے کا اتفاق ہو
اسکا جواب سو مرتبہ ہی حضرت فیاض مطلق کی طرف سے صادر ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ متواتر تجربہ
خود اس خاکسار کا اسبات کا شاہد ہے" (اے کذاب دجال اگر تجھے خداتعلے کی بارگاہ میں
ایسا دخل ہے۔ تو خداتعالیٰ سے ان سوالات ومرادات کا جواب کیوں نہیں حاصل کرتا۔ جو
تجھسو لوگ پوچھتے ہیں اور طلب کرتے ہیں اور نہیں تو ان مرادات کا ہونا ہی پوچھ کر
بتا دیتا اور سالہا سال لوگوں کو خراب ہونے اور منتظر جواب رہنے سے بچاتا۔ خصوصاً

ان لوگوں کو جنسے دعاؤں کے عوض میں روپیہ کہا کر حرام کر چکاہے۔ جنکا ذکر صفحہ ۱۳۰ پرچہ ۱ میں گذر چکا ہے)
ان صورتوں میں سے کادیانی نے صرف صورت پنجم کے الہام کو فرشتہ سے مخصوص کیا ہے۔
اور صورت چہارم کو خداتعالی اور فرشتے دونوں میں مشترک ٹھرایا ہے۔ اور پہلی تینو صورتوں
کے الہام کو خاص خداتعالے کی طرف سے قرار دیا ہے۔ اور صورت دوم میں تو فرشتہ کو خدا کے
مقابلہ میں ذکر کرکے اسکو بے دخل کیا ہے۔ جس ہر کس و ناکس کو بشرطیکہ اسکی آنکھ پر کادیانی کا
محبت اور کورانہ تقلید کا پردہ نہ پڑ گیا ہو۔ یقین ہو سکتا ہے۔ کہ کادیانی نے اپنے وحی الہام کو
جبرئیل یا کسی اور فرشتے کی وساطت سے مُقید و مخصوص نہیں کیا۔ اور اپنے آپکو وحی والہام
میں فرشتے کا محتاج نہیں ٹھرایا۔ بلکہ اپنے وحی کو وسیع کیا ہے۔ جبرئیل کو ایک طرف رکھ کر خود
خداتعالی سے مخاطب ہونیکا دعوے کیا ہے۔ پھر جو اُسنے جناب عالی جناب ختمی مآب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ جبرئیل وحی الٰہی سے مشرف نہونے اور فیض وحی سے بکلی محروم
رہنے کا دعوی کیا ہے۔ یہ آنحضرت کے مقابلہ میں کادیانی کی اپنی تعظیم و فوقیت اور آنحضرت
کے پرلے درجہ توہین و مذمت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور کون ایسا مسلمان ہے جسکے بدن پر یہہ بات
سنکر رونگٹے کھڑے نہونگے اور اس سے ان مسلمانوں کے ایمان جوش میں نہ آئینگے؟۔
کادیانی نے یہہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے۔ تو بعض علماء پنجاب نے
اسپر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہہ سمجھ گئے کہ یہہ شخص اپنے لیے نبوت کا مدعی ہے۔ مگر چونکہ
بیان وحی اقسام کے ضمن میں بصفحہ ۲۴۲ وغیرہ اسنے یہہ ظاہر کیا تھا۔ کہ مرتبہ حقیقی طور پر آن
حضرت ہی کا ہے۔ اور وہ ظلی طور پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنے امتی ہونے کی وجہ سے
ان برکات کا محل ہے۔ لہذا خاکسار نے اسپر حسن ظنی کرکے اسکو تکفیر سے بچایا۔ اور دھوکا کھایا
اور اسکی حمایت میں ریویو براہین احمدیہ لکھا۔ مجھے اسوقت تک اسکے خبث باطن کا (بحکم
ع کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم) علم نہوا تھا۔ اور کیونکر ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے منہ سے
اس نجاست کو جو آب نکال رہا ہے نہ نکالتا۔ مجھے اسکا یہہ حال و خیال اسوقت معلوم

ہوتا تو میں سب سے پہلے اسپر کفر کا فتوی لگاتا۔ اب جو اسکے لفظ لفظ سے وہ کفر ٹپک رہا ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وحی کے بیان و تفصیل سے اپنی تعظیم و تفصیل اور آنحضرت
کی توہین و تذلیل کا (معاذ اللہ) ارادہ رکھتا تھا۔ اور اپنی عظمت آنحضرت صلعم سے بڑھکر اپنے
ان اتباع کے دلمیں جو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ہیں۔ جمانا چاہتا تھا۔ اب جو
انکے دلونمیں اسکی ایسی عظمت جم گئی ہے۔ اور انکی طرف سے اسکی روٹی مقرر ہو گئی ہے۔ لہذا
اب وہ ان جاہلوں و نافہموں کے منحرف ہونے سے بے فکر ہو کر برملا اپنی تعظیم اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی توہین پر مستعد ہو گیا ہے اور اب وہ بے دھڑک یہہ دعوی کر رہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا وہ رتبہ و مقام نہیں تھا۔ جو میرا رتبہ و مقام ہے۔ اور یہ صاف کہہ رہا ہے۔ کہ وہ تو جب چاہے
بلاواسطہ جبرئیل خدا کے پاس چلا جائے یا اسکو اپنے پاس بلالے وہ سو بار خدا سے بلاواسطہ کلام
کرتا ہے۔ تو خدا اوسکو بلاواسطہ جواب دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رتبہ و حوصلہ نہیں
ہے۔ کہ وہ ایک آن بھی بلاواسطہ جبرئیل خدا تعالے سے ہم کلام ہوں۔ اور کسی ایک بات کا
جواب اس سے لے سکیں۔ اب اسکا قال بعینہ ان چوہڑوں (ہلالخوروں) کا سا ہے۔ جو اسکے
دوسرے بھائی مرزا امام الدین کے چیلے ہیں اور وہ اپنے پرانے پیغمبر لال بیگ کی نسبت یہ اعتقاد
رکھتے ہیں۔ کہ حکو (حق) تالا (تعالے) اور لال بیگ دونو کوڈ مار کر (یعنے بالمقابلہ دو زانو ہو کر)
بیٹھتے ہیں۔ اور اسکا حال بکمال انانیت سے شعر پڑھ رہا ہے۔

شعر
پنجہ با پنجۂ خدا دارم — من چہ پروائے رسل[1] و دارم

اور بتقلید اپنے پیرو مرشد یہ اشعار ورد جنان کر رہا ہے۔

زجبرئیل امین قرآن نہ پیغامے نے خواہم — ہمہ گفتار معشوقیت قرآنے کہ من دارم
فلک یک مطلع خورشید دارد باہمہ شوکت — ہزاراں ہمچنیں دارد گریبانے کہ من دارم

---

[1] یعنے جبرئیل علیہ السلام و دیگر ملائکہ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے کیا پروا
ہے۔ میں تو خود خدا سے ہاتھ جا ملاتا ہوں۔

* خطبہ وساوس میں اللہ نے خدا کو بلایا ہے صفحہ ۴۴ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔ اور صفحہ ۵ وساوس کادیانی۔

زیر ہاں تا بایان سنگ ہا دارد زِہ واعظ ندارد ہیچ واعظ ہمچو برہانے کرمن دارم *

اس اعتقاد وخیال سے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معلومات کی نسبت اپنے معلومات کو بڑھکر جانتا ہے۔ اور برملا کہتا ہے۔ کہ پیشگوئیوں کے اسرار جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معلوم نہ تھے مجھے معلوم ہیں۔ صفحہ (۳۰۱) رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۴ ملاحظہ ہو۔ کادیانی کے اس دعوائے فضیلت ذات خود۔ اور توہین حضرت رسالت پر اسکو کافر و مرتد کہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اور اسکی اس قسم کی باتیں کو سُنکر۔ اور جانکر جو اسکو کافر نہ سمجھے۔ وہ خود مسلمان نہیں رہتا۔ آیندہ ہر ایک کو اختیار ہے۔ مسلمان بنا رہے یا کادیانی ہو جائے۔ مگر آیۃ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا۔ کو پیش نظر رکھے۔ متن کید نمبر ہفتم اور اسکے حواشی کا ازالہ۔ اور مسلمانوں کا اس سے اعاذہ جو صفحہ (۸۵) سے شروع ہوا تھا۔ خدا کے فضل و توفیق سے ایسا پورا ہوا ہے۔ کہ اب اسکے آیندہ مکائد کے رد و ازالہ کی حاجت نہیں رہی۔ تاہم کادیانی کے کذب و کفر کی مزید توضیح اور اس کفر و کذب کے سبب اسکی تفضیح کی غرض سے اس نمبر میں۔ اور چند مکائد کی قلعی کھولی جاتی ہے باللہ التوفیق۔

نمبر ہشتم کفر و کید و کذب و بہتان کادیانی

وساوس کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک کادیانی نے خاکسار۔ اور ہمارے شیخ الکل پر یہ افترا کیا۔ اور بہتان باندھا ہے۔ کہ یہ دو تو اس بات کے قائل نہیں۔ کہ ہر ایک انسان کو دو قرین نیک و بد (فرشتہ اور شیطان) دیئے گئے ہیں بلکہ انکا قول یہ ہے۔ کہ صرف ایک ہی

سطر ۔ لیجئے براہین احمدیہ کے دلائل اور اس ایمان میں جو اسلام کے واعظ رکھتے ہیں بہت سے حجاب ہیں۔ یہ دلائل اُس ایمان کیطرف ہرگز جانے نہ دینگے کیونکہ جو ایمان براہین احمدیہ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ کسی واعظ اسلام کے پاس نہیں ہے۔ وہ معلم الملکوت کے پاس سے ملتا ہے۔

سطر جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے ہمنے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے۔

قرین بد (شیطان) دیا گیا ہے۔ جو ہر وقت ایمان کی بیخ کنی کرتا ہے۔ یہ اعتقاد (صفحہ ۹۱) انکا کھلے طور پر نہیں ملکہ اُن کے اس اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل اور ملکوت الموت اور دوسرے فرشتے آسمان سے اصلی وجود کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر آسمان پر چلے جاتے ہیں ایک طرف (صفحہ ۹۳) تو یہ لوگ بموجب آیۃ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مقام معلوم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت جبرئیل اور ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے۔ جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اُتر سکتے ہیں۔ نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ اور پھر باوجود اسکے انکا زمین پر آنا بھی (صفحہ ۹۴) اپنے اصلی وجود کے ساتھ ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کو یہ بلا لازم پڑی ہوئی ہے۔ کہ صرف شیطان ہی دائمی مصاحب انسان کا ہے "

اس کا ازالہ اور مسلمانوں کا اعاذہ

کس کافر کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر ایک انسان کا ایک ہی قرین بد (شیطان) مصاحب رہتا ہے۔ اور کس کافر نے اس آیۃ قرآن کا یہ مطلب سمجھا ہے۔ کہ فرشتے آسمان میں اپنے اپنے رہنے کی جگہ جکڑ کر قید کیے گئے ہوئے ہیں۔ جس سے فرشتوں کی انسان سے دائمی مفارقت لازم آتی ہے۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو۔ اسپر ہزار لعنت۔ کادیانی اس اعتقاد کو ہماری طرف منسوب کرنے میں سچا ہے۔ تو وہ جھوٹے پہ ہزار لعنت کرے۔

مسلمان تو ان اعتقادات کو۔ کہ خدا کے مخلص بندوں انبیاء واصفیا پر شیطان کا تسلط رہتا ہے۔ اور خدا کے فرشتے نبیوں اور نیک بندوں کے پاس نہیں آتے۔ اور نہیں رہتے کفر سمجھتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب۔ جنمیں یہ خاکسار۔ اور حضرت شیخ الکل بھی داخل ہیں۔ یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ملائکہ قرین۔ اور کراماً کاتبین۔ اور حفظہ تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ اور حاملان وحی وغیرہ خدمات کے فرشتے اپنی اپنی خدمات کے

وقت آتے اور پھر چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ صلا۱۰ وصلا۱۰ وغیرہ میں ان اعتقادات کی بخوبی تفصیل ہو چکی ہے۔ اور اس آیۃ کا مطلب جو اہل اسلام میں مسلّم چلا آتا ہے وہ بھی مفصل بتایا گیا ہے۔ اب ناظرین ان صفحات کی طرف مراجعت فرماکر داد انصاف دیں اور کہیں کہ کادیانی نے بایں دعوئے روحانیت وتقدس اپنے عقیدہ کفریّہ کو ہماری طرف منسوب کرنے میں افترا وبہتان وکذب سے کام لیا۔ یا کچھ اور کیا۔

نمبر مجموعہ اکاذیب ومغالطات کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۹۷ سے ۱۰۲ تک چند اکاذیب ومغالطات درج کیے ہیں۔ صفحہ ۹۷ میں کہا ہے۔ منجملہ ان آیات کے (یعنی جن سے ثابت ہے۔ کہ روح القدس ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے) ایک یہ آیت ہے [1] یایّھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورًا۔ اور کہا کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے۔ پھر صفحہ ۹۸ میں کہا ہے ایک دوسرے مقام میں فرمایا ہے۔ [2] ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ پھر صفحہ ۹۹ میں کہا ہے۔ ایک دوسرے مقام میں فرمایا ہے۔ [3] اومن کان میتًا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس۔ پھر کہا۔ یہاں بھی نور اور حیات سے روح القدس مراد ہے۔ پھر صفحہ ۱۰۰ میں کہا ہے۔ اور منجملہ ان آیات کے یہ آیۃ ہے [4] اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ پھر صفحہ ۲۰۲ میں کہا ہے۔ اس آیۃ کی تائید احادیث

سلہ ایمان والو۔ اگر تم خدا سے ڈروگے تو وہ تمکو امتیاز عطا کریگا۔ اور وہ تمہارے لیے روشنی کردیگا۔ یہ دونوں مضمون کسی ایک آیہ میں نہیں ہے۔ امتیاز کا ذکر ایک آیہ میں ہے اور روشنی کا ذکر دوسری آیۃ میں ہے۔ کادیانی نے دونو کو جمع کر کے ایک جعلی آیۃ بنالی ہے۔ سلہ۲ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ اور پھر وہ اسپر سیدھے ہو کر چلے انپر فرشتے نازل ہونگے۔ یہ کہکر کہ تم نہ ڈرو اور غم نکرو۔ اور بہشت کی خوشخبری لو جسکا وعدہ دیئے گئے ہو۔

سلہ۳۔ کیا جو شخص مردہ تھا۔ پس ہمنے اسکو زندہ کیا اور اسکے لیے روشنی کردی جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔

سلہ۴۔ ان لوگوں کے دلمیں خدا نے ایمان لکھدیا اور روح سے انکی مدد کی۔

ہیں بہت کچھ ذکر ہے۔ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ حسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں مشرکین مکہ کی ہجو کرتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے حق میں فرمایا اللھم[1] ایدہ بروح القدس اور اسکو فرمایا ھاجھم[2] وجبرئیل معک۔

اس کید سے مسلمانوں کا اعاذہ اور اسکا ازالہ

آیات متمسکہ کادیانی سے پہلی آیۃ تو بایں الفاظ وترتیب محمدی وعربی قرآن میں (جو کہ ۱۳۰۰ برس پہلے آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا) موجود نہیں ہے۔ ہاں کادیانی قرآن میں (جو برطبق اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ کادیانی پر نازل ہوا ہے) ہو تو تعجب نہیں۔ **تیسری آیۃ** میں جو لفظ نور وارد ہے یہ لفظ اور بہت سی آیات قرآن میں وارد ہے اس لفظ نور کی نسبت کادیانی کا جو دعویٰ ہے۔ کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے۔ ایک سفید جھوٹ ہے۔ **قرآن** میں بہت سے مواضع ایسے ہیں جنمیں اس لفظ سے حضرت جبرئیل یا روح القدس مراد نہیں ہے۔ بلکہ اور معانی مراد ہیں۔ کہیں جگہ خود قرآن مجید کو نور کہا گیا ہے۔ بعض جگہہ تورات کو نور کہا گیا ہے۔ بعض جگہہ ہدایت اور نور ایمان کو نور کہا گیا ہے۔ از انجملہ ایک مقام کادیانی کی متمسکہ آیات سے تیسری آیہ میں ہے۔ بعض جگہہ چاند کو نور کہا گیا ہے۔ ایک جگہہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو نور کہا۔ بعض جگہہ قیامت کے دن مؤمنوں کے آگے۔ اور داہنی طرف کی روشنی کو نور کہا گیا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس بعض معانی اور ہیں۔

وانزلنا الیکم نورًا مبینًا (نساء ع۲۴)
قل من انزل الکتٰب الذی جاء بہ موسیٰ نورًا (انعام ع ۱۱) او من کان میتا فاحییناہ وجعلناہ نورًا یمشی بہ فی الناس (انعام ع۱۵)
ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورًا نھدی بہ من نشاء (شوریٰ ع۵) وجعل القمر فیھن نورًا (نوح ع۱)
ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورًا (یونس ع۱) اللہ نور السموات والارض (النور ع۵)

[1] اے خدا تو اسکو روح القدس سے مدد دے۔ [2] اے حسان تو انکی ہجو کر جبرئیل تیرے ساتھ ہے۔

یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم (الحدید ع ۲) (والتحریم ع ۲)

اِن مواضع میں لفظ نور سے اور معانی کا مراد ہونا بشہادت نص قرانی ثابت ہے۔

پھر کادیانی کا یہ دعویٰ کہ قرآن میں نور سے روح القدس یا جبرئیل ہی مراد ہے سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

تیسری آیۃ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیۃ میں حیات اور

مثل بہ من ھداہ وانقذہ من الضلال وجعل لہ نور الحجج والآیات لیتامل بھا فی الاشیاء فیمیز الحق والباطل والمحق والمبطل (بیضاوی ص ۲۶۰)

موت اور نور سے اس شخص کو تشبیہ دی ہے جس کو گمراہی سے چھوڑایا۔ اور اس کو دلائل اور آیات کا نور عطا فرمایا جس سے وہ حق اور باطل اور حقانی اور بطلانی اشخاص میں تمیز کرسکتا ہو۔ **دوسری آیۃ** متمسکہ کادیانی میں جن ملائکہ کا ذکر ہے ان سے جبرئیل کو مراد سمجھنا کادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے۔ کہ ملائکہ ہمنشین اور حفظ سے ایک ہی شخص جبرئیل مراد ہے۔ جسکا الحاد ہونا صفحہ (۸۸) میں ثابت کیا گیا ہے۔

اہل اسلام کے نزدیک تو اِن ملائکہ سے وہی قرین نیک مراد ہیں جو ہر ایک انسان کی ساتھ شیطان کے مقابلہ میں رہتے ہیں اور وہ انسان کے دلمیں القاء حق کرتے ہیں۔

بیضاوی نے اس آیۃ کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ وہ فرشتے کہیں گے ہم تمکو

نلھمکم الحق ونحملکم علی الخیر بدل ما کانت الشیاطین تفعل بالکفرۃ (بیضاوی ص ۲۶۷)

الہام حق کرتے رہے اور اس کی رغبت دلاتے رہے جیسے شیاطین کافروں کو برائی کا الہام کرتے رہے۔

اِن ملائکہ سے جبرئیل علیہ السلام مراد نہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔ کہ اس آیۃ میں لفظ ملائکہ جمع کے صیغہ سے وارد ہے۔ جو جماعت اہل ایمان واہل استقامت کے مقابلہ پر بولا گیا ہے۔ جس سے واحد سے واحد کا مقابلہ مراد ہے۔ یعنی ایک ایک مؤمن اہل استقامت کے خطاب میں موت یا قبر سے نکلنے کے وقت ایک ایک فرشتہ وہ بات کہیگا۔

اور اگر اس سے ایک ہی فرشتہ جبرئیل مراد ہوتا تو وہ لفظ بصیغہ جمع نہ لایا جاتا کیونکہ جبرئیل ایک شخص ہے نہ کئی اشخاص۔

چوتھی آیۃ متمسکہ کادیانی میں جو لفظ روح القدس وارد ہے اس سے خاصکر حضرت جبرئیل مراد لینا کادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے۔ کہ جبرئیل ہر ایک مسلمان بلکہ کافر و فاسق کے ساتھ ہر دم رہتا ہے جسکا الحاد ہونا صفحہ (۹۸ و ۹۹) میں ثابت ہو چکا ہے۔

قرآن میں لفظ روح ایسے معنے میں بھی بولا گیا جس سے حضرت جبرئیل مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ روح کے اور معنے مبدء حیات و قران نور قلب وغیرہ مراد ہیں۔ اور بعض جگہ گو جبرئیل یا فرشتے کے معنے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ معنے متعین نہیں تا کہ وہ کادیانی کی دعوی عام پر دلیل ہو سکے کئی آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نے

(۱) و نفخت فیہ من روحی (الحجر ع ۳) اس میں روح پھونک دی یعنے اسکو زندہ کیا

(۲) فنفخنا فیہ من روحنا (الانبیاء ع ۶) ایسا ہی حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت آیا ہے۔

(۳) ینزل الملائکۃ۔ بالروح من امرہ علے من یشاء من عبادہ۔ (النحل ع ۱) ایک آیۃ میں ارشاد ہے۔ خدا تعالے فرشتوں کو وحی (یا قرآن) کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہتا ہے بھیجتا ہے

(۴) یلقی الروح من امرہ علے من یشاء من عبادہ۔ (المؤمن ع ۱۲) ایک آیۃ میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ خدا تعالے روح یعنے وحی کا القا و الہام جسپر اپنے بندوں سے چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۵) وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا (شوری ع ۵)

اور ایک آیۃ میں ارشاد ہے۔ ایسا ہی ہمنے تیری طرف روح یعنے قرآن کو وحی کیا۔ تجھے خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے ہمنے اسکو نور بنا دیا۔

کادیانی کی متمسکہ آیات سے چوتھی آیۃ کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے۔ اس روح کی

روح منه ای من عند الله وھو نور القلب والقرآن او النصر علی العدو وقیل الضمیر للایمان فانه سبب لحیوة القلب (بیضاوی صفحه ۳۵۶ ج ۲)

مراد وہ روح ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یعنی نور قلب یا قرآن یا دشمنوں پر خدا کی مدد۔ بعض نے کہا ہے مِنْهُ کی ضمیر ایمان کی طرف ہے کیونکہ وہی ایمان دل کی زندگی کا سبب (موجب) ہے۔

آیات منقولہ بالا سے تیسری آیہ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے۔ کہ اس میں لفظ

الوحی او القرآن فانه یحیی به القلوب المیتة بالجهل (بیضاوی صفحہ ۴۳۶ ج ۱)

روح سے وحی یا قرآن مراد ہے۔ کیونکہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں جو جہالت سے مردہ ہوں

چوتھی آیۃ کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے۔ کہ یہاں روح سے

الروح الوحی۔ (بیضاوی صفحہ ۲۵۴ ج ۲)

وحی مراد ہے۔

پانچویں آیۃ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے روح سے مراد وہ قرآن یا کتاب

روحًا من امرنا یعنی ما اوحی الیه سماه روحًا لان القلوب تحیی به وقیل جبرئیل والمعنی ارسلنا الیك بالوحی ولم یذکر جعلناه ای الروح او الکتاب او الایمان نورًا (بیضاوی صفحہ ۲۷۰ ج ۲)

ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف وحی کی گئی ہے اسکا نام روح اس لیے رکھا گیا ہے۔ کہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے اس مقام میں روح سے جبرئیل مراد ہے۔ اور اوحینا کے معنے ارسلنا کے ہیں (بھیجا بھیجنے) یعنی اس صورت میں اوحینا کے لفظی معنے مراد نہ ہو سکیں گے جو الہام اور القاء کے معنے ہیں۔ بلکہ اس سے مجازی معنے بھیجنے کے مراد لینے پڑینگے۔ اس قول کو لفظ قیل سے بیضاوی نے اس لیے نقل کیا ہے کہ اسکے ضعف کیطرف اشارہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس آیہ میں اوحینا کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لینے پڑتے ہیں۔ اور اگر اس آیۃ میں یا کسی اور آیۃ میں ان معنے جبرئیل کو بھی صحیح و قوی تسلیم

کرلیں تو بھی یہ تسلیم کادیانی کے لیے مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہی معنے متعین نہیں رہتے بلکہ یہہ معنے اور پہلے معنے رحمی اور قرآن کے دونوں صحیح ہو سکتے ہیں۔ اس عدم تعیین کے ساتھ یہہ آیت کادیانی کے اس عام دعوی کی کہ ہر ایک مسلمان بلکہ فاسق و کافر کے ساتھ جبرئیل رہتا ہے مثبت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت میں اس آیۃ سے خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جبرئیل علیہ السلام کا بھیجا جانا ثابت ہوتا ہے جس سے انکار ہے۔ تو کادیانی کو ہے۔ نہ کسی مسلمان کو۔ اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہر ایک طرف خدا جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے۔ حدیث متمسکہ کادیانی میں بے شک جبرئیل و روح القدس کا ہجو مشرکین کے وقت حضرت حسان کے ساتھ رہنا پایا جاتا ہے۔ مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جبرئیل ہر وقت اور ہر آن حسان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ چہ جائے کہ یہہ ثابت ہو۔ کہ وہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ رہتے ہیں جیساکہ کادیانی کا دعوے ہے کادیانی اسلامی علوم اور منطق سے بالکل بے خبر اور جاہل ہے۔ اسکو اتنی خبر نہیں۔ کہ خاص دلیل سے عام دعوی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کادیانی تو جاہل تھا ہی افسوس اور تعجب۔ اِن لوگوں کے حال پر ہے۔ جو مولوی کہلاتے ہیں اور ایسی باتیں اسکی کتاب میں دیکھکر ہنوز اسکی پیرو ہیں۔ اور اسکو عالم سمجھ رہے ہیں۔ کیا وہ خود بھی اتنا نہیں سمجھتے؟ اور اگر سمجھتے ہیں تو اسکو کیوں نہیں سمجھاتے؟ کہ تمہارا دعوای تو یہہ عام اور وسیع ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ بلکہ کافر کے ساتھ جبرئیل ہر وقت اور ہر آن رہتا ہے۔ اور دلیل یہہ خاص اور محدود کہ ہجو مشرکین کے وقت وہ حضرت حسان کے ساتھ تھا جو اس دعوی عام اور وسیع کی مثبت نہیں ہو سکتی ان لوگوں پیر اور مریدں کی ایسی بے علمی اور نافہمی کی باتوں کے سبب بے علم یا نیم ملّا کہا جاتا ہے تو یہہ لوگ کمال طیش میں آجاتے ہیں اور اسپر مغلظ گالیاں سُناتے ہیں اور ان گالیوں کو کتابوں میں چھپواتے ہیں۔ کیا کادیانی اتباع میں کوئی ایسا

طالبِ حق منصفِ مزاج نہیں کہ اُنکی کتب اور تحریرات کو ملاحظہ کرے اور ہمارے اس قسم کے دعاوی و بیانات اور انکے مقابلہ میں ان لوگوں کے نحش کلمات اور مغلظات کا موازنہ کرے۔ پھر اسمیں اُنکی زیادتی پاوے تو کادیانی کی اتباع سے دست بردار ہو جاوے "الیس منکم رجل رشید" کیا تم میں سے ایسا کوئی نہیں جسمیں رشد ہو۔

نمبر دوم مجموعہ مکائد و اکاذیب و مغالطات کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۱۰۵ سے ۱۱۶ تک کادیانی نے چند اکاذیب و مغالطات درج کئے ہیں اول جو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں ہے یہہ کہ اِن مولویوں کا اعتقاد تو یہہ تھا۔ کہ جبرئیل ع آسمان سے وحی لیکر نبیوں پر نازل ہوتا اور تبلیغ وحی کے بعد بلا توقف چلا جاتا۔ اِس اعتقاد کے مخالف حضرت عیسٰے کی نسبت اب یہہ عقیدہ تراشا گیا ہے۔ کہ حضرت کی وحی کو لئے جبرئیل آسمان پر نہیں جاتا تھا۔ بلکہ وحی خود بخود آسمان پر سے گر پڑتی تھی۔ جبرئیل حضرت عیسٰے سے اُنکی تینتیس ۳۳ برس کی عمر تک ایک دم کے لیے بھی جدا نہیں ہوا۔ اِس عرصہ تک انکا آسمانی مکان جو ہزاروں کوس کا ہے سنسان ویران پڑا رہا۔ آسمان کا مُنہ جبرئیل نے تب ہی دیکھا جب عیسٰے آسمان پر تشریف لے گئے۔

دوم۔ یہہ کہ بخاری مسلم۔ ابوداؤد و ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔ کہ نزول جبرئیل ع کا وحی کے ساتھ ابنیاء پر آسمان سے ہوتا ہے۔ (یعنے وہ تجلے جسکی ہم تصریح کر آئے ہیں) اور اِسکی تائید میں ابن جریر نے یہہ حدیث لکھی ہے۔ کہ خداتعالےٰ وحی سے تکلم فرماتا ہے۔ تو اُسکو سنکر آسمانی کے فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرئیل ہوش میں آتے ہیں۔ اُن سے اللہ کلام کرتا ہے۔ تو وہ جہاں حکم ہوتا ہے پہنچا دیتا ہے۔

صفحہ ۱۰۶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت جبرئیل آسمان پر ہی ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی آواز کی قوت سے وحی اپنے محل میں پہنچا دیتا ہے۔ اِس سے وہ اعتقاد۔ کہ

حضرت جبرئیل حضرت عیسےٰ کے ساتھ اپنے اصلی وجود سے رہتے تھے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی ہے باطل ہوتا ہے۔

سوم۔ اِن مولویوں نے حضرت عیسےٰ کو یہاں تک بڑہایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی کہ انکا یہہ اعتقاد ہے۔ کہ روح القدس ہمیشہ حضرت مسیح کے ساتھ رہتا۔ اور حضرت عیسےٰ مسِ شیطان سے بری ہے۔ اور یہہ دونو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پائی نہ جاتیں نہ روح القدس ہمیشہ ان کے پاس رہتا اور نہ آپ مسِ شیطان سے بری تھے۔ اور سلف صحابہ کا یہہ اعتقاد نہ تھا۔ وہ روح القدس کو آپ سے جدا نہ سمجھتے تھے۔ اور آپکو مسِ شیطان سے بری جانتے اور آنحضرت کو وما ینطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحی کا مصداق سمجھتے۔ تب ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اخذ کرتے۔ اور آپکو سید المعصومین کہتے تھے۔

اس کید سے مسلمانوں کا اعاذہ اور اسکا ازالہ

اس کید میں جو تین باتیں کادیانی نے کہی ہیں وہ سراپا **کذب ومغالطات** ہیں۔ **پہلی بات** میں **ایک کذب** ومغالطہ کادیانی کا یہہ کہنا ہے کہ حضرت عیسےٰ کے ساتھ جبرئیل کے رہنے کا عقیدہ اب تراشا گیا ہے یعنے زمانہ حال کے علماء نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے اسکا ردّ و ازالہ یہہ ہے۔ کہ وساوس کے صفحہ ۵۷ میں یہہ عقیدہ کادیانی نے پُرانے مفسرین اہل اسلام سے نقل کر کے اسپر تین دفعہ افسوس ظاہر کیا ہے۔ پہر اب کادیانی کا اس عقیدہ کو زمانہ حال کا تراشا ہوا عقیدہ قرار دینا کذب نہیں تو اور کیا ہے۔

اسمیں **دوسرا کذب** ومغالطہ کادیانی کا یہہ کہنا ہے۔ کہ اس عقیدہ سے لازم آتا ہے۔ کہ اس عرصہ مصاحبت مسیح (تینتیس ۳۳ سال) تک جبرئیل کا آسمانی مکان ویران وسنسان پڑا رہا۔ اور حضرت جبرئیل آسمان پر نہ جاتے۔ وحی آسمان سے خود بخود گر پڑتی تھی۔

اسکا رد وازالہ یہہ ہے۔ کہ کسی مسلمان کا یہہ اعتقاد نہیں کہ اس عرصہ تینتیس ۳۳ سال میں

حضرت جبرئیل آسمان پر نہیں گئے۔ وہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ کو انسان کی مانند نہیں سمجھتے جس کی ایک جگہہ ہونے سے دوسری جگہہ نہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ وہ ملائکہ کو اس لائق سمجھتے ہیں۔ کہ وہ آن واحد میں آسمان وزمین دونو جگہہ ہوں۔ اور **وحی کا گر پڑنا** اگر حضرت جبرئیل کی زمین پر رہنے سے لازم آتا ہے۔ تو یہہ گر پڑنا حضرت جبرئیل کے آسمان میں مقید رہنے سے (جیساکہ کادیانی کا اعتقاد ہے) بھی لازم آتا ہے۔ اس گر پڑنے سے تو وحی تب ہی بچ سکتی ہے۔ کہ حضرت جبرئیل کا وحی لانے کے لیے آسمان پر جانا اور وحی پہچانے کے لیے زمین پر آنا دونو امر واقع ہوں۔ جبرئیل کی ایک جگہہ مقید رہنے (زمین پر مانو خواہ آسمان پر) تو ضرور وحی کا گر پڑنا اور چوٹ کہانا لازم آئیگا۔

اس گرنے اور چوٹ کہانے کے لیے **کادیانی** نے جو آیندہ بات میں یہہ **تجویز** نکالی ہے کہ جبرئیل آسمان پر بیٹھا زور سے چلاکر زمین پر وحی پہچا دیتا تھا۔ اسکے **مقابلہ** اس کا خصم یہہ **تجویز** نکال سکتا ہے۔ کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنی قوت سمع سے وحی کی آواز سن لیتے تھے۔ یا یہہ کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنے کانو اور سر کو آسمان پر پہنچا دیتے تھے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ انکی آواز میں تو ایسی طاقت ہو۔ کہ وہ آسمان پر بیٹھے زمین پر وحی پہچا دیتے۔ اور قوت سمع میں ایسی طاقت نہو کہ وہ زمین پر بیٹھے آسمان کی آواز سن لیں۔

حضرت جبرئیل کے شاگرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع میں تو ایسی طاقت خارق عادت تھی کہ وہ زمین پر بیٹھے آسمانوں کی آواز سن لیتے۔ چنانچہ آسمان کی آواز چرچراہٹ کیحدیث جو صفحہ (۱۰۴) میں منقول ہے۔ اسپر شاہد ہے۔ پھر ایسی طاقت استاذ میں کیوں نہو۔

یہہ کادیانی کی حجت کے مقابلہ میں حجت ہے۔ اور انصاف یہہ ہے۔ کہ ملائکہ کا وجود متشابہات سے اور غیر معلوم الکنہ والکیفیۃ ہے تو پھر انکے افعال وصفات کی کیفیت سے سوال۔ کہ وہ وحی کیونکر لاتے اور کیونکر آسمان پر جاتے اور کیونکر انبیاء کے ساتھہ رہتے تھے جائز ہی نہیں اور نہ وہ جواب کا مستحق ہے۔

اس کید کی **دوسری بات** میں ایک **کذب** ومغالطہ کادیانی کا یہ جتاتا ہے۔ کہ جو بخاری مسلم وابو داؤد وابن ماجہ وابن جریر کی حدیثوں میں جبرئیل کا وحی لیکر آسمانوں سے نازل ہونا وارد ہے۔ اسکو کادیانی مانتا ہے۔ اور مسلمان جو حضرت جبرئیل کا حضرت عیسے کے ساتھ رہنا مانتے ہیں اس نزول کو نہیں مانتے ہیں۔

دوسرا کذب ومغالطہ اسکا یہ کہنا ہے۔ کہ اس حدیث کی کیفیت نزول وحی سے مسلمانوں کا وہ اعتقاد کہ جبرئیل حضرت مسیح کے ساتھ رہتے ہیں باطل ہوتا ہے۔

ان دونو کذب ومغالطہ کا ازالہ یہہ ہے۔ کہ آسمان سے نزول جبرئیل کے منکر تم ہی ہو (چنانچہ اس انکار کو بریکٹس (خطوط وحدانی) میں یا ان الفاظ ظاہر کر چکے ہو یعنی وہ تجلے جسکی ہم تصریح کرآئے ہیں)؟ مسلمان تو نزول کو بھی مانتے ہیں اور حضرت عیسے کے ساتھ حضرت جبرئیل کا رہنا بھی مانے ہوئے ہیں۔ اور ان دونو امروں میں کوئی مخالفت نہیں سمجھتے۔ یہہ دونو امر عام انسانوں کے لیے گو ناممکن ہیں۔ بلکہ کامل انسانوں کے ممکن الوقوع ہیں۔ چنانچہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ (۱۳۰) میں جسکی عبارت ہمارے رسالہ کے صفحہ (۱۰۹) میں منقول ہے۔ تم خود بھی تصریح کر چکے ہو۔ پھر یہہ امر حضرت جبرئیل کے لیے جو تجرد میں انسان کامل میں بڑھکر ہیں۔ کیوں جائز نہیں۔

اس کید کی **تیسری بات** میں ایک **کذب** ومغالطہ کادیانی وہی افک قدیم ہے جو بار بار اُس کے منہ سے نکل چکا ہے۔ کہ یہہ لوگ حضرت جبرئیل کو حضرت عیسے کا دائمی مصاحب بناتے ہیں۔ اور آنحضرت کو اس سے محروم رکھکر آپ کی بے ادبی کرتے ہیں۔

دوسرا کذب ومغالطہ اسکا یہ تازہ افترا ہے۔ کہ یہہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مس شیطان سے محفوظ وبری نہیں سمجھتے جیسا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو سمجھتے ہیں۔

پہلے کذب کا رد تو بارہا ہو چکا ہے صفحہ ۸۸ وصفحہ ۱۱۱ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

دوسرے کذب کا رد یہہ ہے۔ کہ یہہ محض فروع بے فروع ہے۔ اور افترا بعید از حیا

کسی مسلمان نے سلف سے خلف تک یہہ نہیں کہا۔ کہ آنحضرت صلعم مسِ شیطان سے محفوظ نہ تھے۔ کادیانی اس افترا میں سچا ہے تو بتادے۔ کہ کس مسلمان کے منہ سے یہ کلمہ اسنے سنا۔ یا کس کی تالیف میں اسکا مضمون پایا۔

اوراگر **کادیانی** یہہ کہے کہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں یہ مضمون وارد ہے۔ کہ آں

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن مولود الا والشیطان یمسہ حین یستھل صارخًا۔ من مس الشیطان ایاہ۔ الا مریم وابنھا۔ ثم یقول ابوھریرۃ اقرءوا ان شئتم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم۔ (بخاری صفحہ ۶۵۲ مسلم صفحہ ۲۶۵)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو شیطان اسکو مس کرتا ہے۔ جب وہ چلاتا ہے۔ بجز مریم اور اسکے بیٹے کے۔ راوی حدیث ابوہریرہ نے کہا چاہو تو اسکی تصدیق کے لیے والدہ مریم کا یہہ قول قرآن میں پڑھلو کہ میں اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان سے خدا کی پناہ میں سپرد کرتی ہوں۔ اور مسلمان اس حدیث کو پڑھتے اور صحیح مان رہے ہیں۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ انکا بھی یہی اعتقاد ہوگا۔ جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔

تو اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ اگر کادیانی کے نزدیک اس حدیث سے ظاہری معنے مراد نبوی ہیں تو اسکا یہہ اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ جنھوں نے یہہ حدیث کادیانی کے خیالی معنے سے بقول کادیانی فرمائی ہے۔ پھر وہ اس اعتراض میں مسلمانوں کو کیوں مخاطب کرتا ہے۔ اور کیوں صاف یہہ نہیں کہتا۔ کہ میں ایسے رسول کو رسول نہیں جانتا۔ جو صرف ابن مریم کو مس شیطان سے محفوظ بتاتا ہے۔ اور اپنے تئیں اس سے محفوظ نہیں ٹھراتا۔

مسلمان تو اس حدیث سے اسکے ظاہری معنی کو مراد نبوی نہیں سمجھتے اور صاف لکھ چکے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ انبیا مسِ شیطان سے محفوظ ہونے میں حضرت مسیح کے ساتھ شریک ہیں۔

عینی شارح بخاری۔ اور نووی شارح مسلم نے قاضی عیاض رحہ سے نقل کیا ہے۔ کہ

قال العینی ان القاضی عیاض اشار الی ان جمیع الانبیاء علیھم یشارکون عیسے فی ذلک - قال القرطبی وھو قول مجاھد قالہ القسطلانی وفی شرح مسلم للنووی صفحہ ۲۵۶ ج ۲ مثلہ وقال صاحب التفسیر المظھری قد صح ان رسول اللہ قال لفاطمۃ حین زوجھا اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم۔ وکذا قال لعلی ودعاء النبی صلعم اولی بالقبول وعلی ھذا حصر عدم المس فی مریم وابنھا یکون حصرًا اضافیا بالنسبۃ الی الاعم الاغلب۔ وھکذا نقلہ عنہ فی ھامش البخاری (صفحہ ۶۵۲)	انبیاء اس وصف حفاظت میں حضرت عیسے کے شریک ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ آپنے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا ہی تو یہ دعا کی۔ کہ اے خدا میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں سپرد کرتا ہوں۔ ایسا ہی حضرت علی کے لیے دعا کی۔ اور آنحضرت ؐ کی دعا زیادہ قبولیت کے لائق ہے۔ بناءً علیہ یہ حصر حفاظت جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔ اضافی حصر ہے۔ یعنے عام اور اکثر لوگوں کی نسبت نہ حقیقی۔ جسمیں انبیاء اور اصفیا داخل ہوں۔

اس تخصیص کے اضافی اور حفظ کے عام ہونے پر وہ اقوال خداوندی بھی دلیل ہیں جنمیں

الا عبادک منھم المخلصین - (ص ۵۶) ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (الحجر ع ۳)	ارشاد ہے۔ کہ خدا کے مخلص بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔

اور وہ حدیث جو صحیح بخاری میں بصفحہ ۷۷۶ مروی ہے۔ جسمیں یہ بیان ہے۔

قال النبی صلعم لو ان احدھم یقول حین اتی اھلہ بسم اللہ اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا ثم قدر بینھما فی ذلک	کہ اگر کوئی مسلمان اپنی بی بی سے صحبت کے وقت بسم اللہ کہے اور یہ دعا کرے۔ کہ اے خدا ہمکو اور جو ہمکو اولاد عطاء کرے

او قضی ولد لم یضرہ شیطان ابداً۔ (بخاری صفحہ ۷۷)	اسکو شیطان سے کنارہ رکھ اور اسوقت بچہ پیدا ہو جاوے تو وہ ضرر شیطان سے محفوظ رہتا ہے

ایک **محدث شارح مشکوٰۃ** نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسِ شیطان سے محفوظ ہونا خود اس حدیث سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے۔ جو شخص کسی شخص کی نسبت کوئی عیب بیان کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس عیب سے محفوظ سمجھتا ہے۔ جیسے مثلاً کوئی متقی واعظ کہے۔ کہ لوگوں کا کیا حال۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے۔ تو اس سے سمجھا جاتا۔ کہ وہ خود نماز پڑھتا ہے۔ اور روزہ رکھتا ہے۔

ایسا ہی آنحضرت صلعم کا عام لوگوں کو بجز مریم اور اُسکے بیٹے کے مس شیطان سے غیر محفوظ کہنا مشعر ہے۔ کہ آپ خود اس مس سے محفوظ ہیں۔ اور خاصکر مریم اور ابنِ مریم کی اس حکم عام سے استثنا کسی خاص ضرورت کے لیے انکی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ لہذا اس سے اور نبیوں کا مستثنیٰ نہونا لازم نہیں آتا۔ بالجملہ مسلمانوں کا تو اس حدیث اور اسکے معنے کی نسبت یہہ خیال ومقال ہے کہ وہ اس حدیث کی ظاہری مفہوم حفظ کو حضرت مسیح سے خاص نہیں کرتے۔ بلکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ انبیاء۔ بلکہ عام مومنین صلحاء کو داخل کرتے ہیں۔ اس توسیع وعدم تخصیص وہ حق پر ہیں۔ خواہ کادیانی کے خیال رو سے غلطی پر ہیں۔ پر ان مسلمانوں کی نسبت کادیانی کا یہہ کہنا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مس شیطان سے محفوظ نہیں سمجھتے۔ افترا خالی از حیا نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ خود اس حدیث کی ظاہری معنے صحیح سمجھتا ہے۔ تو پھر اسکا یہہ اعتراض درپردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے اور اس ذریعہ سے وہ لوگوں کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نسبت شبہ ڈالنا۔ اور اپنی نبوت کا اعتقاد جمانا چاہتا ہے۔ خدا اسکو اس خیال میں ناکامیاب اور رسوا کرے۔

تیسری بات کا اخیر ہے جو آیۃ کادیانی نے نقل کی ہے اس سے آنحضرت صلعم کا بذات خود دخل شیطان سے پاک اور معصوم ہونا اور جبرئیل کا محتاج نہونا ثابت ہے جیسا کہ اہل اسلام کا اعتقاد ہے نہ اس پاکی اور عصمت

نمبر ۲ ۔ یادھر سفید عظیم و کذب جسیم مغالطہ دلیرانہ کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۱۱۷ سے صفحہ ۱۲۲ تک کادیانی نے غضب ڈہایا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر ایک سفید جہوٹ اور بہتان عظیم باندہکر انکو اپنا ہم اعتقاد قرار دیا ہے ۔ اور اس سے اپنا دجال ہونا اچھی طرح ثابت کردکہایا ہے ۔ اس کذب و بہتان کے متعلق اس کی پوری عبارت نقل کیجاتی ہے ۔ وہ لکہتا ہے۔ "بالآخر ہم چند اقوال پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سلف صالح کا ہرگز یہہ عقیدہ نہ تہا ۔ کہ روح القدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص خاص وقتوں پر نازل ہوتا تہا ۔ اور دوسرے اوقات میں آنحضرت صلعم اس سے بالکل محروم ہوتے تہے ۔ ازانجملہ وہ قول ہے جو شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۴۲ میں لکہا ہے ۔ جسکا ماحصل یہہ ہے ۔ کہ ملائکہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دائمی رفیق اور قرین تہے چنانچہ وہ جامع الاصول اور کتاب الوفا سے نقل کرتے ہیں ۔ کہ ابتدا رنبوت سے تین برس برابر حضرت اسرافیل ملازم صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رہے ۔ اور پہر حضرت جبرئیل دائمی رفاقت کے لیے آئے ۔ اور بعد اسکے صاحب سفر السعادت سے نقل کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات سال کے تہے ۔ جب حضرت اسرافیل کو اللہ جلشانہ کی طرف سے حکم ہوا ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملازم رہیں ۔ پس حضرت اسرافیل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا گیارہواں سال پورا ہونے تک یہی حال تہا ۔ مگر اسرافیل بجز کلمہ دو کلمہ اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمیں نہیں ڈالتا تہا ۔ ایساہی میکائیل بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرین رہا ۔ پہر بعد اسکے حضرت جبرئیل کو حکم ہوا اور دو پورے انتیس سال قبل از وحی ہر وقت قرین اور مصاحب آنحضرت صلی اللہ

ما ۱۳۲ و ۱۳۳ ۔ یہ الفاظ بلحظ کے اصل کلام میں نہیں کادیانی از خود بنالئے ہیں تاکہ دائمی مصاحبت و غیر منقطع معیت کا پیغمبر کو مدعی و معتقد بنا دے ۔ پر انکے اس اعتقاد کو دوسرے اعتقاد کا متعارض و متناقض ٹہرا کر اپنی تطبیق کی ضرورت ثابت کرے ۔

علیہ وسلم تھے۔ پھر اسکے بعد وحی نبوت شروع ہوئی۔

اس بیان سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جن بزرگوں نے بخلاف حضرت جبرئیل ؑ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ نبوت سے پہلے انیتیس ۲۹ سال تک ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی رفیق تھا۔ انکا ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا۔ کہ جبرئیل اسوقت آسمان پر بھی چلا جاتا تھا۔ کیونکہ کسی وقت چھوڑ کر چلے جانا دوام قرب اور معیت غیر منقطع کی منافی ہے۔ لیکن جب ان بزرگوں کا دوسرا عقیدہ بھی دیکھا جائے کہ جبرئیل کا قرارگاہ آسمان ہی ہے۔ اور وہ ہر ایک وحی آسمان سے لاتا ہے۔ توان دو عقیدوں کے ملانے سے جو تناقص پیدا ہوتا ہے۔ اس سے رہائی پانے کے لیے بجز اسکے اور کوئی راہ نہیں مل سکتی۔ کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جبرئیل علیہ السلام کا آسمان سے اترنا حقیقی طور پر نہیں۔ بلکہ تمثلی ہے۔ اور جب تمثلی طور پر اترنا ہوا۔ تو اسمیں کچھ حرج نہیں۔ کہ جبرئیل اپنے وجود سے ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر دم اور ہر طرفۃ العین انبیاء کے ساتھ رہے۔ کیونکہ وہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ تو آسمان پر ہی ہے اور اس مذہب کی تصدیق اور تصویب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلی نے اپنی کتاب مدارج النبوت کے صفحہ ۴۵ میں کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ نزول جبرئیل جو بعض اوقات دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اور انسان کی صورت میں ہوتا تھا۔ اسمیں اہل نظر کو اشکال ہے۔ اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر درحقیقت جبرئیل علیہ السلام ایک نیا جسم اپنے لیے مشابہ دحیہ کلبی حاصل کر کے اسمیں اپنا روح داخل کر دیتے تھے تو پھر وہ اصلی جسم انکا۔ جسکے چھ سو جناح ہیں کس حالت میں ہوتا تھا۔ کیا وہ جسم بلا روح پڑا رہتا تھا۔ اور حضرت جبرئیل فوت ہو کر پھر بطریق تناسخ دوسرے جسم آجاتے تھے۔

اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ تمثلی نزول ہے۔ نہ حقیقی تا حقیقۃً ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے جسم میں داخل ہونا لازم آوے۔ پھر لکھتے ہیں بات یہ ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کے ذہن میں جو دحیہ کلبی کی صورت علمیہ تھی۔ تو حضرت جبرئیل

علیہ السلام بوجہ قدرت کاملہ وارادت شاملہ اپنی کے اس صورت پر اپنے وجود کا افاضہ مع جمیع صفات کاملہ اپنی کے کرکے تمثل کے طور پر اسمیں اپنے تئیں ظاہر کر دیتے تھے۔ یعنے دحیہ کلبی کی صورت میں بطور تمثل اپنے تئیں دکھلا دیتے تھے۔ اور اس صورت علمیہ کو اپنی صفات سے متلبّس کرکے نبی علیہ السلام پر ظاہر کر دیتے تھے۔ یہ نہیں کہ جبرئیل اپنے وجود کے ساتھ آسمان سے اترتا تھا۔ بلکہ جبرئیل علیہ السلام اپنے مقام پر آسمان میں ثابت وقائم رہتا تھا۔ اور یہ جبرئیل علیہ السلام اس حقیقی جبرئیل کی ایک مثال تھی۔ یعنی اس کا ایک ظل تھا۔ اسکا عین نہیں تھا۔ کیونکہ عین جبرئیل تو وہ ہے جو اپنی صفات خاصہ کے ساتھ آسمان پر موجود ہے۔ اور اسکی حقیقت اور نشان الگ ہے۔ پھر اسقدر تحریر کے بعد شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ جسطرح جبرئیل علیہ السلام تمثلی صورت میں نہ حقیقی صورت میں نازل ہوتا رہا ہے۔ یہی مثال روحانیات کی ہے۔ جو بصورت جسمانیات متمثل ہوتے ہیں۔ اور یہی مثال خدا تعالیٰ کی تمثل کے بھی ہے جو اہل کشف کو صورت بشریہ نظر آتی ہے۔ اور یہی مثال کمل اولیا کی ہے جو مواضع متفرقہ میں بصورت متعددہ نظر آتے ہیں۔

خدا تعالےٰ شیخ بزرگ عبد الحق محدث کو جزا خیر دیوے۔ کہ اُنہوں نے بصدقِ دل قبول کر لیا۔ کہ جبرئیل بذاتِ خود نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک تمثلی وجود انبیاء علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے۔ اور جبرئیل اپنے مقام آسمان میں ثابت اور برقرار ہوتا ہے۔

"یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے۔ جسپر حال کے کور باطن نام کے علماء کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں"

اس کید عظیم سے مسلمانوں کا اعاذہ اوراسکا ازالہ

اس کید میں کادیانی نے دلیرانہ جھوٹ بولا ہے۔ اور طرفہ جعل وافتراء کرکے مصرع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد + کا مصداق بنکر دکھایا۔ شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوت اور دیگر علماء اسلام پر جو افتراء کئے۔ اور اپنے سادہ لوح متابع کی آنکھ

اندرونہ
یہ الفاظ و فقرات
نیز خط جلی کادیانی
نے از خود بنا لئے اور شیخ
عبد الحق صاحب محدث
کے کلام میں یہ الفاظ
ہرگز نہیں
مجملہ میں نہ الگ
اصل مضمون
ان الفاظ سے بھی
اسکا وہی مقصد ہے
جو لکھا نمبر ۲
صفحہ ۱۳۶ میں
بیان کیا گیا ہے

میں خاک ڈالکر سچ کرکے دکھا دیئے۔

اول یہہ افترا۔ کہ شیخ عبد الحق۔ اور صاحب جامع الاصول وکتاب الوفا۔ وسفر السعادۃ کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ جبرئیل ہر وقت آنحضرت صلعم کے ساتھ رہتے تھے۔ کسی وقت اُنسے جدا نہوتے۔

دوم یہہ افترا۔ کہ ان بزرگونکا یہہ بھی اعتقاد تھا۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کا قرار گاہ آسمان ہے۔ وہ اس قرار گاہ سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

سوم یہہ افترا کہ اِن دونو اعتقادوں میں ان بزرگوں کے تناقض وتعارض ہے۔

چہارم یہہ افترا۔ کہ اس تعارض وتناقض کو رفع کرنا اور ان دونو اعتقادوں کو باہم متوافق کرنا۔ ان بزرگوں کے اعتقاد وقرار داد کے مطابق صرف اسی ایک صورت سے ہوسکتا ہے۔ کہ ان بزرگوں کے نزدیک جبرئیل کا دائمی قیام وقرار تو آسمان پر ہی ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انکا آنا اور رہنا صرف مثالی وجود سے تھا۔ اور اسپر شیخ عبد الحق صاحب کا وہ کلام گواہ ہے۔ جسکا ماحصل ہمنے (کادیانی نے) نقل کیا ہے

ان چاروں جعل وافتراؤں کا ردّ وازالہ

اول جعل وافترا کا ردّ وازالہ

ان بزرگوں نے ہرگز نہیں کہا۔ کہ جبرئیل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر وقت اور ہر آن رہتے۔ ان سے ایک آن جدا نہوتے۔ اصل عبارت مدارج النبوت یہہ ہے۔ جسمیں جبرئیل کی دائمی مصاحبت اور غیر منقطع معیت کا نام ونشان نہیں ہے۔ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۲ جلد ۲ میں شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ ودر جامع الاصول وکتاب الوفا آوردہ۔ کہ از ابتداء نبوت تا سہ سال اسرافیل ملازم بود۔ وبعد ازاں جبرئیل فرود آمد۔ ووحی آورد۔ وصاحب سفر السعادت گفتہ کہ از ہفت سالگی باز حضرت اسرافیل را فرمان داد کہ بملازمت وے قیام نماید۔ پس اسرافیل ہمیشہ قرین وے میبود۔ تا سال یازدہم

تمام کرد و ہیچ سخن نگرد۔ مگر یک کلمہ دو کلمہ ہمچنیں در میکائیل گفتہ آنگاہ جبرئیل را فرمان شد تا ملازمت نماید۔ و نہ سال بطریق موافقت ومتابعت ملازم مے بود ولیکن برو ے ظاہر نمے شد و وحی نمے گذارد وگذاردن وحی کار اوست"۔

ناظرین! دیکھو!۔ اس عبارت میں کہاں ذکر ہے۔ کہ جبرئیل کی ملازمت دائمی اور غیر منقطع اور ہر وقت تھی۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں کادیانی کا ان الفاظ کو بڑہانا افترا نہیں تو اور کیا ہے۔

عبارت آئندہ شیخ عبدالحق صاحب میں صاف بیان ہوا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل **چوبیس** ہزار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے وہ بیان بھی بتا رہا ہی کہ وہ ہر وقت آپ کے پاس نہ رہتے تھے۔ کیونکہ یہ تعداد تب ہی پوری ہوتی ہے۔ جبکہ آنا اور جانا دو تو ہوں۔ جو شخص کبھی جدا نہو اسکا چوبیس ہزار مرتبہ آنا کیونکر متصور ہے۔

کادیانی اسکے جواب میں **کہیگا**۔ کہ یہ تجلے خاص کی تعداد تھی۔ **اسکا جواب یہ ہے** کہ یہ تمہارا الحاد ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب کا اعتقاد شیخ عبدالحق صاحب تو جبرئیل کا اصلی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا مانتے تھے۔ چنانچہ انکی عبارت سابق اور آئندہ میں یہ بتصریح موجود ہے۔ پھر انکے اس کلام میں تمہاری ملحدانہ تاویل جسکی بنا جبرئیل کے اصلی وجود سے نہ آنے پر ہے۔ کیونکر چل سکتی ہے۔ **تمکو اختیار ہے** حدیث وقرآن میں جو تحریف وتاویل چاہو کرو۔ مگر شیخ صاحب کی مفسر ومُبیّن کلام میں تو یہ تحریف وتاویل چل نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ جبرئیل کا اصلی وجود سے آنا صاف طور پر بیان کر چکے ہیں۔

دوم جعل وافترا کا ردّ وازالہ

یہ اعتقاد کسی مسلمان نے کبھی ظاہر نہیں کیا۔ اور کسی اسلامی کتاب چھوٹی یا بڑی نئی یا پُرانی میں پایا نہیں جاتا۔ کہ جبرئیل آسمان میں قید رہتا ہے۔ بذات خود کبھی

زمین پر نہیں آتا۔ بلکہ عبارت منقولہ بالا کشیخ میں صاف تصریح ہے۔ "کہ جبرئیل فرود آمد" یعنے جبرئیل آسمان سے نیچے اُترے۔ اور اس سے پہلے بصفحہ ۱۱۵ مدارج النبوت کی اصل عبارت میں یہہ تصریح موجود ہے۔ کہ جبرئیل اپنی اصل صورت سے جسمیں چھہ سو بازو ہیں۔ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اسکا اتفاق دو دفعہ ہوا ہے۔ اور طرفہ یہہ ہے۔ کہ کادیانی نے بھی اس بات کو تمام مفسرین اور صحابہ سے کید آیندہ نمبر ۱۲ میں نقل کیا ہے۔ اور اس سے اس مدعا پر استدلال کیا ہے۔ کہ پھر تم لوگ اے مسلمانان دو دفعہ سے زیادہ جبرئیل کا اصلی وجود سے آنا کیوں مانتے ہو۔ اور اس سے بہی بڑہکر سنو حضرت شیخ اسی مدارج کے صفحہ ۶۰۴ میں لکھتے ہیں (جسکو کادیانی سرقہ کر گیا ہے) "وبعض علما گفتہ اند کہ فرود آمد جبرئیل علیہ السلام بر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بست چہار ہزار بار۔ وبر آدم علیہ السلام دوازدہ بار۔ وبر ادریس علیہ السلام چہار بار وبر نوح علیہ السلام پنجاہ بار وبر ابراہیم علیہ السلام چہل و دو بار۔ وبر موسے علیہ السلام چار صد بار وبر عیسٰے دہ بار صلوٰۃ اللہ وسلامہ علے نبینا وعلیہم اجمعین"

ایسا ہی قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں بیان کیا ہے یہہ عبارت شیخ صاف ناطق ہے۔ کہ انکے نزدیک جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اُترکر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ آئے ہیں۔ اس بیان و اعتقاد شیخ کو کادیانی مانے خواہ نہ مانے اس سے یہہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت شیخ حضرت جبرئیل کو آسمان کے کسی برج میں دائم الحبس (عمر قید) نہیں سمجھتے اور انکے زمین پر انبیا کے پاس آنے سے منکر نہیں ہیں۔ اور کادیانی اپنے دوسرے دعوے میں بھی مفتری وکذاب ہے +

سوم چہارم جعل وافترا کا رد وازالہ

جب بیان سابق سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت شیخ اور دیگر علما حضرت جبرئیل کو نہ دائمی

اور پھر ان کو مصاحب نبوی سمجھتے تھے۔ اور نہ آسمان میں مقیّد و دائم الحبس خیال کرتے بلکہ انکو بذاتِ خود آنے اور جانے والا اور آسمان و زمین دونو جگہ پھیرنے والا یقین کرتے تھے۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ کادیانی کا دعویٰ تعارض و تناقض اعتقادات اُن حضرات کی نسبت محض افترا ہے۔ اور جب اِن بزرگوں کے اعتقادات میں تعارض کا دعویٰ کذب ٹھہرا۔ تو پھر انکے خیال کی روسے تطبیق مذکور کا دعویٰ بھی کذب ہوا۔ تعارض نہیں تو تطبیق کے کیا معنے۔ اور اسکی ضرورت ہی کیا رہی۔

اس صورت تطبیق کی نسبت جو کادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ یہ حضرت شیخ کو پسند ہے بلکہ انہیں کی کلام سے اُسنے نکالی ہے۔ اور شیخ صاحب نے بصدق دل قبول کرلیا ہے۔ کہ جبرئیل بذاتِ خود نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک تمثلی وجود انبیاء کو دکھائی دیتا ہے۔ اور جبرئیل اپنے مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے" یہ ایک اور افترا ہے۔ جس کو جداگانہ اور عدد میں پانچواں جعل و افترا کہنا چاہیے۔

ناظرین منصفین! حضرت شیخ نے اس کلام میں جسکا ماحصل کادیانی نے جعلسازی سے نقل کیا ہے۔ یا کسی اور مقام میں ہرگز نہیں کہا۔ کہ جبرئیل بذات خود نازل نہیں ہوتا اور وہ مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے۔ اور جو وجود جبرئیل حضرت انبیاء کو دکھائی دیتا تھا۔ وہ صرف اسکا تمثلی وجود تھا۔ وہ تو اس کلام میں (جسکا ماحصل کادیانی نے جعلسازی کرکے نقل کیا ہے) اور اپنی دوسری عبارات میں جو صفحہ ۱۴۱ و صفحہ (۱۴۲) میں منقول ہوئی ہیں صاف اور تصریح کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔ کہ جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اصلی وجود سے آتے ہیں۔ یہ بات جو کادیانی نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ انہوں نے نقل کر اسی حالت و صورت میں فرمائی جبکہ وہ دحیہ کی صورت میں آتے تھے۔ اسی صورت میں آنے پر اہل نظر کا اعتراض و اشکال وارد ہوتا تھا۔ کہ اس صورت میں آپکا اصلی جسم موجود زندہ ہوتا تھا یا مردہ ہوجاتا تھا اگر

اسی صورت میں انہوں نے اس اعتراض کا پہلے ایک ظاہری جواب اہل علم سے نقل کیا۔ جسکا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ امر جائز اور قریب الوقوع ہے۔ کہ جبرئیل امین اصلی جسم سے مفارقت کرکے دوسرے جسم میں جو جسم دحیہ سے مشابہ اور اسکا مماثل تھا انتقال کرتے ہوں۔ ومعہذا انکا اصلی جسم مردہ نہوتا ہو۔ جیسے شہیدوں کا جسم انکے ارواح کے جدا ہونے اور سبز جانوروں کے جسم میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتا۔

پھر دوسرا جواب اہل تحقیق سے نقل کیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دحیہ کی صورت علمی ہوکر جو جبرئیل کے ذہن میں تھی۔ اسکو جبرئیل نے اپنی صفات سے موصوف کرکے متمثل کیا۔ اور اسمیں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اس صورت میں جبرئیل خود اپنی جگہ رہتا ہے۔ اور جو صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آتی تھی وہ جبرئیل کی صورت مثالی بنتی ہے۔ جو نہ تو جبرئیل کی عین ہے۔ کیونکہ جبرئیل کی حقیقت وصورت اور ہے اور نہ اس سے مغایر ہے۔ کیونکہ یہ وہی جبرئیل کی ذات مع صفات ہے۔ جو اس صورت میں برآمد ہوئی اور متمثل ہوئی ہے۔

ناظرین! شیخ کی اصل تمام عبارت صفحہ ۱۱۴ وغیرہ میں ملاحظہ کرو۔ اور پھر انصاف سے کہو۔ کہ اس عبارت میں جبرئیل کا آسمان پر ثابت برقرار ہونا صرف مثالی صورت میں اور دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی حالت میں تجویز کیا گیا ہے۔ اور معہذا اس مثالی صورت کا ذات وصفات جبرئیل سے علیحدہ اور اس سے غیر نہونا بیان کیا ہے۔ یا ہمیشہ کے لیے جبرئیل کا آسمان میں ثابت وبرقرار رہنا اور اصلی وجود سے زمین پر نہ آنا بیان کیا ہے اور اس صورت مثالی کا ذات وصفات جبرئیل سے مغائر ہونا (جس سے اصلی وجود وحقیقی ذات وصفات جبرئیل کے نزول کی نفی لازم آوے) بیان کیا ہے۔

پھر کادیانی کی اس جرأت وجعلسازی وسرقہ ودھوکہ بازی کو چشم عبرت سے دیکھو کہ اس نے اس عبارت کا مطلب ادا کرنے میں کیسا جعل کیا ہے۔ اس عبارت کا اول

وآخر۔ اور وحی کی سات صورتوں کو جنمیں دوسری صورت جبرئیل کی اصلی وجود سے آنے کی تھی خورد برد کر لیا۔ اور جو بات حضرت شیخ نے اس عبارت میں ایک خاص حالت تمثل جبرئیل۔ بصورت دحیہ کلبی میں کہی تھی اُسکو عام حالت جبرئیل قرار دیا۔ اور کئی الفاظ وفقرات ازخود گھڑکے اس سے حقیقی وذاتی نزول کی نفی نکالکر اسکو شیخ کی طرف منسوب کیا۔ اور ناظرین کو یہ جتایا۔ کہ شیخ صاحب کے نزدیک جبرئیل ہمیشہ آسمان میں ثابت و برقرار رہتے ہیں۔ اور وہ بذات خود اصلی وجود سے نزول نہیں فرماتے۔

اس جعل سازی اور چوری پر اسکی اس دلیری ودلاوری وسینہ زوری کو دیکھو۔ کہ وہ اس کید کے آخیر میں حضرت شیخ کو اپنا پورا موافق بناتا اور اپنا عقیدہ جنبیہ نقل کرکے شیخ کے ذمہ لگاتا ہے۔ اور بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے۔ "یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے جسپر حال کے کورباطن نام کے علماء کفر کا فتوے دے رہے ہیں۔"

میرے پرانے عزیزو دوستو ایشاگردو!! یا شاگردان شاگردو!!!۔ آپ لوگ اپنی ایمان محشر کی حاضری کو۔ اور ایمان کو پیش رکھکر کہو۔ کہ کورباطن کون ہے ۔ کادیانی چور۔ جس نے شیخ کی عبارت آگے پیچھے چرا کر۔ اور اسمیں ازخود الفاظ وفقرات ملاکر انکی کلام کو بگاڑکر اسکو اپنے اعتقاد کے موافق کیا ہے ۔ یا وہ علماء جنکے فتوئی کی مصدق حضرت شیخ کی اصل عبارت موجود ہے۔ اور شیخ عبدالحق صاحب جبرئیل کے بذات خود اصلی وجود سے نزول کو مانتے ہیں۔ یا کادیانی کی طرح وہ اس نزول سے منکر ہیں میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ لوگوں میں ادنیٰ فراست۔ اور ایک ذرہ نور قلب یا نور ایمان یا کانشنس ہے تو آپ اسی ایک جعل وافترا پر کادیانی کے اتباع سے دستبردار ہو جائینگے اور اسکو واقعی دجال وکذاب خیال کرینگے۔ میرے اس سوال کے مخاطب خصوصیت کے ساتھ میرے عزیز دوست میر ناصر نواب نقشہ نویس دہلوی منشی عبدالحق پنشنر اکونٹنٹ لاہوری حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر۔ مرزا خدا بخش

اتالیق خانصاحب محمد علی خاں رئیس مالیر کوٹلہ (جو ابتک ہمارے شاگرد ہونے کے معترف ہیں) اور خانصاحب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ ہیں (جو دھوکہ میں آکر کادیانی کے دام میں مبتلا ہیں)۔

میرے دوستو!۔ عزیزو!۔ اگر آپ لوگوں نے یہہ ثابت کردیا۔ کہ شیخ کی کلام مذکور کا مطلب ادا کرنے میں کادیانی نے جعل وافترا سے کام نہیں لیا۔ اور شیخ کا وہی اعتقاد ہے۔ جو کادیانی کا اعتقاد ہے۔ کہ جبرئیل امین بذات خود زمین پر کبھی نہیں آتے۔ تو میں آپ لوگوں کو حلفیہ وعدہ دیتا ہوں۔ کہ میں صرف اسی ایک بات پر آئیندہ کادیانی کا تعاقب چھوڑ دونگا۔ اور اگر آپ لوگوں کو ہماری تحریر یا خود اپنی فہم وتدبر سے یہہ ثابت ہوگیا کہ کادیانی نے اسمیں جعل وافترا سے کام لیا ہے۔ تو پھر آپ لوگ اُسکے ساتھ نرہیں۔ اُس سے الگ ہوجاویں اور یقین کریں کہ جھوٹ بولنے والا۔ دھوکہ دینے والا خدا کا مقرب۔ مخاطب۔ مُحدّث ومُجدد نہیں ہوسکتا۔ اور ایسا شخص اتباع وصحبت کے لائق نہیں ہوتا۔ اور آیات ذیل کو پیش نظر رکھ کر کے اسکی سابق دوستی وپیروی یا قرابت کا کچھہ لحاظ نکریں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جسدن نہ مال نفع دیگا۔ نہ اولاد۔ مگر اُس شخص کو جو

یوم لا ینفع مال ولا بنون۔ الا من اتی اللہ بقلب سلیم (الشعراء ع ۵)

اذ تبرء الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب (بقرہ ع ۲۰)

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا (احزاب ع ۸)

اللہ کے پاس (غیر اللہ کی محبت سے) سلامت دل لیکر حاضر ہوگا۔

اور فرماتا ہے۔ جب پیشوا اپنے پیرواں سے بیزار ہونگے اور عذاب دیکھینگے۔ اور ان کے باہمی تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

اور فرماتا ہے۔ اور وہ کہیں گے۔ اے خدا ہمنے اپنے سرداروں اور بڑوں کا اتباع کیا تو انہوں نے ہمکو راستہ بھلا دیا۔ اے

خدا انکو دُگنا عذاب کر۔ اور بڑی لعنت۔ اور فرماتا ہے دوست اسدن ایک دوسرے	الاخلاء یومئذٍ بعضهم لبعض عدو الا المتقین (احزاب ع ۵)

کے دشمن ہونگے۔ بجز ان لوگوں کے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔

نمبر دوازدھم ۱۲ کید و کذب و مغالطہ کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۲۶ تک کادیانی نے ایک یہ عجیب کید و مکر دکھایا اور کہا ہے۔ کہ تمام مفسرین نے اور نیز صحابہ نے بھی اسپر اتفاق کیا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام اپنے حقیقی وجود کے ساتھ صرف دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیئے ہیں۔ اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر وہ اپنے اصلی اور حقیقی وجود کے ساتھ آتے تو خود یہ غیر ممکن تھا۔ کیونکہ انکا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ اور انکے بازو آسمانوں کے کنارہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر وہ مکہ یا مدینہ میں کیونکر سما سکتے ہیں۔ اور وہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں سما گیا۔ اگر کہو اصلی وجود نہ تھا تو پھر ترک اصل کے بعد تمثل ہوا یا کچھ اور۔ ۱۲۳ اور اس عقیدہ سے کہ جبرئیل اصلی اور حقیقی وجود سے آتا اور بعد تبلیغ وحی چلا جاتا تھا۔ لازم آتا ہے۔ کہ انبیا علیہ السلام اکثر اوقات فیض وحی سے محروم اور معطل رہتے تھے جو نہایت بے شرمی کی بات ہے شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کلمات وحی خفی ہیں۔ اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اوزاعی عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبرئیل قرآن سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبرئیل سے ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی سے تھا۔ پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول و فعل قلیل و کثیر صغیر و کبیر کو وحی سمجھتے اور اسپر عمل کرتے تھے ۱۲۵ جو شخص احوال صحابہ میں تامل کریگا۔ وہ اس اعتقاد سے کہ کبھی جبرئیل آنحضرت صلعم

کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ سے ختم کریگا۔ اور ڈرے گا۔ کہ ایسا وہم بھی اسکے دلمیں گذرے۔

افسوس ہمارے یہ علماء جو محدث بھی کہلاتے ہیں۔ کچھ ڈرتے نہیں۔ اگر انکے ایسے عقیدہ کو ترک کرنا کفر ہے۔ تو ایسا کفر اگر ملے تو رہی سعادت۔ ہم انکے ایسے ایمان سے سخت بیزار ہیں ۱۲۶ ان لوگوں نے ہمارے نبی کے مرتبہ کو حضرت عیسٰے کی نسبت ایسا گھٹایا۔ جسکے تصور سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔

اس کید سے مسلمانوں کا اعاذہ اور اسکا ازالہ

اس کید کے اکثر حصہ کا رد وازالہ تو بضمن رد کید نمبری ۷ و ۱۰ وغیرہ میں ہو چکا ہے اور روز روشن کی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ کادیانی ہی کے اس خبیث اعتقاد سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن اور ہر وقت جبرئیل کے اتالیقی وحفاظت وحراست کے محتاج تھے۔ اور وہ بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے اور نہ بلا واسطہ جبرئیل وحی الٰہی سے شرف ہو سکتے تھے۔ اور وہ (کادیانی) خود بدولت بلا واسطہ جبرئیل خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور سو بار جو چاہے خدا سے پوچھ سکتا ہے۔ عیاذاً باللہ من ذلک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسقدر توہین اور آپ کی اقدس جناب میں اسقدر بے ادبی و دشنام دہی پائی جاتی ہے۔ کہ اس سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور انکے ایمانی خون جوش میں آتے ہیں۔ اور اس باب میں جو اہل اسلام کا اعتقاد ہے اس سے آنحضرت کی حضرت مسیح پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نہ حضرت مسیح کی فوقیت۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک قول وفعل تشریعی وحی الٰہی سے سرزد ہوتا تھا۔ جبرئیل کے واسطہ سے ہو۔ خواہ بلا واسطہ غیر وحی خفی الٰہی سے ہو اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ کیفیت نزول جبرئیل علیہ السلام کی نسبت کادیانی کا یہ سوال۔ کہ وہ مکہ ومدینہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں کیونکر سما سکتے تھے۔ نیچریانہ اور ملحدانہ سوال ہے۔

اور امور عالم بالا جو کادیانی کی سابق اصطلاح کے مطابق عالم سوم باطن در باطن سے ہیں ایسے سوالات کا محل نہیں ہو سکتے۔ کادیانی اُنکو ایسے سوالات کا محل سمجھتا تو ان کے نظائر کی نسبت اس قسم کے سوالات کا جواب دے۔

رہا اس کید کادیانی کے اس حصہ کا ردّ وازالہ۔ کہ جبرئیل امین صرف دو دفعہ

اصلی وجود سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دی۔ باقی دفعات تمثلی وجود سے آتے رہے ہیں۔ جس سے کادیانی نے تو بڑے فخر اور ناز کے ساتھ یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام اکثر دفعہ بذاتِ خود۔ اور اصلی وجود سے نہ آتے تھے۔ بلکہ اُنکی مثال آتی تھی۔ جیسا کہ کادیانی کا عین خیال ومقال ہے۔ سو (ردّ وازالہ) یہ ہے۔ کہ کادیانی نے یہ تو مان لیا ہے۔ کہ دو دفعہ حضرت جبرئیل اپنی اصلی شکل اور حقیقی وجود سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین پر آئے۔ کیونکہ یہ امر اُسنے تمام مفسرین اور صحابہ سے نقل کیا ہے۔ اور اسکے ردّ وخلاف میں ایک کلمہ تک وہ زبان قلم پر نہیں لایا۔ اور اگر اسکو اسمیں کچھ اختلاف ہوتا تو وہ ضرور منہ کھولتا۔ اُسکا منہ ایسا نہیں کہ وہ ادنے خلاف کے وقت بھی بند او رسیار ہے۔ ہرچند بعض مفسرین ومحدثین نے حضرت جبرئیل کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ زمین میں آنا تجویز کیا ہے۔ دوسری دفعہ معراج کی شب سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آسمان میں۔ مگر چونکہ کادیانی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج سے اور جسمانی وجود با وجود کے ساتھ آپکے آسمان پر جانے سے اپنے ازالہ کے صفحہ ۴۵ میں صاف انکار کر چکا ہے۔ (چنانچہ صفحہ ۱۳۱ نمبر ۴ جلد ۱۲ میں اسکا اصل کلام منقول ہے) لہذا کادیانی کے نزدیک حضرت جبرئیل کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا دونو

عن عائشۃ فی صفۃ نزول الوحی حتے جاءہ الحق وھو فی غار حراء۔ فجاءہ الملک الی ان قالت وفتر الوحی۔ وعن جابر	دفعہ زمین ہی پر مسلم ہو سکتا ہے۔ خواہ ان دونو دفعات میں سے ایک دفعہ غار حرا میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قال وھو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منہ۔ (صحیح بخاری ص۳)

کے پاس جبرئیل کا آنا وہ تسلیم کرتے۔ اور دوسری دفعہ میدان مکہ کے افق اعلے یا شرقی ہیں چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث منقولہ حاشیہ میں بیان ہوا ہے۔

خواہ ایک دفعہ اسی افق اعلے یا شرقی میں جسکا ذکر حدیث مذکور کے علاوہ

فاستوی وھو بالافق الاعلی (النجم ۱۶) ولقد راٰہ بالافق المبین (سورۃ التکویر) انا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ وبالحق انزلناہ وبالحق وکان وعد اللہ مفعولاً۔ (قرآن کادیانی صفحہ ۷۴ھنا قریب نصف۔ ازالہ ص۷۳ و ۷۶)

قرآن مجید کی آیات منقولہ حاشیہ میں بھی ہے۔ اور دوسری دفعہ موضع قادیاں کے کھیت یا میدان میں جسکو کادیانی مکہ ومدینہ کے برابر مہبط وحی سمجھتا ہے۔ اور اسباب میں وہ ایک آیۃ کادیانی قرآن منقولہ حاشیہ اور اسکے شان نزول میں ایک الہام ازالہ کے صفحہ ۷۳ وغیرہ میں بیان کرچکا ہے جو رسالہ کے نمبر۲ جلد ۱۴ کے صفحہ ۴۷ میں منقول ہے۔

بہرحال اسکی اس تسلیم وحقیقی نزول جبرئیل سے (دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ کیوں نہو) اسکا مدعا (جبرئیل کا اصلی وجود سے نازل نہونا) ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکا ابطال ہوتا ہے۔ اور اسکے مذہب کے اس اصل اصول کا کہ جبرئیل سورج کا روح یا بمنزلہ روح ہے۔ لہذا وہ اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ جدا ہو تو سورج کی حالت وجودیہ میں فرق آجاوے۔ یعنی وہ لوٹ پڑے اور نظام شمسی درہم برہم ہو جائے (جسکو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۳۸۔ ۶۸۔ ۸۵ وغیرہ میں بیان کرچکا ہے۔ اور ہمارے رسالہ نمبر۴ جلد ۱۲ کے صفحہ ۹ وغیرہ میں منقول ہے) بالکل ستیاناس ہوتا ہے۔ اور جبرئیل کی ذاتی وحقیقی نزول پر جسقدر اعتراضات اُسنے اس کید نمبر۷ وکید نمبر۱۰ میں کئے ہیں وہ سب کے سب کافور اور ھباءً منثورًا ہوتے ہیں۔

کیونکہ جب بحسب اعتراف کادیانی دو دفعہ یا کم سے کم ایک دفعہ جبرئیل کا اصلی وجود سے زمین پر آنا۔ اور اپنے لنبے وجود کے ساتھ صرف ایک چھوٹی سی جگہہ غار حرا میں یا ایک میدان افق شرقی مکہ میں سما جانا جائز ہو گیا۔ تو اسی طرح چوبیس ہزار بار بھی انکا زمین پر آنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں سما جانا بھی جائز ہو گا۔ کہاں ہیں کادیانی حامی وحمائتی نام کے مولوی کادیانی کو اس الزام کے صدمہ سے بچا دیں اور اسکی کمر کو دونو ہاتھ سے تھام لیں۔ جس بات کو اُسنے اپنے مذہب باطل کی دلیل سمجھکر پیش کیا تھا۔ اُسی سے اسکے مذہب کا ابطال ہوا۔ اور دجل قضیٰ علےٰ نفسہٗ کا مضمون اسپر صادق آیا۔ اس سے اسپر ایسا الزام قائم ہوا ہے جس سے اسکی کمر بلکہ چور ہو گئی ہے۔ لہذا اب اسمیں طاقت نہیں رہی کہ وہ بلامدد غیر اس دعوے کے میدان میں (کہ جبرئیل امین کبھی اپنے اصلی وجود سے زمین پر نازل نہیں ہو سکتے قائم رہ سکے) اسکے حمایتوں کو حوصلہ ہو تو وہ اسکی کمر کو تھام کر اسے کھڑا کریں۔ یہ نہو سکے تو اسکو سبنھال کر گھر میں واپس لیجائیں۔

اَب رہا کادیانی کی اس حجت اور وسوسہ کا رد وجواب کہ تمثلی وجود کے ساتھ جبرئیل کے نزول سے (جو اکثر اوقات ہوتا تھا) ذاتی اور اصلی وجود سے نزول کی نفی ہوتی ہے۔ سو یہ ہے۔ کہ یہ تب ہو جبکہ مثال اصل سے مغائر ہو۔ اور ایک وجود دوسری کی نفی کرے اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب کی کلام میں جس سے کادیانی نے تمثلی وجود نکالا ہے اور وہ رسالہ کے صفحہ ۱۱۴ میں منقول ہے۔ صاف اور صریح طور پر گذر چکا ہے کہ جبرئیل کی مثال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے جبرئیل کی غیر نہ تھی بلکہ وہ جبرئیل کی ذات مع صفات تھی جو اس صورت مثالی میں نظر آتی تھی۔

علاوہ بریں جبرئیل کے بشکل انسانی متمثل ومتشکل ہونے کی ایک وہی صورت نہیں جو شیخ عبدالحق صاحب نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے۔ اور اس سے کادیانی نے اپنی

سلہ آدمی نے اپنا فیصلہ خود کرلیا۔

نافہمی سے اصل وجود کے نزول کی نفی نکالی ہے۔ بلکہ تمثل جبرئیل کی پانچ صورتیں اور جائز وممکن الوقوع ہیں اور علماء اسلام نے وہ صورتیں بیان کی ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ جس صورت میں جبرئیل متمثل ہوتا تھا وہ عین ذات اور صورت جبرئیل تھی ازانجملہ ایک صورت وہ ہے جو ان ہی حضرت شیخ عبدالحق صاحبؒ (جس پر کادیانی کا اسباب اعتماد ہے) بعض علماء سے نقل کی ہے۔ کہ جبرئیل کی روح اپنی اصلی صورت وجسم کو چھوڑ کر اس صورت اور جسم میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آتا تھا منتقل ہوتی تھی۔ ومعہذا جبرئیل کا اصلی جسم مفارقت روح سے مردہ نہوتا تھا۔ جیسے شہیدوں کا جسم مفارقت روح سے مردہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والا متمثل شخص اور نظر آنے والی صورت بعینہ ذات جبرئیل علیہ السلام بنتی ہے۔ جو دوسرے جسم میں ظاہر ہوتی تھی۔ نہ کوئی اور چیز۔

اس صورت کے مصدق ومؤید۔ قرآن وحدیث کے ظاہر الفاظ ہیں جنہیں جبرئیل علیہ السلام کی تمثلی صورت کو جبرئیل کہا گیا۔ اور اس کے افعال کو جبرئیل کی طرف منسوب کیا ہے قرآن میں حضرت مریم کے پاس جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی نسبت فرمایا ہے۔ ہم نے

فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرًا سویًا (مریم ۲۶)	اسکی طرف اپنی روح یعنے جبرئیل کو بھیجا۔ وہ جبرئیل اس کے سامنے ایک پورے

انسان کی شکل میں متشکل بن گیا۔

تفسیر کبیر اور بیضاوی میں کہا ہے۔ کہ حضرت مریم کے پاس جبرئیل ایک جوان

اتاھا جبرئیل متمثلا بصورۃ شاب امرد سوی الخلق لتستانس بکلامہ (بیضاوی ص ۴ ج ۲) ولو ظہر لہا فی صورت الملائکۃ لنفرت عنہ (تفسیر کبیر ص ۷۷۹ ج ۵)	مرد بے ریش کی صورت میں متشکل ہو کر آگئے۔ تاکہ وہ انکی کلام سے مانوس ہوں۔ اور اگر وہ فرشتوں کی شکل میں آتے تو وہ انسے متنفر ہو جاتیں۔

اس آیۃ کے الفاظ اور اقوال مفسرین کے الفاظ کے ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ جو شخص حضرت مریم کے پاس آیا تھا۔ اور اُنکو دکھائی دیتا تھا۔ وہ جبرئیل تھا۔ اسی جبرئیل کو خدا نے بہیجا وہی جبرئیل انسانی شکل میں متشکل ہوا۔ وہی جبرئیل حضرت مریم کو نظر آیا۔ اور ان الفاظ کے یہہ معنے کہ جسکو خدا تعالےٰ نے بہیجا اور وہ آیا اور مریم کو دکھائی دیا۔ وہ صرف جبرئیل کی خیالی شال یا عکسی تصویر۔ یا فوٹو تھا۔ مجازی اور تاویلی معنے ہیں۔ جنکی طرف حقیقی معنے چھوڑکر رجوع کرتا الحاد و نیچریت و دہابیت ہے

حدیث صحیح بخاری میں منقولہ صفحہ (۱۱۶ رسالہ) میں جو یہہ الفاظ وارد ہیں۔ کہ کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں متمثل ہو کر آتا۔ اسکے بھی ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں۔ کہ آنے والا اور انسان کی صورت بن جانیوالا جبرئیل ہے کیونکہ یہی اسکے حقیقی اور ظاہری معنی ہیں نہ اسکا فوٹو یا عکس یا خیالی صورت کیونکہ یہہ معنے مجازی تاویلی ہیں۔

علماء متکلمین نے (جو فرشتوں کی تعریف کی اور اسی تعریف کو کادیانی کے مرید محمد احسن امروہی نے رسالہ تائید کفریات کادیانی میں درج کیا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے علوی لطیف اجسام ہیں کہ وہ جس شکل سے چاہتے ہیں متشکل ہو جاتے ہیں۔ انمیں تبدل و تغیر کی طاقت بھی موجود ہے۔ وہ تعریف بھی اسی کی مصدق ہے۔ کہ نظر آنے والے درحقیقت فرشتے ہوتے ہیں۔ جو صورت و شکل بدلکر ظاہر ہوتے ہیں۔

> قال المتکلمون الملائکۃ اجسام عُلویۃ لطیفۃ تتشکل فی اتے تشکل ارادوا۔
> (قسطلانی صفحہ ۵ ج ۱)
> ان الملٰئکۃ عند اہل الحق اجسام لطیفۃ ولہم قوۃ التشکل والتبدل۔
> (رسالہ تائید کفریات کادیانی تالیف محمد احسن امروہی صفحہ ۵۳)

اس تبدل و تغیر اور انتقال روح از جسم بجسم دیگر کو جو کادیانی نے تناسخ کہا ہے۔ تو یہہ اُسکا مغالطہ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ صرف اس قسم کا تبدل و انتقال

تناسخ نہیں۔ اور تناسخ کی جو حقیقت وہ سرمہ چشم آریہ میں بیان کر چکا ہے۔ اسمیں یہہ تبدل وانتقال داخل نہیں ہو سکتا۔ اب وہ بیان سرمہ چشم آریہ کے برخلاف اس تبدل انتقال کو تناسخ کہے خواہ کوئی اور نام رکھے۔ اہل اسلام تو اس تبدل وانتقال کو کمال قدرت خداوندی کا ایک نمونہ ومثال سمجھتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث کو اسپر شاہد ناطق جانتے ہین۔

قرآن میں خداتعالے اس قسم کی تبدلات جو انسان میں واقعہ ہوئے ہیں کہ پہلے وہ مٹی تھا۔

> ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة فى قرار مكين۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما۔ ثم انشأناه خلقا اخر فتبارك الله احسن الخالقين (المومنون ع ۱)
>
> هو الذى خلقكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم يخرجكم طفلا ثم لتبلغوا اشدكم ثم لتكونوا شيوخا (المؤمن ع ۴)

پھر نطفہ ہوا۔ پھر چھچھڑا ہوا۔ پھر مضغہ بنا۔ پھر ہڈی کی صورت میں آیا۔ پھر اس پر گوشت پہنایا گیا۔ پھر بچہ ہو کر نکلا۔ پھر جوان ہوا۔ پھر بوڑھا ہوا۔ پھر خاک ہو کر خاک میں مل گیا۔ پھر اُس خاک سے ویسا ہی انسان ہو کر نکلیگا۔ اپنے آیات قدرت سے شمار کیا ہے۔ اور ان سے اپنا خالق ولائق عبادت ہونا ثابت کیا ہے۔

اور **قرآن** میں شہیدوں کے مارے جانے کے بعد دوسری زندگی اور دوسرے

> ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات بل احياء عند ربهم۔ (البقرع ۱۹)

جسم میں زندہ رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث شریف میں اس اشارہ کی یہہ تصریح ہوئی ہے۔ کہ شہیدوں

> عن ابن مسعود قال انا قد سئلنا عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ارواحهم كطير خضر تسرح فى جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تاوى الى تلك القناديل۔ (معالم التنزيل ۱۹۶)

کی ارواح سبز جانوروں کی پوٹ میں رہتی ہیں اور بہشت کے پھل چگتے کہاتے ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت جعفر طیار کی نسبت جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت جعفرا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ (ترمذی صفحہ ۲۱۶) وقال ایضا حین قطعت یداہ فی غزوۃ موتۃ جعل اللہ لہ جناحین یطیر بہما (کذا فی الخبر جلد ۲)

اور انکے دو بازو کٹ گئے تھے فرمایا ہے کہ خدا تعالے نے ان بازوں کے بدلے انکو دو پر لگا دیئے ہیں۔ جنسے وہ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اوڑتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت جعفر کو طیار کا لقب دیا گیا ہے۔ جسکے معنے اوڑنے والے کے ہیں۔

اس بیان حدیث وقرآن سے ثابت ہے۔ کہ اس قسم کے تبدلات وانتقالات خدا کی کمال قدرت کی آیات ہیں خدا تعالے اور اسکے رسول نے خود انکو بیان کیا ہے۔ اور انسے خدا کی توحید کا اثبات ہوتا ہے۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ کادیانی کے نزدیک بھی مطلق تبدل وانتقال کا نام تناسخ نہیں ہے بلکہ خاص کر اس تبدل انتقال کا نام ہے۔ جسمیں یہ تین امور کفریہ پائے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ ارواح قدیم ہیں۔ دوم یہ کہ اجسام (مادہ عالم) قدیم ہیں۔ سوم یہ کہ خدا تعالے نہ ارواح کا خالق ہے نہ اجسام کا۔ بلکہ وہ صرف ارواح کو اجسام سے جوڑ دیتا ہے اسطور پر کہ جو شخص اچھے عمل کرتا اسکو اچھے اجسام سے جوڑ دیتا ہے مثلاً انسان بنا دیتا ہے یا ستارہ وغیرہ اور جو برے عمل کرتا ہے اسکو برے اجسام گدہے۔ کتے وغیرہ سے جوڑ دیتا ہے۔ اسی طور پر ہر ایک شخص مختلف جونوں میں جاتا ہے اور اپنے اعمال کا پھل پاتا ہے۔ بنا ءً علیہ دنیا کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ فنا اور نہ اس فنا کے بعد کوئی حشر یا نشر یا حساب وکتاب جو ہے یہی دنیا میں ہوتا ہے اور ہوتا رہیگا۔ یہہ مضمون اور حقیقت تناسخ کادیانی کے سرمہ چشم آریہ میں صفحہ ۸۴ سے ۹۱ تک بیان ہوئی ہے۔ اور اسکی مختلف اور پراگندہ عبارات سے مفہوم ہوتی ہے۔

اب ناظرین منصفین غور کریں اور دادِ انصاف دیکر کھیں کہ یہ کفریات ثلثہ جو اعتقاد تناسخ میں پائے جاتے ہیں اور وہ کادیانی نے خو بیان کئے ہیں اس تمثل جبرئیل کی صورت اول میں جو علمار نے بیان کی ہے۔ کہاں پائی جاتی ہیں۔ نہیں تو پھر کادیانی کا اس تمثل وانتقال کو تناسخ کہنا عمدًا دہوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔؟-

دوسری صورت تمثل وہ ہے جو امام الحرمین سے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں منقول ہے۔ اسکا خلاصہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰ میں گذر چکا ہے۔ یہاں اسکی اصل عبارت معہ ترجمہ وتفسیر جو لفظ یعنے ہوگی نقل کیجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں تمثل جبرئیل کے یہ معنے ہیں کہ خداتعالی جبرئیل کی اصلی خلقت (یعنے صورت) سے قدر زائد کو (یعنے جو نظر آنے والی انسانی صورت سے علاوہ تھا) فنا کردیتا یا مٹا دیتا تھا۔ (یعنے اس سے جدا کردیتا تھا) پھر اس قدر زائد کو لوٹا دیتا تھا (یعنے جب جبرئیل اپنی اصلی صورت میں آنا چاہتا تھا۔

قال امام الحرمین تمثل جبرئیل معناہ ان اللہ افنی الزائد من خلقہ او ازالہ عنہ ثم یعیدہ الیہ بعد وجزم ابن عبد السلام بالازالۃ دون الفناء وقرر ذلک بانہ لا یلزم ان یکون انتقالہا موجبا لموتہ بل یجوز ان یبقی الجسد حیا لان موت الجسد بمفارقۃ الروح لیس بلازم عقلا بل بعادۃ اجراہا اللہ فی بعض خلقہ ونظیرہ انتقال ارواح الشہداء الی اجواف طیور خضر تسرح فی الجنۃ + + + والحق ان تمثل الملک رجلا لیس معناہ ان ذاتہ انقلب رجلا بل معناہ انہ ظہر بتلک الصورۃ تانیسا لمن خاطبہ والظاہر ایضا ان القدر الزائد لا یزول ولا یفنی بل یخفی علی الرائی فقط۔

(فتح الباری صـ ۱۱ ج ۱)

تیسری صورت تمثل وہ ہے۔ جو امام ابن عبد السلام نے پسند کی ہے۔ اسکا خلاصہ بھی حاشیہ مذکور میں منقول ہے۔ یہاں اصل عبارت معہ ترجمہ وتفسیر نقل کیجاتی ہے۔ انہنے وہی بات پسند کی ہے جو امام الحرمین نے کہی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ قدر زائد کے فنا ہونے کا قائل نہیں مگر اسکو ہٹا دینے کا قائل ہے۔ اسکی تقریر انہنے یوں کی ہے کہ اس حصہ

(جدا کر دیا گیا ہے) جبرئیل کی روح کے انتقال سے اس حصہ کا مردہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ جائز ہے۔ کہ وہ مفارقت روح کے بعد زندہ رہے جیسے شہیدوں کے جسم روح کی جدا ہونے اور سبز جانوروں کی پوٹ میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتے۔ **چوتھی صورت** وہ ہے جو صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر نے بیان کی ہے۔ کہ فرشتہ کے شکل انسانی سے متشکل ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اسکی ذات بدلکر آدمی کی ذات بن جاتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ جبرئیل انسانی صورت میں ظاہر ہوتے تھے تاکہ مخاطب کو اُن سے اُنس ہو (وحشت نہو) اور ظاہر ہے کہ قدر زائد (یعنے نظر آنیوالی انسانی صورت سے علاوہ حصہ اسکی صورت و پیدایش کا) آنحضرت کی نظر سے مخفی رہتا تھا۔ نہ وہ حصہ فنا ہوتا تھا اور نہ الگ کیا جاتا تھا

پانچوین صورت تمثل وہ ہے جو **شیخ الاسلام بلقینی** استاذ حافظ ابن حجر سے حاشیہ صفحہ۱ میں اصل عبارت کے ساتھ منقول ہوئی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل سکڑ کر انسانی صورت وجسامت میں ہو جاتے تھے جیسے دھنی ہوئی روئی اکٹھی کرنے سے چھوٹی سی ہو جاتی ہے۔

ان چاروں صورتوں (۲ و ۳ و ۴ و ۵) سے جو ان اکابر نے بیان کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانی صورت بھی جسمیں جبرئیل آنحضرتؐ کو نظر آتے تھے حضرت جبرئیل کی ایک اصلی صورت ہے اور جو صورت آپکی دو دفعہ آنحضرت کو نظر آتی تھی وہ انسانی صورت سے علاوہ اور سہ پر لگاتی تھی [illegible]

اس امر کی مؤید حضرت ابن عباس کی وہ حدیث مرفوع ہے (جسکو حاکم نے روایت کیا اور اسکو صحیح کہا ہے۔ اور اسکو منشی حسن امروہی نے اپنے رسالہ تائید کفریات کادیانی کے صفحہ ۵۲ میں نقل کیا ہے جسمیں یہ بیان ہے کہ ملائکہ حاملان عرش کے چار منہ ہیں ایک انسان کا دوسرا شیر کا۔ تیسرا بیل کا۔ چوتھا کرگس کا۔ ایسی ہی اگر حضرت جبرئیل کی اصلی صورتوں میں سے ایک صورت انسان ہی ہو۔ اور ان چاروں صورتوں سے جو ان اکابر نے بیان کیا ہے تشکل وتمثل جبرئیل کے وقت آپکی صرف ایک وہی انسانی

> وروی ان لکل ملک منہم وجہ رجل ووجہ اسد ووجہ ثور ووجہ نسر۔
> اخرجہ الحاکم وصححہ۔
> (رسالہ تائید کفریات کادیانی از منشی حسن امروہی ص۵۲)

صورت ظاہر ہوتی ہو۔ اور باقی صورتیں بقول امام الحرمین فنا ہو جاتی ہوں یا بقول امام ابن عبدالسلام جدا کیجاتی ہوں۔ یا بقول حافظ ابن حجر وہ صورتیں آنحضرت ؐ سے چھپائی جاتی ہوں تو کوئی تعجب و انکار کا محل نہیں۔ یہ پانچوں صورتیں تمثل کی ایسی ہیں جن سے جبرئیل کا اصلی وجود سے آنحضرتؐ کے پاس آنا ثابت ہوتا ہے۔ اس بیان سے کادیانی کے اس وسوسہ و حجت کا رد و جواب پورا ہوا۔ اور ثابت ہوا۔ کہ تمثلی وجود کے ساتھ حضرت جبرئیل کے نزول سے اصلی وجود کے نزول کی نفی لازم نہیں آتی نہ اس صورت تمثلی سے جو شیخ عبدالحق نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے کیونکہ اس صورت میں جو مثال جبرئیل آنحضرت ؐ کو نظر آتی تھی۔ وہ ذات جبرئیل سے غیر نہوتی تھی اور نہ ان پانچوں صورتوں تمثل سے جو ان علماء نے بیان کی ہیں۔ اور ازانجملہ ایک صورت خود شیخ نے بھی بعض علماء سے نقل کی ہے۔ یہ نفی لازم آتی ہے۔ کیونکہ ان صورتوں تمثل میں متمثل و متشکل ہونے والی انسانی صورت جبرئیل امین کی اصلی صورت کا ایک جزو حصہ بنتا ہے۔ اور عین ذات جبرئیل نہ کچھ اور بالجملہ دو دفعہ جبرئیل امین کی اصلی یعنے پوری صورت خلقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے اور اکثر اوقات تمثلی صورت سے نزول فرمانے سے کادیانی کا یہ عقیدہ کفریہ کہ جبرئیل اپنی ذات سے اور اصلی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتے تھے۔ بلکہ آسمان سے کبھی جدا نہیں ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آنے والی صورت جبرئیل کی عکسی تصویر اور آنحضرت ؐ کی خیالی صورت تھی۔ ایسا باطل و نیست و نابود ہوتا ہے کہ اب اسکی وجود میں آنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اب ہم اس **نمبر اول** اعلانہ کو ان ہی دوازدہ گانہ اکاذیب مغالطات و کفریات کادیانی کے بیان پر ختم کرتے ہیں۔ **باقی پھر سہی۔ یار باقی صحبت باقی۔**

اس نمبر کے ملاحظہ سے امید ہے ناظرین منصفین کادیانی کے کذب و فریب و کفر

پر مطلع ہو کر اسکو زندیق (چھپا مرتد) اور اسلام اور رسول کا چھپا دشمن سمجھینگے۔ اور جو لوگ دھوکہ میں آکر اسکے دام میں پھنس گئے ہیں وہ اب اس سے رہائی پائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور جو صاحب اس نمبر اعاذہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد بھی اسکو مسلمان اور سچا سمجھیں وہ بنظر خیر خواہی اسلامی اسکے ان کفریات واکاذیب مغالطات کا اسلام وصدق وحق ہونا ثابت کریں۔ اسپر ہم انکو حسب تفصیل ذیل انعام دینگے۔ اکاذیب کفریات ومغالطات نمبر اول لغایت چہارم کو اسلام اور حق ثابت کرنے پر فی نمبر پچیس ۲۵ روپیہ نمبر ۵ سے ۱۲ تک فی نمبر پچاس ۵۰ وازانجملہ صرف ایک اس بات کی ثبوت پر کہ شیخ عبد الحق صاحب جبرئیل امین کو اصلی وذاتی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے قائل نہ تھے۔ یا اس بات کے ثبوت پر کہ تمثلی وجود کے ساتھ نزول سے حقیقی وجود کے نزول کی نفی لازم آتی ہے ایک سو روپیہ انعام اس انعام پر بھی کادیانی اور اسکے غالی متبع نہ ان کفریات واکاذیب کا اسلام اور حق ہونا ثابت کریں اور نہ اپنے کفریات سے رجوع کریں تو عام مسلمان یقین کریں کہ ان لوگوں کو اسلام اور حق سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ دیدہ ودانستہ اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں ؎

بعض متفرق مضامین کتاب وساوس کادیانی کی جواب کی تمہید

اور

جملہ مضامین کتاب کی فہرست

بعض مضامین کتاب کا جواب کادیانی نے جلد چاہا ہے۔ اور اس جواب کے لیے متعدد رجسٹری شدہ خطوط کے ذریعہ سے تقاضا کیا ہے۔ لہذا ترتیب مضامین کتاب کا لحاظ اٹھا کر ان مضامین کا جواب دیا جاتا ہے۔ مگر اس سے پہلے اس کتاب کے جملہ مضامین کا خلاصہ بطور فہرست بیان کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو کہ نمبر اول اعاذہ میں اس کتاب کے کسقدر مضامین کا رد ہو چکا ہے۔ اور کسقدر باقی ہے۔ وازانجملہ کس حصہ کا جواب عام اہل اسلام اور خاص کر اشاعۃ السنۃ کے ذمہ پر ہے۔ اور کسقدر حصہ مستحق جواب نہیں ہے۔ پس واضح ہو کہ